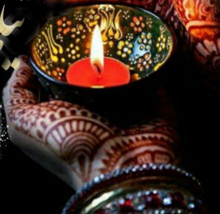
آنچل میں جلتا دیا

نیلم ریاست



ناول

نیلم ریاست

آنچل میں جلتا دیا

"گاڑی میں بیٹھو ہم یہاں نہیں رُک سکتے۔۔۔"

"کیا بات کر رہی ہو۔۔۔ہم لوگ ایسے کیسے یہاں سے جاسکتے ہیں۔۔"

"کیوں نہیں جاسکتے۔۔۔؟ میری بات سنو بیوقوف انسان پولیس کسی بھی وقت یہاں آسکتی ہے۔۔اور جائے وقوع پہ ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی بھی موجود نہیں ہے۔۔پولیس ہمیں پکڑے گی۔۔"

"تم ایمبولنس کو فون کرو مشال اس لڑکی کی نبض چل رہی ہے۔۔۔ہمیں اسکو جلد از جلد ہسپتال پہنچانا چاہیے"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا کیا تم نے تب سے کسی ایک لفظ پر بھی غور کیا ہے کہ میں بک کیا رہی ہوں۔۔۔جیل ہو جائے گی۔۔سُنا تم نے ہمیں جیل ہو جائے گی۔۔"

"او مائے گاڈ مشال اس لڑکے کو سانس نہیں آرہی ہے۔۔یہ سارا میرا قصور ہے۔۔۔ایمبولینس بلاؤ تم میرا سر کھائے جارہی ہو۔۔۔میری بات کیوں نہیں سُنتی ہو۔۔۔دو لوگ مر جائیں گے۔۔۔ہم انکو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔اس وقت انکو ہماری ضرورت ہے۔۔۔پلیز مشال میرا ساتھ دو۔۔میں کسی کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنا نہیں چاہتا ہوں۔۔۔جلدی کرو میری مدد کرو انکو گاڑی میں ڈال کر ہسپتال لے چلتے ہیں۔۔"

”خبردار جو تم نے میری گاڑی میں ان خون سے لتھڑے لوگوں کو ڈالا۔۔۔تمہارا تو دماغ کام کرنا چھوڑ گیا ہے مگر میں اتنی پاگل نہیں ہوں کہ پھانسی کا پھندہ گلے میں ڈال کر پھروں۔۔۔میں جا رہی ہوں۔۔۔تم کرتے رہو خدمتِ خلق جیل کی سلاخوں کے پیچھے جب سڑو تو مجھے آواز مت دینا۔۔۔پاگل آدمی۔۔“

اس سے پہلے وہ نوجوان سمجھ پاتا کہ وہ دوشیزہ کیا کرنے کی ٹھان چکی ہے۔۔۔وہ گاڑی میں بیٹھی اور بھگا لے گئی۔۔۔

آخری لمحات میں وہ دیوانوں کی طرح اس کے پیچھے لپکا مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔۔۔

دور ہوتی گاڑی کی پچھلی سُرخ بتی اسکو موت کا احساس دلوا رہی تھی۔۔موت جو اسکے ارد گرد بہت قریب منڈلا رہی تھی۔۔۔

گہری سیاہ رات خالی پڑی لمبی سڑک پہ سوائے دوسری کار کے ٹوٹے فریم اور دو نیم مردہ وجودوں کے اور کچھ بھی نہ تھا۔۔۔

اور جو انسان اس وقت جسمانی طور پر بالکل محفوظ تھا دماغی طور پہ بالکل مفلوج محسوس کر رہا تھا۔۔۔



وہ اپنے وفد کے ساتھ بڑی ضروری میٹنگ سے ہو کر واپسی پر اپنے درینہ دوست کے دفتر چلا آیا۔

باقی سب لوگ دوسری گاڑی میں موجود تھے۔جو وہیں سے سیدھے آفس مُڑ گئے۔

اُس کے ساتھ اس وقت فقط اُسکا ڈرائیور اور پی اے موجود تھا۔

مطلوبہ منزل پر جا کر لفٹ رُکی دروازہ واہ ہوا۔وہ دونوں سوٹڈ بوٹڈ افراد لفٹ سے باہر آئے۔استقبال کو آفس کا باس خود وہاں پر موجود تھا۔کیونکہ انٹر کام کے ذریعے اُسکو اطلاع دی گئی تھی۔

اپنے دوست کے ساتھ خوش دلی سے گلے ملتے ہوئے۔اُس کی نظر بلا ارادہ ہی سامنے موجود ویٹنگ روم پر پڑی اور چونک گئی۔

اس چہرے کی تلاش میں اُس نے بڑی خواری جھیلی تھی۔تب سوائے ناکامی کے اور کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔اور آج یوں اچانک سے نظر آ گیا تھا۔

اُسکا دوست اُسے اور اُسکے پی اے کو اپنے آفس میں لے گیا۔ادھر اُدھر کی باتیں ہوئیں۔چائے پینے کے دوران اُس نے وہ بات لبوں سے نکالی جو آتے ساتھ سے ہی کہنا چاہ رہا تھا۔

"احمد کیا آج تم لوگ کسی پوسٹ کے لیے نئے اُمیدواروں کے انٹرویو لے رہے ہو؟۔۔۔"

"ہاں۔۔۔تم نے باہر بیٹھی عوام کو دیکھ کر اندازہ لگایا ہوگا۔یہی شارپ انسان کی نشانی ہے۔ہر چیز نوٹ کرتا ہے۔"

"کونسی ویکنسی ہے؟۔۔۔"

"یار پروف ریڈنگ میں تھوڑی مدد چاہیے تھی۔اُسی سلسلے میں آج کُچھ لوگوں کو بُلا یا ہوا ہے۔"

"کیا تم پتہ کر سکتے ہو۔انٹرویو ہو گئے کہ نہیں؟۔۔"

احمد نے اُلجھن بھری نظروں سے اپنے دوست کو دیکھا۔

"نہیں انٹرویو ڈیڑھ بجے شروع ہونے ہیں۔ابھی پندرہ منٹ باقی ہیں۔"

"کیا میرا پی اے انٹرویو لینے والے پینل کا حصہ بن سکتا ہے؟۔۔"

سوال کرنے کے دوران اُس نے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب سے پین نکالا احمد کی میز پر بکھرے ہوئے کاغذوں میں سے ایک خالی کاغذ لیا اور اُس پر چند انگریزی کے حرف کھینچ کر اپنے پی اے کی جانب بڑھا دئے۔ جسے اُس نے پھرتی کے ساتھ اپنی جگہ سے اُٹھنے کے بعد پکڑ کر فوری طور پر پڑھ لیا۔جس پر لکھا تھا۔

" ریڈ سکارف' بلیک فائل' بیلو ڈریس۔۔۔شی از داون۔۔۔" پی اے نے پرچی جیب میں ڈالنے کے بعد سر اثبات میں ہلایا۔

احمد کی سوالیہ نظریں اپنے دوست اور اُس کے پی اے کو دیکھ رہی تھیں۔آخر کار بولنا پڑا۔

" بوائز آئی ہوپ ایوری تھینگ اِز اوکے۔۔۔"

" سب اوئے ون ہے۔بس میرے پی اے کو اُسکے کام کی جگہ تک پہنچا دو۔اور جس کو یہ اپائینٹ کرے گا تم اُسی لڑکی کو جاب دو گے۔"

احمد اپنی سیٹ پہ سیدھا ہو کہ بیٹھ گیا۔

"ایسا میں کیوں کرونگا؟ ۔۔"

سامنے والے نے اپنا پین بند کر کے واپس جیب میں رکھا۔اور بڑے اطمینان سے بولا ۔

"کیونکہ میں کہہ رہا ہوں۔"

"بدلے میں مجھے کیا ملے گا؟ ۔۔"

احمد کے لبوں پر بڑی گہری مُسکراہٹ کھیل رہی تھی۔سامنے والا بھی دھیرے سے مُسکرایا۔

"کیا چاہتے ہو۔"

"اپنی کمپنی میں انویسٹمنٹ ۔۔"

"کتنے پرسنٹ ۔۔"

"یہی کوئی تیس چالیس پرسنٹ ۔۔"

سامنے والے نے احمد کو یوں دیکھا۔جیسے اُسکا دماغ چل گیا ہو۔پھر بولا۔

"اگر تم سمجھ رہے ہو۔میں اپنے اردگرد سے لاعلم رہتا ہوں۔تو میں تمہیں بتا دوں۔میرے علم میں یہ بات بہت عرصے سے ہے۔تمہاری کمپنی مسلسل خسارے میں جارہی ہے۔پچھلے چھ ماہ سے ایک بھی کتاب شائع نہیں ہوئی۔اب تم چاہ رہے ہو۔میں اس ڈوبتی ناؤ میں اپنا پیسہ ڈبو دوں۔بھلا کب سے میں اتنا احمق ہوا ہوں؟ ۔۔"

"میں نے کب تمہاری منت کی ہے۔وہ تو تم نے اپنا حکم چلانا چاہا تو مجھے یاد آیا کمپنی میری ہے۔اسلیے نوکری بھی اب اسکو ملے گی۔جسے میں چاہوں۔"

"بڑے ہی کم ظرف انسان ہو۔"

"نہ نہ پیارے میں کم ظرف نہیں بلکہ اپرچونسٹ ہوں۔آج قسمت نے میرے دروازے پہ دستک دی ہے۔ تو میں یہ موقع کیسے جانے دوں؟ ۔۔"

"تمہیں اگر مالی مدد کی ضرورت ہے۔تو مجھ سے جتنی رقم لینا چاہو۔میں دینے کو تیار ہوں۔مگر انویسٹمنٹ کرنے کے لیے میرا دل نہیں مان رہا۔"

"دیکھو خازن ایاز میرا بال بال پہلے ہی قرضے میں بھیگا ہوا ہے۔لہٰذا مجھے مدد نہیں پارٹنر شپ چاہیے۔"

" عجیب آدمی ہو۔ اگر یہی تمہارا فیصلہ ہے۔ تو میں تیس فیصد کی بجائے پچاس فیصد کی پارٹنرشپ پہ پیسہ لگانے کو تیار ہوں۔ اگر منظور ہے۔ تو تفصیل فائز کے ساتھ طے کر لینا۔ مجھے اب اجازت؟۔۔"

اسکے ساتھ ہی وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔ احمد نے بھی ساتھ دیا۔

"تم سوچ سمجھ لو خازن اتنی جلدی کیا ہے۔"

" جلدی ہی ہے۔ جسکو میں نوکری دوں گا۔ تنخواہ بھی اُسکی میں ہی فائنل کرونگا۔ اُمید ہے تمہیں اعتراض نہیں ہوگا۔"

اُس نے احمد کے ساتھ الوداعی مصافحہ کیا۔ فائز کو کام ختم کر کے آفس آنے کی تلقین کی اور وہاں سے نکل آیا۔ واپسی پر وہ جان بوجھ کر اُسکے سامنے سے گزرا مگر وہ متوجہ بھی نہ ہوئی۔

☆......☆......☆

فرحین بھابھی اُسکو آواز دیتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں۔ وہ اس گزرے ایک سال میں اُنکے اس انداز کی اچھی طرح عادی ہو چکی تھی۔ یہ بھابھی کا خاص سٹائل تھا۔ اُسکو خبردار کرنے کا کہ میں آرہی ہوں۔ لہٰذا اگر آنسو بہا رہی ہو۔ تو فوراً چہرہ صاف کر کے مُسکراہٹ سجا لو۔ اور وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتی تھی۔

ابھی بھی جلدی جلدی دوپٹے میں آنسو جذب کئے۔ مگر اُٹھ کے نہیں بیٹھی۔

"ضیشمہ جانی اس وقت کیوں سو رہی ہو۔ باہر بابا چائے پہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ تہمینہ آنٹی فقط تم سے ملنے کے لیے آئی ہوئی ہیں۔ اب کتنا بُرا لگے گا اگر تم باہر نہ آؤ۔"

فرحین دیکھ کر بھی اُسکی سُرخ ہوتی آنکھیں اور ناک اگنور کر گئی۔

" میں تمہارا لباس نکال دیتی ہوں۔ بس پانچ منٹ میں تیار ہو کر میرے ساتھ آؤ۔"

" بھابھی میرا دل نہیں چاہ رہا۔"

"ضیشمہ جانی تمہیں نہیں لگتا ہم نے اس دیوانے دل کی بہت سُن لی ہے۔ اب ہمیں دماغ کی بات سُننی چاہیے۔"

وہ کچھ نہیں بولی بس اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ فرحین نے پیلا اور سفید سوٹ نکال کر ہینگر اُسکے سامنے رکھا۔

تہمینہ آنٹی کی بڑی بیٹی بھی آج اُنکے ساتھ آئی ہوئی ہے۔"

فرحین بھابھی کی بات پر اُس نے خوفزدہ نظروں سے اُنکو دیکھا۔

مگر وہ اُسکی جانب دیکھے بغیر ہی اپنے کام میں مصروف رہیں۔

"میں نے اُنکا تمہاری طرف رجحان دیکھ کر پچھلے ہفتے فون کر کے اُنکو ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا۔ایک ہفتے تک اُنکی جانب سے کوئی رسپونس نہیں آیا تو میں سمجھی اُنکا ارادہ بدل گیا ہوگا۔مگر میں غلط تھی۔کیونکہ آج وہ باقاعدہ رشتہ پکا کرنے کے لیے آئی ہیں۔میں بہت خوش ہوں۔مجھے لگتا ہے۔وہ اب بھی کہیں بیٹھ کر تمہیں دیکھ رہا ہے۔اور تم اُسکی دُعاؤں کا حصہ ہو۔تبھی تو اتنا شاندار رشتہ آیا ہے۔ورنہ اتنے پڑھے لکھے لڑکے کی اتنی ماڈرن ماں کو کیا پڑی تھی۔جو وہ ہمارے گھر کے اتنے چکر لگاتی۔"

وہ اب بھی کچھ نہیں بولی۔۔۔۔۔

اُسکے زکر پر ایک دفعہ اُمڈ آنے والے آنسو بڑی دکت سے پی گئی۔

پہلے بھابھی کے بے ہنگم قہقہے اس گھر کی چار دیواری میں گونجا کرتے تھے۔مگر اب وہ باتونی ہوگئی تھیں۔یا شائد اپنے اندر کی آوازوں کو دبانے کا نیا انداز اپنا لیا ہوا تھا۔

اُنہوں نے اُس کا ہاتھ تھام کر اسکو واش روم میں بھیجا۔۔۔۔

"صرف پانچ منٹ میں باہر آؤ۔"

اُس نے کہے پر عمل کیا۔کپڑے بدل کر باہر آئی۔سفید کھدر کی شرٹ کے اوپر پیلا ریشم کا کام ہوا تھا۔ساتھ گرم کپڑے کا پیلا شلوار دوپٹہ تھا۔یہ بات تو اس گھر کا ہر فرد جانتا تھا۔اُس پر نیم رنگ خوب جچتے تھے۔اُس کے چہرے کی گلابیاں اور زیادہ نمایاں ہو جاتی تھیں۔

وہ باہر آئی تو بھابھی کو اپنا منتظر پایا۔

اُنہوں نے سفید تلّے والا کُھسہ اُسکے پیروں کے قریب زمین پر رکھا۔ہاتھ میں ہیئر برش لیکر اُسکی پُشت کی جانب آگئیں۔اتنے سے وقت میں اُسکی ساری چوٹی کھول کر نئے سرے سے کوئی ترتیب دینا مشکل مرحلہ تھا۔مگر وہ ضیشمہ کے لیے بال سنوارنے کا کام تقریباً اُسکے بچپن سے کرتی آرہی تھیں۔ابھی بھی جلدی جلدی چار پانچ

بل کھول کر پونی ڈال دی۔آگے سے برش مار کر بال برابر کئے۔

" ہلکی سی لپ سٹک لگالو۔"

اُس نے خاموشی سے یہ بات بھی مان لی۔

بھابھی کے ساتھ کمرے سے نکل کر ڈرائینگ روم کی جانب آئی۔شام ہو رہی تھی۔کھانے کا وقت نہیں تھا۔اس وقت عموماً گھر میں چائے کا دور چلتا تھا۔

وہ اندر داخل ہوئی اُسے دیکھتے ہی تہمینہ بیگم اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں۔

" ماشااللہ میری بیٹی تو سادے سے روپ میں بھی انتہائی پیاری لگ رہی ہے۔"

وہ اُن کے گلے ملتے ہوئے بس ہلکا سا مُسکرا ہی سکی۔

"کہیں میں بے وقت تو نہیں آگئی ہوں۔"

اُنکے معذرت خواہ لہجے میں پوچھنے پر ضیشمہ کو لگا جواب نہ دینا بُری بات ہوگی۔اسلیے بولی۔

" ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔آپ کا اپنا گھر ہے۔جس وقت مرضی آئیں۔کوئی مسلہ نہیں ہے۔"

یہ ضیشمہ کی اُنکے ساتھ چوتھی ملاقات تھی۔اور پہلی دفعہ اُس نے اتنا لمبا فقرہ بولا تھا۔جسے تہمینہ نے بھی خاص محسوس کیا۔اُن کے چہرے پر فخریہ مُسکراہٹ پھیل گئی۔ساتھ ہی نظروں نظروں سے اپنی بڑی بیٹی کو مخاطب کیا۔

" دیکھا تم نے میری ہونے والی بہو کا اخلاق۔۔۔"

دانیہ کو ماں کا یوں اچانک اس لڑکی پر فدا ہونا اتنا پسند نہیں آیا تھا۔کیونکہ یہ بھری پڑی دنیا میں انکو اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے لڑکی بھائی بھی تو کون؟ایک بیوہ۔۔۔؟۔۔۔چاہے ابھی صرف نکاح ہی ہوا تھا۔پر وہ کسی اور کے نام سے منسوب تو رہ ہی چکی تھی۔اُسکے لاکھوں میں ایک بھائی جو بھلا کہاں لڑکی کی کمی تھی۔مگر اپنی ماں کا کیا کرتے جنکا دل ضیشمہ پہ آیا تھا۔

مگر لاکھ سمجھانے کے باوجود بھی جب تہمینہ کے دل و دماغ سے ضیشمہ کا بھوت نہ اُترا مجبوراً اُن چاروں بہنوں کو ماں کی ہاں میں ہاں ملانی پڑی تھی۔اور مزے کی بات یہ تھی۔اس وقت وہ لڑکی والوں کے ہاں اپنا آخری فیصلہ ایک لاکھ سلامی کی صورت میں دینے کے لیے آئی ہوئی تھیں جبکہ لڑکے کے ابھی فرشتوں کو بھی علم نہ

تھا۔دانیہ دل ہی دل میں ڈر رہی تھی۔کیا ہوگا اگر امی ادھر بات پکی کر گئیں۔اور خازن کسی اور کو پسند کرتا ہوا۔وہ تو ہے بھی اتنا خود مختار جسے باتوں میں لگا کر اپنی مرضی نہیں کروائی جا سکتی۔

ضیشمہ نے چائے نکال کر دانیہ کے سامنے میز پر رکھی تو وہ اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر آئیں۔

"ضیشمہ تمہاری تعلیم کیا ہے؟۔۔"

"میں نے اُردو لٹریچر میں ایم اے کیا ہوا ہے۔"

نرم آواز دھیمہ لہجہ پُر اعتماد انداز۔۔۔دانیہ نے چونک کر ایک نئے سرے سے اُسکو سر تا پا غور سے دیکھا۔ وہ باری باری چائے بنا کر سب کو دے رہی تھی۔

"بھائی صاحب اپنے گھر میں سب سے بڑی میں ہی ہوں۔بچیاں سب شادی شُدہ ہیں۔خازن کا گھر میں تیسرا نمبر ہے۔میرا بچہ بڑا ذمہ دار اور اخلاق والا ہے۔انکے والد کو ہم سے بچھڑے پندرہ سال ہو گئے ہیں۔دانیہ کی شادی اُنہوں نے اپنی زندگی میں کی تھی۔باقی تینوں کو بھائی نے ہی باپ بن کر رُخصت کیا ہے۔کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔آپ میرے گھر کے نوکروں تک سے ہمارے بارے میں تفتیش کر سکتے ہیں۔آپ کو لگے گا کہ بوڑھی عورت ہتھیلی پر سرسوں جما رہی ہے۔مگر میں پچھلے تین سالوں سے خازن کے لیے لڑکی ڈھونڈ رہی ہوں۔یہ تو اللہ کی کرنی اُس دن اپنی دوست کے گھر پہ مجھے ضیشمہ بیٹی نظر آ گئی۔یقین مانیے ایک نظر میں ہی مجھے بڑی اپنی سی محسوس ہوئی تھی۔اسی لیے اگلے دن ہی میں آپکے گھر آ گئی تھی۔"

چائے کے ہلکے ہلکے گھونٹ بھرنے کے دوران وہ اپنا مدعا بیان کر رہی تھیں۔

"فرحین نے مجھے جب اپنے بھائی کی اچانک وفات کے بارے میں بتایا مجھے یقین ہی نہیں آیا۔اللہ کے راز اللہ ہی جانتے ہیں۔میں بات کو زیادہ طول نہ دیتے ہوئے۔یہ کہنا چاہتی ہوں۔مجھے آپکی ضیشمہ بڑی پسند ہے۔اسے میری بہو بنا دیجیے میرا بیٹا اسکو بہت خوش رکھے گا۔"

"آپ کی بات سر آنکھوں پر بہن جی۔۔۔ہماری خوش نصیبی ہے جو آپ اتنی چاہت سے میری بچی کا ہاتھ مانگ رہی ہیں۔مگر میں چاہتا ہوں۔شادی کا فیصلہ ضیشمہ خود کرے۔اسکے لیے ضروری ہے۔یا تو یہ خازن بیٹے سے ملے یا فون پہ بات کر لے۔اُسکے بعد جو بھی فیصلہ یہ کرے گی۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔آپ کو شائد میری

بات عجیب لگے۔حقیقت یہ ہے۔ہم مسلمان ہیں۔ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے۔اگر لڑکی کی پہلی شادی ہے۔تو اُسکی خاموشی کو ہی اُسکی رضا سمجھا جائے۔اور اگر اُسکی دوسری شادی ہے۔اُس صورت میں ضروری ہے۔کہ وہ با آواز اپنی مرضی کا اعلان کرے۔میری بیٹی بڑی سعادت مند ہے۔اسکا پہلا فیصلہ میں نے خود کیا تھا۔جسے اس نے دل سے قبول کیا۔اب صورتحال اور ہے۔میں چاہتا ہوں۔کوئی بھی بات فائنل کرنے سے پہلے بچوں کی آپس میں بات چیت کروادی جائے۔اس طرح سے اگر خازن بیٹے کے کوئی تحفظات ہوئے تو دور ہو جائینگے۔"

دانیہ شاک سے حمید صاحب کی بات سُن رہی تھی۔وہ لوگ تو سمجھ رہے تھے۔اتنے بڑے گھر کا رشتہ یہاں فٹ سے قبول کرلیا جائے گا۔بیٹیوں کی مرضی اور چاہت کو ایسے طبقے میں کہاں اہمیت دی جاتی ہوگی۔مگر ضیشمہ کے والد نے دانیہ کو اچھا خاصہ جھٹکا دیا تھا۔سادہ سے نظر آنے والے انسان کی سوچ اتنی پیاری اور اُجلی ہوگی۔وہ بے اختیار بولی۔

"مجھے تو انکل کی بات بہت پسند آئی ہے۔اور میں اس سے سو فیصد اتفاق کرتی ہوں۔آخری فیصلہ خازن اور ضیشمہ پہ ہی چھوڑ دینا چاہیے۔کیوں ممی؟۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔پر جو گفٹ آج میں ضیشمہ کے لیے لے کر آئی ہوں۔انکا فیصلہ کل کو جو بھی ہو۔میں آج یہ تحفے واپس لیکر نہیں جاؤنگی۔"

اُنکے انداز پہ سب کے ہی لبوں پہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔سوائے ضیشمہ کے۔۔۔جو جیسے خود کو مضبوط بنا کر وہاں پر بیٹھی ہوئی تھی۔وہ جانتی تھی۔یا اسکا رب۔۔۔

چائے پی گئی۔تہمینہ جانے کے لیے اجازت لیتے ہوئے کھڑی ہوئیں۔اپنے ہینڈ بیگ سے ہیرے کی انگوٹھی نکال کر ضیشمہ کے نازک سے ہاتھ میں ڈال دی۔ضیشمہ سر جُھکائے مسلسل پلکیں جھپکتے ہوئے آنسو ٹالنے میں مصروف رہی۔

صرف چند اور پل مجھے اُدھار دئے دو

میں اپنے درد کو دنیا سے چُھپا کر کہیں لے جاؤں۔۔۔

مجھے گوارا نہیں کہ تیری میری یادوں کی سیج سرِ بازار سجے۔۔۔

پھول مُرجھائے' آنسو بھر آئے' آنکھیں ترسیں پر یار نظر نہ آئے۔

ہیرے کی اتنی بھاری انگوٹھی کے علاوہ وہ ایک لاکھ روپیہ اُسکی گود میں رکھ گئیں۔جسکو بھابھی نے بڑے اسرار کے بعد پچاس ہزار میں بدلا ۔۔۔کیونکہ تہمینہ اور دانیہ کچھ بھی سُننے کو تیار نہ تھیں۔

مہمانوں کے جانے کے بعد بھائی اُٹھ کر باہر چلے گئے۔ابو مسجد کو چلے گئے۔ضیشمہ نے خود کو کمرے میں بند کر لیا۔بھابھی ملازم کے ساتھ مل کر برتن سمیٹنے میں مصروف ہو گئیں۔یہ الگ بات۔۔۔کام کم کیا آنسو زیادہ پونچھے۔

ابھی زیادہ پُرانی بات تو نہ تھی۔اُنکا سعد صحیح سلامت چلتا پھرتا نظر آتا تھا۔ضیشمہ اور فرحین آپس میں نند بھاوج تو تھیں ہی پر چچازاد بھی تھیں۔آپس میں وٹاسٹا ہوا تھا۔محبتوں کے جھولے میں جھولتے جھولتے نہ جانے کب آنکھ کُھلی اور سب کُچھ ختم ہو گیا۔



گھر پہنچتے ہی تہمینہ نے دانیہ کو حکم دیا۔

"جلدی سے زرا اپنے بھائی کا نمبر ملا کر دو۔"

"امی وہ اس وقت ملک سے باہر گیا ہوا ہے۔آپ جانتی ہیں۔اپنے کام کے دوران تنگ کرنے کو وہ کس قدر نہ پسند کرتا ہے۔"

"دانی بھاڑ میں گیا سارا کام۔۔بوڑھا ہوا جا رہا ہے۔کام کام کام کے سوا اُس کو دنیا کا کوئی ہوش نہیں ہے۔نہ جانے کتنے کتنے دن اپنی شکل دیکھائے بغیر مجھے اکڑنے کو اکیلا اس گھر میں نوکروں کی فوج کے ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔تم بس اُسکا نمبر ملاؤ۔اگر اُسکو ناگوار گزرے گا تو میں خود ڈیل کرلونگی۔"

دانیہ نے اپنے سیل پہ سپیڈ ڈائل میں موجود خازن کا نمبر ملایا۔

ہر دفعہ کی طرح دوسری طرف سے فون اُٹھانے والا فائز تھا۔

"اسلام وعلیکم۔۔"

"وعلیکم اسلام فائز زرا اپنے سر کو فون دو۔"

"آپی سر اس وقت ڈنر کر رہے ہیں۔"

"ممی نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔میں کوشش کرتا ہوں۔"

لائن ہولڈ پہ رکھی گئی۔

دومنٹ بعد بھاری آواز اُبھری۔

"جی ممی فرمائیے۔۔۔"

"خازن ایاز تمہاری زندگی میں ماں اہم ہے۔یا تمہارا کام؟۔۔"

دوسری جانب خاموشی چھائی۔بس بیک گراؤنڈ میں چمچ کانٹے رکھنے اُٹھانے کی آواز آرہی تھی۔

وہ کسی سے ایکسکیوز کرتا ہوا۔کوئی دروازہ کھول کر باہر آیا تھا۔کیونکہ دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز کے ساتھ ہی باقی آوازیں بند ہوگئی تھیں۔

"کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے؟اپنی آواز سے آپ مجھے کچھ ناراض لگ رہی ہیں۔"

"خازن میں نے نہ صرف تمہارے لیے لڑکی ڈھونڈ لی ہے۔بلکہ ابھی ابھی تمہاری اُسکے ساتھ بات پکی کر کے گھر آرہی ہوں۔"

"آپ مذاق کر رہی ہیں۔"

اُسکا لہجہ مُسکرا رہا تھا۔

"میں تنہائی سے تنگ آگئی ہوں۔یہ اتنا بڑا محل نما گھر مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔تم سب بھائی بہن اپنی اپنی روٹین میں مگن ہو۔تم لوگوں کو کیا خبر کیسے دن سے رات کرتی ہوں۔پچھلے تین سالوں سے میں تمہاری منتیں کر رہی ہوں۔شادی کرلو۔اگر کوئی لڑکی پسند ہے۔تو مجھے بتاؤ میں رشتہ لے جاتی ہوں۔تم نے مجھے ٹالنے کے سوا اور کوئی کام نہیں کیا ہے۔اسلیے آج میں اپنی مرضی سے تمہاری بات پکی کر آئی ہوں۔اب اگر ماں کی عزت کا ذرا بھی خیال ہے۔تو فون کر کے ایک دفعہ اُس بچی سے بات کرلو۔ورنہ میں تمہارا گھر چھوڑ کر اپنے بھائی کے پاس جارہی ہوں۔"

اُس نے بے قراری سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

"ممی یوں اچانک سے آپکو میری شادی کا کیا خیال آگیا ہے۔شادی کرونگا انشااللہ میں نے کونسا انکار کیا ہے

۔پر ایسے رات کے رات شادی ممکن نہیں ہے۔مجھے صرف ایک سال دئے دیں۔میں اپنا کام سمیٹ لیتا ہوں۔ اُسکے بعد جہاں کہیں گی۔جس سے کہیں گی۔آنکھ بند کر کے ہاں کر دونگا۔"

" خازن مہنگے ہسپتالوں اور سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے علاج کروا کر یہ نہ سمجھو کہ تمھاری ماں کی تلاش میں آنے والے موت کے فرشتوں کو بھی یہ ڈاکٹر واپس بھیج دیں گے۔میں شوگر کی مریض ہوں۔گردے میں درد کی شکایت مجھے رہتی ہے۔تم ایک سال کی بات کرے ہو۔میں یہاں ایک ایک پل گن کر گزار رہی ہوں۔تم اتنا کام کس کے لیے کر رہے ہو۔اتنا پیسہ جمع کر کے کیا کرنا ہے؟۔"

"ممی لوگ اندر میرا انتظار کر رہے ہیں۔کیا میں آپکو ایک گھنٹے بعد کال کرلوں؟۔پلیز ممی۔۔"

" صرف اس شرط پر کہ تم آج ہی اُسے فون کرو گے۔"

"کس کو؟۔۔"

"ضیشمہ کو۔۔"

"ممی اب یہ ضیشمہ کون ہے؟۔۔"

" وہی لڑکی جس جے ساتھ میں نے تمھاری شادی پکی کی ہے۔"

" جب آپ نے شادی پکی کر دی ہے۔تو میرا کال کرنے کا کیا مقصد؟۔اور یہ کیسا نام ہوا۔ریشمہ تو سُنا ہے۔ ضیشمہ بھلا کس قسم کا نام ہے؟۔"

" خازن مجھے دو ٹوک تمھارا جواب چاہیے۔کوئی جھوٹی اُمید مت دینا۔مکھن لگا کر وقت بڑھانے کی کوشش بھی نہ کرنا۔ساری عمر اپنی شکل دیکھانے سے انکار کر دونگی۔"

" ماں آخر آپ کو یوں اچانک سے ہو کیا گیا ہے۔"

" یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔"

" مجھے تو آپکا سوال بھی یاد نہیں رہا۔کیا پوچھ رہی ہیں۔"

" میں پوچھ رہی ہوں۔آیا تم آج ضیشمہ کو فون کرو گے یا نہیں۔نہ کرنے سے پہلے اتنا جان لو۔ماں خاموشی سے کہیں چلی جائے گی۔"

"کیا خوفناک باتیں کر رہی ہیں ۔گاڈ ۔۔۔!! میں تو اُدھر ہوں بھی نہیں ۔ ورنہ ہاتھ پیر پکڑ لیتا ۔اچھا آپ پریشان نہ ہوں ۔مجھے اُسکا نمبر فارورڈ کر دیں میں کال کر لونگا۔"

"وعدہ کر رہے ہو؟ ۔۔"

"اچھا اب میں اتنا بے اعتبار ہو گیا ہوں ۔قسمیں وعدے لے رہی ہیں ۔"

"مجھے واقعی تم پہ یقین نہیں رہا۔"

"ممی میں اس وقت اتنی اہم .ڈیل سائن کرنے والا تھا ۔آپکی کال کی وجہ سے درمیان میں اٹک گئی ۔اور آپ کو اپنے بیٹے پہ اعتبار ہی نہیں ۔"

"یعنی تم یہ کہنا چاہ رہے ہو ۔میں نے عین وقت پہ کال کر کے تمہارا نقصان کیا ہے ۔"

"آج آپ کو ہو کیا گیا ہے ۔سارے مطلب ہی غلط لے رہی ہیں ۔میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں ۔آپ میرے لیے اتنی اہم ہیں ۔میں نفع نقصان سوچے بغیر کانفرنس کی میز سے اُٹھ کر آ گیا ہوں ۔اور آپ مجھ سے وعدے لے رہی ہیں ۔ باہر کی دنیا کے لیے میری زبان کی اہمیت ہے ۔میری اپنی ماں کو میرا یقین ہی نہیں ۔وٹ شُڈ آئی کال مائے سیلف آ ویرا اور آلوژر؟ ۔۔"

"باہر کی دنیا کے ساتھ تم نے اپنا لین دین سیدھا رکھا ہوا ہے ۔جو بات کہتے ہو ۔عملاً ویسا ہی کرتے ہو ۔جبکہ گھر میں تم جو نہیں کہتے وہ کرتے ہو ۔ذرا یہ ہی بتا دو آخری دفعہ کب گھر پہ ماں کے ساتھ بیٹھ کر ڈنر کیا تھا؟ ۔۔"

"آن دا ٹونٹی سیونتھ آف دا لاسٹ منتھ ۔میری یادداشت بہت اچھی ہے ۔"

"اچھی بات ہے ۔اب ذرا یہ بھی بتا دو ۔لاسٹ منتھ کی ٹونٹی سیونتھ کو گزرے کتنے دن ہو گئے ہیں؟ ۔۔"

"آآآآآہ اب ٹریکی سوال پوچھ رہی ہیں ۔اِٹس بین ٹونٹی سیون ڈیز ۔۔۔"

"ایگزیکٹلی ۔۔۔!! ۔۔۔"

خازن نے اپنی آنکھیں موند لیں ۔اور گہرا سانس خارج کیا ۔۔

"آئم سوری ماں ۔۔۔مگر میں چاہ کر بھی وقت نہیں نکال سکا ۔"

"میری جان کس لیے؟ کس لیے اپنے آپ پر اس درجہ ظلم کر رہے ہو؟ خازن تم یہ بات مانتے کیوں نہیں ہو

۔اب ہمارے پہلے جیسے دن نہیں رہے۔اب تو تمہارے پاس اتنا کُچھ ہے۔اگر فارغ بیٹھ کر بھی کھانا شروع کرو گے تو تمہاری آنے والی کئی نسلوں کے لیے کافی ہو گا۔"

"ممی جتنی نسلوں کے لیے کافی ہوا۔اُنکے بعد والی کا کیا بنے گا؟۔۔"

"توبہ کرو پاگل لڑکے۔۔رزق دینا اللہ کا وعدہ ہے۔"

"ونس اگین ایم سوری ممی میں مذاق کر رہا تھا۔اچھا اب مجھے بتائیں میں آپکے اس خراب موڈ اور غُصے کو اچھے خوشگوار انداز میں کیسے تبدیل کر سکتا ہوں۔"

"ایک دفعہ اُسکے ساتھ فون پہ بات کر لو۔"

دوسری طرف تھوڑی دیر خاموشی چھائی۔۔۔پھر بولا

"مجھے تو اُسکا نام بھی بھول گیا ہے۔"

"ضیشمہ نام ہے۔دیکھو ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے۔مسئلہ بھی کیا بچاری کی بد قسمتی۔تم اگر محسوس کرو تو بہت بڑی خامی کہو گے۔اور اگر واقعی تعلیم یافتہ ہو۔اچھے بُرے کی تمیز کرنے والے ہو۔پھر تو کوئی بڑی بات نہیں ہو گی۔"

"ایسی کیا بات ہے؟۔۔"

"ضیشمہ بیوہ ہے۔"

"اچھا۔۔"

بیوہ کا لفظ سُنتے ہی ایک چہرہ تصور کی سکرین پر روشن ہوا۔لب بھینچ گئے۔ریلنگ پر گرفت مضبوط ہو گئی۔وہ سُن رہا تھا۔تہمینہ بول رہی تھیں۔

"دو سال پہلے اُسکی اپنے تایا کے بیٹے کے ساتھ نکاح ہوا تھا۔جو صرف چھ ماہ چل سکا۔اُسکے شوہر کا انتقال ہو گیا۔کوئی بچہ نہیں ہے۔میں نے جب اُسکو دیکھا مجھے لگا کالج یا یونیورسٹی کی سٹوڈنٹ ہے۔میری دوست ہے ناں عندلیب اُسکے گھر پہ ملاقات ہوئی تھی۔"

اسکے فرشتوں کو بھی عندلیب کا علم نہ تھا۔مگر وہ کھوئے ہوئے ہواسوں کے ساتھ بس سُن رہا تھا۔

"عندلیب کی بیٹی ضیشمہ کی دوست ہے۔میں تو دوسرے ہی دن سیدھی اُسکے گھر چلی گئی۔رشتہ ڈال کر آ گئی۔

اگلے دن لڑکی کی بھابھی کا فون آیا۔اُس نے ساری بات بتائی۔دو دن تک تو میں بستر سے ہل ہی نہیں سکی۔قسمت کی بات جو لڑکی سیدھی دل میں اتری وہ پہنچ سے دور ہوتی دیکھائی دی۔پھر میں نے سوچا یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ اتنی پیاری بااخلاق بچی ہے۔اتنی چھوٹی سی عمر میں اتنا بڑا روگ لگ گیا۔اس میں اس بچاری کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔یہی سوچ کر آج میں اسکے ساتھ تمہاری بات پکی کر آئی ہوں۔"

"ممی اُس عورت میں ایسا کیا تھا۔اُس کے بیوہ ہونے کے باوجود آپ اسکو بہو بنانے پر راضی ہوگئی ہیں۔ آپ فون کال کو چھوڑیں میری اسکے ساتھ ایک ملاقات رکھیں۔آخر میں بھی تو دیکھوں کیسے لوگ میری ماں کو اس حد تک متاثر کرسکتے ہیں۔میرے پہ تو ایک اعتبار تک نہیں کرتی ہیں۔"

"تم سچ کہہ رہے ہو۔کیا واقعی اُس سے ملنا چاہتے ہو؟۔۔"

"وائے ناٹ۔۔۔؟اگر آپ میری شادی اُسی سے کروانے پر بضد ہیں۔تو ملنے میں کیا حرج ہے۔مگر ایک بات بتادوں۔اگر مجھے خاتون پسند نہ آئی تو میں صفاچٹ انکار کرونگا۔پھر نہ مجھے قسمیں وعدے یاد کرواتی پھرئیے گا۔ کل میں واپس آرہا ہوں۔فائز کو کہتا ہوں۔پرسوں کا کوئی وقت آپکو بتادے گا۔"

"ٹھیک ہے بزنس مین صاحب۔۔"

"خاک بزنس مین ہوں۔ماں کے ہاتھوں جب چاہے بینڈ بج جاتی ہے۔آپکی پسند سے ملنے پر راضی ہوں۔ اب تو آپ خوش ہیں۔"

"ہاں بھئی میں بڑی خوش ہوں۔تمہاری پہلی ساری خطائیں معاف۔۔۔"

خازن کا قہقہ بڑا بے ساختہ تھا۔



وہ اپنے سوئٹ کے صوفے پر آنکھوں پہ کُشن رکھے چت لیٹا ہوا تھا۔جب فائز کمرے میں داخل ہوا۔ آنکھوں میں واضح حیرت تھی۔

خازن کے سوٹ کی جیکٹ لاپرواہی سے دوسرے صوفے پہ پڑی تھی۔ٹائی نیچے کارپٹ پہ گری ہوئی تھی۔ اُسکی سفید بے داغ شرٹ کے کف فولڈ ہوئے تھے۔سٹیل کے چین والی گھڑی کے ڈائل پہ دن کے ڈھائی بج

رہے تھے۔اور وہ پیٹ پہ دونوں ہاتھ باندھے بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

فائز کے چہرے پہ حیرت کی جگہ پریشانی نے لی۔کیونکہ اُسکا ورک کوہلک باس کبھی ایک پل بھی کام کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

فائز کو سمجھ نہ آئی۔آیا کچھ بولے یا اسی طرح خاموشی سے کھڑا رہے۔اُسکی مشکل خازن کے سوال نے حل کر دی تھی۔جو بڑی ٹھہری آواز میں پوچھ رہا تھا۔

"جب تم نے اُسکا انٹرویو لیا تھا۔اُسکے چہرے کے تاثرات کیا تھے؟۔۔"

"جی سر۔۔؟"

"اُسکا چہرہ قریب سے دیکھنے میں کیسا لگتا ہے؟ اُداس یا خوش؟۔"

"سر میں نے انکو غور سے دیکھا نہیں ہے۔۔۔"

"اُسکا نام کیا ہے؟۔۔"

کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔۔۔

"تو تم نہیں بتاؤ گے؟۔۔"

"مجھے معاف کر دیں۔مگر آپ نے مجھے ہدایت کر رکھی ہے۔کہ میں کسی بھی صورت آپکو اُنکا نام اور گھر کا پتہ نہیں بتاؤں۔"

"اور اگر کبھی میں سیدھا اُسکے دفتر چلا گیا تو؟۔۔"

"وہ آپکو وہاں نہیں ملیں گی۔"

کچھ پل بعد خازن نے اگلا سوال کیا۔

"کیا اُسکی شادی ہوگئی ہے؟۔۔"

فائز نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں سر۔۔۔"

کچھ دیر تک خازن بالکل خاموش رہا۔پھر چہرے سے کُشن نیچے پھینک کر اُٹھ بیٹھا۔فائز نے دیکھا خازن کی

آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں ۔تب اُس پہ کھُلا وہ لڑکی خازن پہ کتنا گہرا اثر رکھتی تھی۔

وہ اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے فائز سے پوچھنے لگا۔

"کیا تمہارے پاس سر درد کی دوا ہے؟۔"

"میں منگوا دیتا ہوں۔"

فائز نے انٹر کام پہ پیغام چھوڑ دیا۔

"ہاں پلیز کیونکہ مجھے لگ رہا ہے۔میرا سر پھٹ جائے گا۔"

"میں نے پیغام چھوڑا ہے۔کُچھ دیر تک روم سروس دوا دے جائیگی۔"

"سر ایک ضروری سوال پوچھنا تھا؟۔۔"

"پوچھو۔۔"

"واپسی کی ٹکٹ اس ہفتے کی رکھوں یا اگلے ہفتے کی ہی رہے؟۔۔۔"

"یہ سوال تم یقیناً ممی کی کال کے تناظر میں پوچھ رہے ہو۔"

"جی سر۔۔۔"

"فائز میں ایک بات سوچ رہا ہوں؟۔۔"

"کیا سر؟۔۔"

"اگر۔۔۔میں اُس سے شادی کر لیتا ہوں۔تو کیا میرے گناہ کا ازالا ہو جائے گا؟۔۔"

فائز کے سمجھ نہ آیا اس سوال کا کیا جواب بنتا ہے۔بڑی مشکل سے بولا۔۔۔

"سر ممی آپ کے لیے لڑکی پسند کر چکی ہیں۔"

"یہ سارا مسلہ اُسی کال کے بعد ہی تو ہوا ہے۔جب سے ممی کی پسند سے ملنے کی ہامی بھری ہے۔وہ احمد کے آفس والی لڑکی میرے زیہن سے نہیں نکل رہی۔یار یہ عجیب مصیبت ہے۔یعنی اگر میں اپنی ماں کو راضی کرنے کے لیے شادی کر بھی لیتا ہوں۔تب بھی مجھے سکون نہیں ملنے والا ۔کیا میرا گناہ اتنا ہی عظیم ہے؟ یا کہ میں بہت زیادہ اوور تھنکنگ کر رہا ہوں۔"

دروازے پہ دستک ہوئی۔فائز نے دروازہ کھولا سامنے بیرا ٹرے لیے کھڑا تھا۔فائز نے وہیں ٹپ دیکر اُسے فارغ کر دیا۔خود ٹرے لیکر دروازہ بند کیا۔

فائز نے گلاس پانی کا بھر کر گولیوں سمیت خازن کے حوالے کیا۔

اُس نے چُپ چاپ دونوں گولیاں نگل لیں۔

" کبھی کبھی مجھے لگتا ہے۔میرا دشمن باہر نہیں ہے۔بلکہ میرے اندر چھُپ کر بیٹھا ہوا ہے۔اور ایک دن مجھے ختم کر دئے گا۔"

وہ ویران نظروں سے کھڑکی سے باہر کی متحرک دنیا کو دیکھ رہا تھا۔اور فائز لب بھینچے اپنے باس کو دیکھ رہا تھا۔

" کیا ہم کل واپس جا سکتے ہیں؟۔۔"

" ایک میٹنگ باقی ہے۔کل تو نہیں مگر پرسوں کا چانس بن سکتا ہے۔"

" ٹھیک ہے پھر پرسوں کے ٹکٹ کروالو۔"

" جیسے آپکی مرضی۔۔"

فائز اپنے فون پہ مصروف ہوگیا۔جبکہ وہ ابھی تک کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔پھر اچانک پوچھنے لگا۔

" کیا وہ باقاعدگی سے دفتر آتی ہے؟۔۔"

فائز اُسکا دائیاں بازو ایسے ہی مشہور نہیں تھا۔فوراً جان گیا کہ خازن آخر کس کی بابت پوچھ رہا ہے۔گلا صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔

" جی سر۔۔"

" کیا اُسکو لینے لے جانے والی سواری کا انتظام کیا ہوا ہے؟۔۔"

" جی سر پہلے دن سے ہی پک اینڈ ڈراپ کی سہولت دئی ہے۔"

" فائز میں جب تک اپنے مسائل حل نہیں کر لیتا۔مجھے شادی نہیں کرنی ہے۔ابھی تو میں اکیلا ہوں۔اسلیے متاثر بھی صرف میں ہوں۔اگر شادی شدہ ہوتا تو خود سوچو میرے ساتھ مزید کتنے لوگ مسلسل پریشان رہتے۔"

" سر ضروری تو نہیں کہ ایسا ہو۔یہ بھی تو ہوسکتا ہے۔شادی کے بعد آپ نئی زندگی کی مصروفیات میں پُرانی

الجھنیں بھول جائیں۔"

"فائز جوبات تم بھول رہے ہووہ یہ کہ اُلجھنوں سے نکلا جاسکتا ہے۔مگر گناہ کے بعد ضمیر کی مار سے بچا نہیں جاسکتا۔"

"سر جو ہوا وہ ایک حادثہ تھا۔اور آپکو وہ حادثہ بھُلا کر آگے بڑھ جانا چاہیے۔"

"حادثات کی نوعیت میں فرق ہوتا ہے فائز۔۔کُچھ حادثے زندگی بھر آپ کے ساتھ رہتے ہیں۔نہ اُنکو بھلایا جا سکتا ہے۔نہ مٹایا جاسکتا ہے۔خیر تم جا کر آرام کرو۔کل ملتے ہیں۔میں آج جلدی سونے کے موڈ میں ہوں۔ہوسکتا ہے۔لمبی نیند لینے سے میرے حواس کُچھ قابو میں آجائیں۔"

"جی سر۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔"

"اللہ حافظ اور دیکھو کل مجھے یاد کروا دینا۔بچوں بچیوں کے لیے شاپنگ کرنی ہے۔میرے فون پہ کوئی سو فرمائشیں آئی ہوئی ہیں۔"

فائز دھیرے سے مسکرایا۔۔

"سر بے فکر رہیں۔۔ہر لسٹ کی ایک کاپی مجھے بھی موصول ہو چُکی ہے۔"

خازن اپنے بھانجے بھانجیوں کی ادا پر کھُل کے ہنسا۔۔

جو ہر دفعہ اُسکے فارن ٹور پہ اسی طرح فرمائشوں کی بھرمار کرتے تھے۔

☆......☆......☆

"دیکھو جا تو رہے ہو۔پر دھیان رکھنا ضیشمہ کے ساتھ اپنے مخصوص روڈ اور ایروگینٹ انداز میں بات مت کرنا۔بڑی حساس سی لگتی ہے۔تمہیں پسند نہ آئے تو کوئی بات نہیں نہ کرنا شادی۔پر اُسکی دل آزاری کا باعث بالکل مت بننا۔"

اُس نے آنکھیں گھُمائیں۔۔۔

"ممی آپکی باتوں سے یہی ثابت ہو رہا ہے۔جیسے میں کوئی بندے کھانے والی بلا ہوں۔کل رات سے اب تک کوئی ڈھائی سو مرتبہ آپ یہی بات دُہرا چکی ہیں۔اگر وہ اتنی ہی نازک ہے۔میرے ساتھ دو پل گزارنے سے ہی ٹوٹ پھوٹ جائے گی۔تو بتا دیں میں جاتا ہی نہیں ہوں۔"

وہ تپ کر بولا تو تہمینہ کو احساس ہوا۔شائد زیادتی کر رہی ہیں۔

"اچھا سوری۔۔۔پر کیا یہ ممکن نہیں ہے۔میں بھی اس ڈیٹ پہ تمہارے ساتھ چلوں۔"

اب کی بار خراب موڈ کے باوجود وہ کھل کر ہنسا۔۔

ممی کی پیشانی پہ بوسہ لیا۔اور دھیمے سے بولا ۔۔

"ٹرسٹ می۔۔۔کوئی اُلٹا سیدھا سوال نہیں کرونگا بس۔۔۔!۔"

"اندر جا کر اُسکے بھائی اور والد کو بھی مل کر آنا۔"

"اور کچھ۔۔؟۔۔"

"کچھ گفٹس میں نے گاڑی میں رکھوا دئے ہیں۔وہ نکل کر اُنکو دئے دینا۔"

"یاد رہا تو دِے دونگا۔گاڈ سیک۔۔۔۔!! ممی میں لڑکی سے ملنے جا رہا ہوں۔یا کسی جنگی محاذ پر۔۔۔؟۔۔تم ہی انکو کچھ سمجھاؤ۔۔"

اُس نے دانیہ کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔وہ مُسکراتے ہوئے بولی۔۔

"اپیرنٹلی۔۔۔۔جہاں تمہاری بات آجائے ممی کبھی کسی اور کی بات پر یقین نہیں کرتی ہیں۔اور اب ضیشمہ دوسرا ایسا فرد ثابت ہوئی ہے۔جس کے حوالے سے کسی اور کو لب کُشائی کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔"

"چلو گُل ہی مکّی۔۔۔"

وہ باہر نکل آیا۔ممی وہیں دروازے میں رُک کر اُسکو جاتے دیکھ رہی تھیں۔

نیوی بلیو سلم فٹ فارمل سوٹ بغیر ٹائی کے' لائٹ پنک شرٹ براؤن بیلٹ اور براؤن ہی ڈریس شوز اپنے دراز قد اور چوڑے شانوں کے ساتھ خشبو میں بسا اُسکا وجود خاصہ جچ رہا تھا۔

ریموٹ کی سے اپنی سفید بی ایم ڈبلیو ایکس فائیو ایم کا لاک کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

چوکیدار نے اُسکو اندر سے آتے دیکھ کر ہی گیٹ کھول دیا تھا۔

انجن سٹارٹ کر کے آنکھوں پر ڈارک شیڈز رکھنے سے پہلے اُس نے اپنی سائیڈ کا شیشہ نیچے کر کے تہمینہ کو ہاتھ ہلایا۔جواب میں اُنکی مُسکراہٹ دیکھ کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

وہ جانتا تھا۔دانیہ اب تک اپنے فون پہ مصروف ہو چکی ہوگی۔آخر باقی تین بہنوں کو بھی تو اپ ڈیٹ کرنا تھا۔ جن کے کئی میسجز خازن کے اپنے فون پر آ چکے تھے۔

گیٹ سے نکلتے ہی اُس نے گاڑی اگلے گیئر میں ڈالی اور سپیڈ بڑھا دی۔ساتھ ہی ایک نظر اپنی ریسٹ واچ پہ ڈالی۔ یہ کام زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں مکمل کر کے لنچ آورز کے بعد اُسکو آفس کا رُخ کرنا تھا۔ممی کو فلحال مطمئن کرنے کے لیے یہ فرضی سی کاروائی پانے پر تیار ہوا تھا۔کیونکہ اگر ویسے ہی انکار کر دیتا اُس صورت میں انکار کی کوئی اہمیت نہیں ہونی تھی۔ممی کا موڈ ایسا نہیں لگ رہا تھا کہ اس دفعہ وہ کسی قسم کی رعایت کریں گی۔

وہ رات ہی سوچ چکا تھا۔ملاقات کے بعد آکر کہہ دیگا لڑکی پسند نہیں آئی۔اور جب تک ممی کوئی اور لڑکی پسند کریں گی۔اُسکو تھوڑا وقت مل جائے گا۔



"پھوپھو امی کہہ رہی ہیں۔اگر آپ تیار ہیں تو باہر آجائیں۔"

وہ پہلے ہی بہت جھجھک رہی تھی۔اپنے جوان ہوتے بھتیجے بھتیجی سے بچ کر تیار ہونے کے باوجود اندر کمرے میں ہی چھپی بیٹھی تھی۔دانیال نے دروازے پہ دستک دیکر سر اندر نکالا۔۔

اپنی پھوپھی کا بغور جائزہ لیا۔اور اندر آگیا۔

وہ سمٹی سی بیڈ کے کنارے پہ ٹکی ہوئی تھی۔وہ اُسکے برابر بیٹھا اور اپنا بازو ضیشمہ کے کندھے پہ پھیلایا۔

تیاری کے نام پر صرف لباس بدل کر تازہ چوٹی بنائی ہوئی تھی۔کھڈی کا کُرتا ٹراؤزر ساتھ میں نازک سے ہم رنگ بند جوتے۔۔۔

"پھوپھو میں سوچ رہا تھا۔انسانی زندگی بھی درختوں کی طرح ہے۔ بہار آتی ہے۔تو ہر شاخ پہ ہرے پتے نکل آتے ہیں۔خوش رنگ پھول کھلتے ہیں۔اور جب خزاں آتی ہے۔سارے پھول مُرجھا کر شاخوں سے گر جاتے ہیں۔آپ پہچان ہی نہیں پاتے آیا یہ وہی درخت ہے۔جس نے ساری گرمیاں گھنی چھاؤں دی تھی۔اب کیسے کملایا سا ننگا ہوا کھڑا ہے۔ابھی جیسے ہم اپنے باغ کا حال دیکھیں تو دل مانتا ہی نہیں کہ یہ سارے درخت بہار کے آتے ہی سر سبز و شاداب ہو جانے ہیں۔بلکہ انکی ویرانی دیکھ کر ایسا لگتا ہے۔اب ان کے اندر زندگی کی رمق بچی ہی نہیں

ہے۔آپ کو میری بات آؤٹ آف کانٹینٹ لگ رہی ہوگی۔مگر پودوں کو کیوں میں نے انسانوں سے ملایا ہے۔ اس کی وجہ آپکو بتاؤنگا مگر ابھی نہیں۔ابھی وہ جو ایک عورت آتی ہیں۔جو آپکو اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں۔اُنکا بیٹا آیا ہوا ہے۔اس لیے امی آپکو بُلا رہی ہیں۔"

ضیشمہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

دانیال پندرہ سال کا ہو رہا تھا۔قد میں ضیشمہ سے دو چار انچ لمبا ہو چُکا تھا۔دانیال سے پانچ سال چھوٹی صبا تھی۔جو اس وقت ڈرائینگ روم کے دروازے میں کھڑی ہو کر باقاعدہ رو رہی تھی۔

"امی میں آپکو وارن کر رہی ہو۔ضوشا پھوپھی بالکل بھی ان گندے انکل کے ساتھ نہیں جائیں گی۔"

فرحین بھابھی نے ایک شرمندہ سی نظر خازن پہ ڈالی جو انتہائی بے آرام معلوم ہو رہا تھا۔

"خازن میں معذرت چاہتی ہوں۔پلیز تم صبا کی باتوں کا بُرا نہ منانا۔"

ایک بڑی پُرتکلف سی کھینچ کھانچ کر جھوٹی مُسکراہٹ چہرے پہ سجا کر اُس نے گھڑی پہ ایک اور نظر ڈالی۔انداز جتانے والا تھا۔تب ہی دانیال کی سنگت میں وہ کمرے میں داخل ہوئی۔

ایک بے اختیار اُٹھی نظر جھکنا بھول گئی۔ماتھے پہ ایک عاد تیوری آئی۔بڑے نامحسوس انداز میں اپنے سیدھے ہاتھ سے اُلٹے ہاتھ کی پُشت پر زور کی چُٹکی کاٹی۔تو علم ہوا۔یہ خواب ہرگز نہیں ہے۔وہ حقیقت میں اُسکے سامنے کھڑی تھی۔

چہرے پہ ساری بیزاری کی جگہ سنجیدگی نے لے لی۔ماتھے پہ اتنے سرد موسم کے باوجود پسینے کے قطرے چمک گئے۔یہ تو شُکر ہوا۔فرحین اور دانیال صبا کی جانب متوجہ ہو گئے۔جواب اور بھی نڈر ہو کر خازن کو گندا 'اجنبی' چور بول رہی تھی۔جو اُنکے گھر اُسکی پیاری پھوپھی کو چُرانے کے لیے آیا تھا۔

"چلیں۔۔؟۔۔"

ضیشمہ کے پوچھنے پر وہ ہوش میں آیا۔اور جلدی سے اُٹھ کر باہر کو چل پڑا۔

وہ اُسکی کیفیت پر حیران تو ہوئی مگر بھابھی کے اشارہ کرنے پر اُس کے پیچھے چلی آئی۔جہاں وہ گاڑی کا فرنٹ پیسنجر سیٹ کا دروازہ وا کیئے اُسکے انتظار میں کھڑا ہونے کے باوجود نظریں چُرا رہا تھا۔بلکہ یہاں سے بھاگنے کا

سوچ رہا تھا۔

ضیشمہ کے بیٹھتے ہی اُس نے دروازہ بند کیا۔اور گھوم کر دوسری جانب سے آ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ چابی اُسکے ہاتھ میں تھی۔سواری برابر میں موجود تھی۔اور وہ اُڑی ہوئی رنگت لیے کار سے باہر دیکھنے میں مصروف تھا۔

ضیشمہ منتظر رہی کہ وہ گاڑی سٹارٹ کرے گا۔پھر ایسا لگا کہ وہ کسی بھی لمحے اُسکو گاڑی سے اُتر جانے کا بولنے والا ہے۔اندر سے صبا کے زور زور سے رونے کی آواز آ رہی تھی۔بل آخر اُسکو کہنا پڑا۔

"اگر آپ چاہیں تو ہم اندر بیٹھ کر بھی بات کر سکتے ہیں۔کہیں باہر جانا کوئی ضروری تو نہیں ہے۔"

"اندر آپکی بھتیجی میرا سر پھاڑ دیگی۔"

وہ کہنا نہیں چاہ رہا تھا۔مگر منہ سے نکل گیا۔

"صبا تشدد پسند بالکل بھی نہیں ہے۔"

"چلیں تشدد نہ سہی شدت پسند تو ہے ہی۔"

ضیشمہ کو سمجھ نہ آیا اس بات پہ کیا کہے۔مگر بولی۔۔

"دیکھیے اگر آپ یہ سوچ کر پریشان ہیں۔کہ آپکی شادی مجھ سے ہو رہی ہے۔تو بے فکر ہو جائیں۔میں نے ابھی تک اپنے والد صاحب کے سامنے اس رشتے کے لیے ہاں نہیں کی ہے۔"

"مگر میری والدہ تو بارات لانے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔"

"آپ کی والدہ انتہائی پُرخلوص خاتون ہیں۔وہ جب پہلی دفعہ ہمارے گھر آئی تھیں۔تو وہ اس بات سے بے خبر تھیں۔میں بیوہ ہوں۔اب شائد وہ میرا دل نہ توڑنے کے چکر میں آپ کے ساتھ زبردستی کر رہی ہیں۔"

"تو کیا اگر میں انکار کر دیتا ہوں۔تو آپکا دل نہیں ٹوٹے گا؟۔۔"

"ضیشمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"بالکل بھی نہیں۔"

دونوں کی نظریں سامنے ٹکی ہوئی تھیں۔جہاں درخت کی شاخ پہ برڈ فیڈر لگا ہوا تھا۔جس پہ دو کالی چڑیا بیٹھ کر چگ رہی تھیں۔

"کیا آپ گاڑی چلا لیتی ہیں؟۔۔"

اتنے غیر متوقع سوال پہ اُس نے بے اختیار ہی گردن موڑ کر اپنے برابر میں بیٹھے اُس اجنبی کو دیکھا۔جو انتہائی اُلجھا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

"جی۔۔مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟۔۔"

"نیچے اُتر کر اِس طرف آئیں۔پھر بتاتا ہوں۔"

وہ خود گاڑی سے نکل گیا۔ضیشمہ اب جی بھر کہ حیران ہو رہی تھی۔

اُس نے آ کر ضیشمہ کا دروازہ کھولا اور چابی اُسکی جانب بڑھا دی۔

ناسمجھی سے دیکھتے ہوئے اُس نے خازن کے ہاتھ سے چابی لے لی۔گاڑی سے اُتر کر دوسری جانب جا کر خازن کی چھوڑی ہوئی سیٹ پر جا بیٹھی۔۔

وہ بڑے تھکے ہوئے انداز میں اُسکے برابر بیٹھا ہوا تھا۔کسی گہری سوچ میں گم۔۔۔ضیشمہ نے انجن سٹارٹ کیا ملازم کب کا دروازہ کھول کر کھڑا تھا۔وہ گاڑی باہر لے آئی۔اور بغیر کچھ سوچے کہ کہاں جانا ہے۔خاموشی سے گاڑی چلاتی رہی۔

"ابھی آپکو دیکھ کر میرے دل میں جو بات آ رہی ہے۔اگر آپ بُرا نہ منائیں تو بتا دوں؟۔"

وہ اپنے خیالوں سے چونکا۔سیدھا ہو کر بیٹھا۔نظر ترچھی کر کے اُس کو ایک پل کے لیے دیکھا۔جو دونوں ہاتھ سٹیرنگ پہ جمائے پورے دھیان سے سامنے دیکھتے ہوئے بڑی رش والی جگہ سے گاڑی نکال رہی تھی۔

"بولیں۔۔۔"

ضیشمہ نے ایک سیکنڈ کو گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔

"ایسا معلوم ہو رہا ہے۔آپ کسی کو دل دئیے چکے ہیں۔اب اپنی والدہ سے کہنے کی جرات نہیں ہے۔اسلیے اُجڑے پُجڑے سے نظر آ رہے ہیں۔کیونکہ آپ کو یقین سا ہو گیا ہے۔وہ زبردستی آپکی میرے ساتھ شادی کروا دیں گی۔"

وہ دھیمے سے ہنسا۔۔۔

"مس ضیشمہ آئی وش میرا مسئلہ اس قدر غیر پیچیدہ ہوتا۔"

"کیا میں آپکی کوئی مدد کر سکتی ہوں۔اگر یہ بتادوں میں آپ سے شادی نہیں کرونگی۔کیا اس سے آپ کو تھوڑا حوصلہ ملے گا؟۔۔"

"آپ کیوں مجھ سے شادی نہیں کریں گی۔"

"کیونکہ میری شادی ہو چکی ہوئی ہے۔"

"کس سے؟۔۔"

"میرے مرحوم شوہر سعد سے۔۔"

"کیا محبت کی شادی تھی۔۔؟۔۔"

"ہاں بھی اور نہیں بھی۔۔"

"اسکا کیا مطلب ہوا۔"

"مطلب سعد نے مجھے پسند کیا۔ابو سے رشتہ مانگا اُنہوں نے ہاں کر دی۔شادی ہوگئی۔"

"پھر کیا ہوا۔۔؟"

"تقدیر کا وار۔۔میں اسکو تقدیر کا وار اس لیے سمجھتی ہوں۔آدمی کا لکھا شائد ہی پورا ہو۔مگر جو اللہ نے لکھا ہے۔اُس میں نہ جھوٹ ہے۔نہ کوئی جھول۔وہ پورا ہو کر ہی رہتا ہے۔"

"اگر آپ نے شادی نہیں کرنی ہے۔تو میری امی کو سیدھا انکار کیوں نہیں کیا۔"

"آپکی والدہ بہت ہی نفیس خاتون ہیں۔اور اتنی محبت سے پیش آتی ہیں۔اُنکا دل نہیں توڑنا چاہتی ہوں۔نہ ہی اپنے ابوجی کے لیے تکلیف کا باعث بننا چاہتی ہوں۔بس انہی دو وجوہات کی بنا پر ابھی آپ کے ساتھ آئی ہوں۔ہم یونہی سڑکوں پر گھوم پھر کر واپس چلیں گے۔جا کر میں اپنے گھر یہ کہہ دونگی۔آپ نے مجھے رجیکٹ کر دیا۔آپ اپنے گھر جا کر کہہ دیجئے گا۔میں نے آپ کو رجیکٹ کر دیا۔بس دی اینڈ۔۔۔"

"یعنی میں اتنا گیا گزرا ہوں۔جسے دیکھے بغیر ہی آپ رجیکٹ کر رہی ہیں۔"

ضیشمہ کی نظریں سامنے سڑک پہ تھیں۔اور وہ بڑے ریلیکس انداز میں بیٹھا اپنی جانب کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

" آپ نے ایک گانا سُنا ہے۔جس کے بول ہیں۔اینا اکھیاں چ پاواں کیویں کجلا وئے۔۔۔اکھیاں چ تُوں وسدا۔۔۔"

" نہیں میں نہیں جانتا ہوں کہ ایسا کوئی گانا بھی ہے۔کس گلو کار کا ہے؟۔۔"

" پُرانی انڈین سکھ گلو کارہ کا ہے۔جنکا نام سُریندر کور ہے۔مگر ریسنٹلی اسکار یمکس اوئے لکی' لکی اوئے فلم میں ڈالا گیا تھا۔مجھے بہت پسند ہے۔اور آپ کے سوال کا جواب بھی اسی گانے کے پہلے بول ہیں۔"

خازن نے جیب سے اپنا موبائل برآمد کیا۔یو ٹیوب آن کر کے بیلوٹوتھ کے ذریعے اپنی کار کے ساتھ کنیکٹ کیا۔آواز اونچی کی تو گاڑی کے ساؤنڈ سسٹم میں گانے کا میوزک گونجنے لگا۔

پورا گانا سُننے کے بعد خازن نے سٹیریو بند کر کے موبائل اپنے سامنے ڈیش بورڈ پہ رکھ دیا۔اور بڑے عام سے انداز میں پوچھا۔

"مس ضیشمہ آپکی آنکھوں میں کون بستہ ہے؟۔۔"

" مسٹر خازن یہ بھی بھلا کوئی پوچھنے والی بات ہے۔آف کورس سعد کے علاوہ اور کون ہوگا۔"

" ٹیل می یو آر ناٹ ٹاکنگ اباؤٹ یور ڈیڈ ہسبنڈ۔۔۔"

" یس آئی ایم ٹاکنگ اباؤٹ مائے ڈیڈ ہسبنڈ۔۔۔۔"

" ہاؤ اِز اِٹ ایون پاسیبل وین ہی اِز ناٹ ایون آلائیو۔۔۔"

" ہیونٹ یو ہیرڈ ایوری تھینگ اِز پاسیبل اِن لو اینڈ وار۔۔"

"سو یو سٹل لو ہیم؟۔۔"

" یس آئی ڈو۔۔۔"

" دین وٹ آر وی ڈوئینگ ہیر۔۔۔؟۔۔"

" آئی گیس وی آر جسٹ ٹرائینگ ٹو بی نائیس ٹو آور فیملیز۔۔۔"

خازن نے بھویں اچکائے آیا بات تو یہی سچ تھی۔

" اگر آپ کا موڈ مزید سڑکوں پہ بلا مقصد گھومنے سے بھر گیا ہو۔تو کیا میں ایک جگہ دیکھا سکتی ہوں۔"

" کیوں نہیں۔میں گھر سے یہ سوچ کر آیا تھا۔مجھے آپ کے ساتھ جلدی جلدی لنچ کر کے واپس بھاگنا ہے۔ مگر میں بھاگ نہیں پا رہا ہوں۔"

گاڑی میں خاموشی چھا گئی۔نہر پہ آ کر پل سے اُترتے ہی اُس نے موڑ کاٹا۔اب گاڑی نہر کے کنارے کنارے بھاگ رہی تھی۔

" آپ گاڑی اچھی چلا لیتی ہیں۔"

" تھینک یو۔۔۔آپکی گاڑی چلانے کا مجھے مزا آ رہا ہے۔بڑی ہموار قسم کی ڈرائیو ہے۔چھوٹا موٹا کھڈا تو محسوس ہی نہیں ہوتا۔"

" آپکو پسند آئی؟۔۔"

" ہاں یہی تو کہہ رہی ہوں۔"

" چلیں پھر آج سے یہ گاڑی آپکی۔۔۔"

ضیشمہ کی ہنسی نکل گئی۔

" اچھا مذاق ہے۔"

" مذاق نہیں ہے۔"

" جو بھی ہے۔مجھے ہنسا ضرور گیا ہے۔"

" کیوں کیا آپ عام طور پہ ہنستی نہیں ہیں۔"

" بہت کم۔۔۔"

" کیا ایسا سعد کہ وجہ سے ہے؟"

" ہاں بھی نہیں بھی۔۔۔"

" اب اسکا کیا مطلب لوں۔۔"

" اسکا یہ مطلب ہے۔میں شروع سے تھوڑی کم گو ہوں۔"

" مجھے تو ایسا محسوس نہیں ہوا۔"

"ہاں کیونکہ اب میں کافی بدل گئی ہوں۔بلکہ خود کو بدلا ہے۔"

"کوئی خاص وجہ۔۔۔"

"ہاں۔۔"

"کیا۔۔؟۔۔"

"پہلے میری خاموشی پر کوئی سوال نہیں اُٹھتا تھا۔اگر سارا دن بھی نہ بولوں تو کوئی بُرا نہیں مناتا تھا۔سب کو پتا تھا۔میری عادت ہی ایسی ہے۔مگر سعد کے جانے کے بعد سب کا سارا دھیان میری طرف ہوگیا ہے۔ابو کے سامنے پانچ منٹ سے زیادہ خاموش بیٹھی رہوں۔تو وہ بلڈ پریشر کی دوا زیادہ مقدار میں لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔بھائی خاموش دیکھ لیں تو آدھا دن مختلف طریقوں سے مجھے بہلانے کے چکر میں لگ جاتے ہیں۔وہ سب جیسے یہ بات بھول چکے ہیں۔میں ہمیشہ سے کم گو تھی۔اب ان گزرے دو سالوں کے اندر میں جتنا بولی ہوں۔ساری زندگی نہیں بولی ہونگی۔"

گاڑی ایک بڑی سی چار دیواری کے باہر رُک گئی۔

"اگر تو یہ قبرستاں ہے۔میں ہرگز بھی آپکے ساتھ یہاں نہیں جاؤنگا۔"

گاڑی کا انجن بند کرتے ہوئے ضیشمہ نے تعجب سے گردن موڑ کر خازن کے چہرے کو دیکھا۔جو پچھلے پورے گھنٹے سے لیکر اب تک پہلی دفعہ اُسکی آنکھوں میں دیکھ کر بات کرر ہا تھا۔لب دانتوں میں دبا کر ضیشمہ نے اپنی مُسکراہٹ چھپائی۔

"آپ تو انتہائی ڈرپوک انسان واقع ہوئے ہیں۔"

"جو مرضی سمجھتی پھریں۔میں نے کونسا آپ سے شادی کرنی ہے۔"

اب کی بار ضیشمہ کا قہقہہ بلند ہوا۔

خازن نے جان بُوجھ کر اُسکی جانب نہیں دیکھا۔

"نیچے آجائیں۔یہ کوئی قبرستاں نہیں ہے۔بلکہ بڑے مزے کی جگہ ہے۔آئیں آپکو لاہور کے بیسٹ نان رول کھلاتی ہوں۔"

وہ گاڑی سے تو نکل آیا۔مگر چہرے پہ صاف لکھا تھا۔خوشی سے نہیں آیا۔
گیٹ پار کر کے اندر آئے۔بہت بڑا احاطہ تھا۔جس میں ہریالی ہی ہریالی تھی۔بہت سارے لوگ گارڈننگ ٹول اُٹھائے۔یہاں وہاں آجا رہے تھے۔
"آپ بتانا پسند کریں گی کہ ہم کہاں موجود ہیں۔"
اُس سے ایک دو قدم آگے چلتی ضیشمہ رُکی۔اپنا آنچل سر پہ برابر کیا۔اور بولی۔
"اس جگہ کا نام پبلک فارم ہاؤس ہے۔اصل میں یہ ایک کسان کی زمین ہے۔جو کہ اب آبادی میں آگئی ہوئی ہے۔جن لوگوں کو گارڈننگ کا شوق ہے۔مگر اپنے گھروں میں اتنی جگہ نہیں رکھتے جہاں اپنا شوق پورا کر سکیں۔وہ لوگ ادھر جگہ کرائے پہ لیکر سبزیاں وغیرہ لگاتے ہیں۔مہینے کے حساب سے کرایہ دیا جاتا ہے۔یہاں وہ سامنے دیکھ رہے ہیں۔وہ ٹیوب ویل ہے۔اسکے علاوہ نہری پانی بھی لگتا ہے۔"
"تو آپ بھی باغ بانی کا شوق رکھتی ہیں۔"
"کوئی ایسا ویسا۔میں نے اپنی کیاریوں میں سردیوں کی ہر سبزی لگائی ہوئی ہے۔اسکے علاوہ گرین ہاؤس میں سبز مرچ' ٹماٹر اور سٹابیریز بھی اُگائی ہیں۔"
"یہ شوق اپنے گھر پہ کیوں نہیں پورا کیا اتنی دور آ کر کیوں۔۔"
"گھر پہ اگر آپ نے غور کیا ہو۔صرف درخت موجود ہیں۔وہ بھی بس دو تین۔بھابھی نے بھائی سے بول کر باقی سارا فرش ماربل کروا دیا ہے۔بہت سال پہلے سے میں یہاں آتی ہوں۔سعد کے ایک دوست نے ہمیں اس جگہ کے بارے میں بتایا تھا۔"
بتانے کے ساتھ ساتھ پگڈنڈی پر احتیاط سے چلتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔اور وہ اُس کا ساتھ دینے پر مجبور تھا۔
"اسلام وعلیکم ضیشمہ جی آپ کیسی ہیں؟۔۔"
"وعلیکم اسلام فلک شیر صاحب میں ٹھیک ہوں۔آپ کیسے ہیں۔"
"میں تو اے ون ہوں۔آج آپ دوپہر کے وقت نظر آ رہی ہیں۔کوئی خاص وجہ۔۔؟ کیونکہ عام طور پر تو آپ یا صبح کے وقت آتی ہیں۔یا شام میں۔"

"نہیں کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔اصل میں یہ خازن ایاز صاحب ہیں۔ہمارے فیملی فرینڈ بس انہی کو اپنی سبزیاں دیکھانے آئی ہوں۔"

"او اچھا اچھا۔۔۔۔۔"

فلک شیر نے سرتاپا خازن کا جائزہ لیتے ہوئے۔بظاہر مسکراہٹ کو قائم رکھا۔ہاتھ مصافحے کے لیے بھی بڑھایا۔مگر انداز میں ناپسندیدگی تھی۔

خازن نے اپنا سیدھا ہاتھ جیب سے نکال کر مصافحہ کیا۔فلک شیر اُسکو چوبیس پچیس سال کا نوجوان معلوم ہوا۔

"ہیلو فلک شیر صاحب۔۔۔"

"ہیلو جی۔۔آپ کہ شکل جانی پہچانی سی محسوس ہو رہی ہے۔کیا میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے؟"۔

"میرا خیال ہے۔نہیں آپ نے کسی اور کو دیکھا ہوگا۔جو میرا ہم شکل ہو۔"

"ارئے یاد آیا۔۔آپ تو وہ ہیں۔خازن ایاز مشہور ڈرامہ اور فلم پرڈیوسر۔۔۔۔"

"جی ٹھیک پہچانا۔۔۔"

"سر آپ کی پروڈکشن کے انڈر بننے والے سارے ڈرامے ہی لاجواب ہوتے ہیں۔"

"تھینک یو۔۔مگر اس میں مجھ سے زیادہ میری ٹیم کا ہاتھ ہے۔خاص کر ڈائریکٹرز کا۔میں تو بس پیسہ لگاتا ہوں۔"

"کیا آپ کے ساتھ ایک سیلفی لے سکتا ہوں۔"

"کیوں نہیں۔۔۔آپ ضیشمہ کے دوست ہیں۔اس ناتے سے تو گروپ سیلفی بنتی ہے۔"

فلک شیر کے چہرے کی مسکراہٹ اور بڑی ہوگئی۔اُس نے اپنی جیب سے اپنا فون برآمد کیا۔جسے خازن نے تھام لیا۔اور ضیشمہ کے قریب ہوا۔درمیان میں وہ کھڑی تھی۔ایک طرف خازن جو کہ خاصہ قریب تھا۔جبکہ فلک شیر جھجھکتا سا تھوڑے فاصلے پر کھڑا تھا۔خازن نے دو تصویریں کیپچر کر کے فون شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا۔

فلک شیر واپس جا رہا تھا۔جب ضیشمہ کی آواز پہ رُکا۔

"اگر تکلیف نہ ہو۔تو جاتے ہوئے رولز والے چاچا سے کہہ دیجئے گا۔چار رول اور تین بوتلیں ادھر بھجوا دیں۔"

"ابھی بول دیتا ہوں۔"

" یہ بھی یاد رہے۔میرا بل آپ نہیں دیں گے۔"

" آج تو آپ منع کریں ہی نہ آج کے رول خاص خازن صاحب کے لیے ہونگے۔"

" خازن صاحب آج میرے مہمان ہیں۔اگلی دفعہ آپ ان کو اپنے برتھ ڈے پہ انوائیٹ کیجئےگا اور جی بھر کر خدمت کرنا۔پر آج نہیں۔"

وہ چلی تو وہ بھی چوری چوری نظروں سے اُسکا جائزہ لیتا ہوا۔ساتھ دینے لگا۔

اپنی کیاریوں کے پاس پہنچ کر ضیشمہ نے بازو کھول کا کر فخر سے کہا۔۔

" یہ میری سبزیاں ہیں۔ذرا بوجھیں کون کون سی ہیں۔"

" آآآآ ہارڈ ٹاسک۔۔۔مگر میں کوشش کرتا ہوں۔"

وہ پنجوں کے بل کیاری کے قریب بیٹھ گیا۔جبکہ ضیشمہ شیڈ کا دروازہ کھول کر اندر سے ایک فولڈ چیئر لے آئی۔ لا کر کھولنے کے بعد خازن کے قریب رکھ دی۔جو بڑے غور سے کیاری کا جائزہ لے رہا تھا۔

" یہ دھنیا ہے۔مگر اس کے درمیان اتنی جنگلی بوٹیاں کیوں اُگی ہوئی ہیں۔آپ پیسٹا سائیز استعمال کیا کریں۔"

" جنابِ عالی جس کو آپ جنگلی بوٹی کہہ رہے ہیں۔وہ میری پالک ہے۔"

خازن خفیف ہو کر مُسکرایا۔۔سورج سیدھا اُسکے چہرے پہ چمک رہا تھا۔

اُس نے دھنیے کی ایک ٹہنی توڑی اور اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔اردگرد کا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔

" یعنی میں پہلے ہی ٹیسٹ میں فیل ہوا ہوں۔"

" دل چھوٹا نہ کریں۔ابھی بہت سے مواقعے ملیں گے۔"

" آپکا دل جیتنے کے؟۔۔"

ضیشمہ نے گردن موڑ کر دیکھا۔مگر وہ کسی اور جانب متوجہ تھا۔ضیشمہ نے بھی جواب نہ دیا۔

" آپ اگر بور ہو رہے ہیں۔تو ہم کسی اور جگہ جا سکتے ہیں۔"

" نہیں بور تو نہیں ہو رہا ہوں۔ویسے ہی عجیب سا لگ رہا ہے۔میں نے تو کبھی گملے میں لگے پودوں کو پانی تک نہیں دیا۔آپ اتنا کُچھ جانتی ہیں۔"

"یہاں آپکی اور میری مقابلہ بازی تھوڑی ہو رہی ہے۔"

"ہاں یہ بھی ہے۔مگر عام طور پہ جن لوگوں کے ساتھ میں اُٹھتا بیٹھتا ہوں۔ہر زیرِ بحث موضوع پہ میری پوری گرفت ہوتی ہے۔پہلی دفعہ خود کو آؤٹ آف سپیس محسوس کر رہا ہوں۔"

"ضیشمہ کے ہاتھ میں ایک کُھرپی تھی۔لمبی لمبی ہری ٹہنیوں کے درمیان بیٹھ کر گوڈی کرنے لگی۔خازن کو کم از کم وہ ہری ٹہنیاں ہی معلوم ہو رہی تھیں۔

"مجھے اُمید ہے۔آپ کو میرے گوڈی کرنے پر اعتراض نہیں ہوگا۔"

"میری اتنی جرات مگر لائیں ذرا میں گوڈی کرتا ہوں۔"

اپنی جیکٹ اُتار کر کُرسی پر ڈالی۔کف لنکس اُتار کر جیب میں رکھے۔اور کف اوپر کو فولڈ کر کے۔اُس سے تھوڑے فاصلے پر پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔

ضیشمہ نے کُھرپی اُسکے سامنے رکھ دی۔

خازن نے اناڑی پن سے کُھرپی اُٹھائی اور پہلے ہی وار میں ایک جڑ نکال کر ننگی کر دی۔

پھر وہی جڑ پکڑ کر واپس مٹی میں چُھپانے لگا۔

ضیشمہ کو اُسکے انداز پہ ہنسی تو بہت آئی۔مگر صرف مُسکرانے پہ اکتفا کیا۔

"میں جانتا ہوں۔دل ہی دل میں آپ قہقہے مار رہی ہیں۔"

ضیشمہ بولی۔۔

"کیپ اون ٹرائینگ ہاؤ ہارڈ اٹ کڈ بی؟۔۔"

"ابھی تو آپ نے مجھے اچانک سے گھیر لیا ہے۔اگلی دفعہ میں اپنی پریکٹس کر کے آؤنگا۔آپ کو جیتنے نہیں دونگا۔"

"آپ کی بات سے ظاہر ہو رہا ہے۔آپ انتہائی کمپیٹیٹو ہیں۔اسی لیے آج بزنس کے بے تاج بادشاہ ہیں۔"

"آپ کیسے کہہ سکتی ہیں۔"

"ویل میرے فون میں ایک ایپ ہے۔گوگل۔۔اُسی سے معلوم ہوا۔"

"آپ کے بارے میں جاننے کے لیے کونسی ایپ ڈھونڈو۔۔؟۔۔"

"میرے بارے میں کوئی خاص یا اہم باتیں ہے ہی نہیں ہیں۔اس لیے ایپ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"
"مگر جو آپ سے وابستہ عام فضول سی باتیں بھی جاننا چاہتا ہو۔وہ کیسے جانے گا؟۔۔"
"اٹس ویری سیمپل وہ مجھ سے جو پوچھنا چاہیں ایسے ہی پوچھ سکتے ہیں۔"
"آپ کتنے بہن بھائی ہیں۔؟۔۔"
"ہم دو بہن بھائی ہیں۔تین تھے۔مگر میری ایک بہن بچپن میں فوت ہو گئی تھی۔"
"سوری ٹو ہیر دیٹ۔۔اگلا سوال۔۔۔"
"جی پوچھیں۔۔۔"
وہ کُھرپی سے ابھی بھی گوڈی کرنے کی بھرپور کوشش جاری رکھے ہوئے تھا۔
"یہ آخر کیا بلا اُگائی ہوئی ہے۔"
ضیشمہ کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔
"اسکو پیاز کہتے ہیں۔"
"پیاز ایسے ہوتے ہیں؟۔۔"
"جی۔۔ابھی انکو پوری طرح سے تیار ہونے میں کافی وقت درکار ہے۔اس وقت گرین آنین کہہ سکتے ہیں۔"
"انٹرسٹنگ۔۔۔کیا یہ سارا کا سارا پیاز ہی اُگا ہوا ہے؟۔۔"
"جی نہیں اس لائن تک پیاز ہے۔اُس کے آگے لہسن۔۔۔"
لہسن کے آگے کس چیز کے پتے نظر آرہے ہیں۔ادھر سے تو وہ بھی دھنیہ ہی معلوم ہو رہا ہے۔"
"جی نہیں وہ گاجریں ہیں۔"
"اُس کے ساتھ والی کیاری میں یقیناً ساگ اُگا ہوا ہے۔"
"وہ مولیاں ہیں۔"
"مر گئے یار کیا میں کوئی ایک سبزی بھی نہیں بُوجھ سکتا۔"
"کوشش جاری رکھیں۔۔"

"مولیوں کے ساتھ پتا نہیں کونسی بلا ہے۔"
ضیشمہ کو اُسکے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہنسی آ گئی۔
"وہ شلجم ہیں۔"
"آپکی اور میری اگلی ملاقات میرے آفس میں ہوگی۔وہاں میں آپ سے بزنس کے متعلق پیچیدہ سوالات پوچھونگا تب مجھے سکون آئے گا۔"
"میں ابھی ہی آپکو بتا دیتی ہوں۔بزنس کی الف ب سے بھی واقف نہیں ہوں۔"
"ایک ڈیل کرتے ہیں۔میں آپکو بزنس سکھا دونگا۔بدلے میں آپ مجھے باغبانی سکھانے کو تیار ہیں؟۔"
"مجھے بزنس میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔ہاں جو کچھ میں باغبانی کے بارے میں جانتی ہوں۔وہ آپ کے ساتھ شیئر کرنے کو تیار ہوں۔"
"فیس کیا لیں گی۔"
"آپکی امی کو شائد آپ پر زیادہ ہی یقین ہے۔اُنکے خیال میں آپ اُنکی پسند کو رد نہیں کریں گے۔یہ جانے بغیر ہی کہ آیا اُنکی پسند آپکو پاس کرتی بھی ہے یا نہیں۔۔وہ مجھے ایک عدد ڈائمنڈ کے ساتھ ساتھ ایک خطیر رقم دیکر گئی ہیں۔"
"آپکی اتنی لمبی تمہید کا مقصد کیا لوں؟۔۔"
"آپ کی فیس یہی ہے۔آپ مجھے ایک فیور دیتے ہوئے وہ چیزیں مجھ سے واپس لے جائیں۔"
"اگر میں ایسی کوئی فیور دینے کے موڈ میں نہ ہوں تو مطلب باغبانی کی کلاس گئی؟۔۔"
"نہیں پھر براہِ راست آپکی والدہ کو بھجوا دونگی۔"
وہ جلدی سے بولا ۔۔۔
"اُنکو دُکھ ہوگا۔"
"مگر جب ہم شادی ہی نہیں کر رہے۔تو پھر دُکھ کیسا؟۔۔"
وہ کُھرپی رکھ کر کھڑا ہو گیا۔
"باغبانی کے علاوہ کیا شوق رکھتی ہیں؟۔۔"

"میری بھابھی کے مطابق مجھے گئے دنوں کی کھوج میں رونے کا بڑا شوق ہے۔"
"تو آپکو رونے کا شوق ہے؟۔"
"کبھی کبھی۔۔۔"
"پھر تو پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔کیونکہ میں نے کہیں پڑھا تھا۔کبھی کبھی رو لینا صحت مند روح کی علامت ہے۔"
"کاش میرے گھر کے افراد کی سوچ اس قدر پروگریسیو ہوتی۔"
وہ کُچھ کہنے کے ارادے میں تھا۔مگر وہاں آنے والے لڑکے کی جانب متوجہ ہو گیا۔
"باجی آپکے رول۔۔۔"
جب تک وہ کُھرپی رکھ کر کھڑی ہوتی۔خازن اُس لڑکے کو بل دینے کے بعد ٹرے پکڑ رہا تھا۔
"خازن صاحب یہ زیادتی ہے۔اصولی طور پر بل میں نے دینا تھا۔"
"ضیشمہ بل آپ دیں یا میں کیا فرق پڑتا ہے؟"
"فرق کیوں نہیں پڑتا؟۔۔"
"آپ بحث میں اُلجھا کر مجھے بھوکا رکھنا چاہتی ہیں؟۔۔"
"آپ اتنے بڑے بزنس مین ایویں نہیں بن گئے۔اب مجھے آپکی چُھپی خصوصیات نظر آ رہی ہیں۔"
وہ ہنستے ہوئے وہیں کیاری میں پیر ڈال کر بیٹھ گیا۔ٹرے سائیڈ پہ رکھی۔اور صاف سُتھرے کاغذ میں لپٹا رول اُٹھایا۔
"یعنی میں اُمید رکھوں کہ اگر ہم آج کا سارا دن ایک ساتھ رہے۔ہوسکتا ہے شام تک آپ کی نہ ہاں میں بدل جائے۔"
ضیشمہ مُسکراتے ہوئے فاصلے پہ بیٹھ گئی۔
"آپ مذاق بہت اچھا کرتے ہیں۔"
"آپ کو ایسا لگتا ہے؟"

وہ اپنا رول اُٹھاتے ہوئے بولی۔۔

"ہاں۔۔"

"پھر آپکو یہ جان کر حیرت ہوگی۔میں ایک انتہائی سنجیدہ انسان ہوں۔بلکہ کسی حد تک سڑیل مشہور ہوں۔"

"مجھے تو آپ سڑیل نہیں لگے۔"

وہ جان بوجھ کر موضوع بدلتے ہوئے بولا ۔

"یہ رول میری توقع سے بڑھ کر لذیز ہیں۔مجھے اُمید نہیں تھی۔یہ اتنے صاف اور مزے دار ہونگے۔"

"جناب اگر یہ رول کلاس کے نہ ہوتے تو میں آپ جیسی شخصیت کو ہر گز بھی رولز پیش نہ کرتی۔"

"میرے جیسی شخصیت سے آپ کا کیا مطلب ہے؟۔۔"

"الیٹ کلاس کی جانی پہچانی شخصیت اور کہاں ہم مڈل کلاس والوں کے نان رول۔۔۔"

"آپ میری تعریف کر رہی ہیں۔یا بے عزتی؟۔۔"

"نہ عزت نہ بے عزتی صرف ایک حقیقت۔۔"

"آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی میں ایک مڈل کلاس سے تعلق رکھتا ہوں۔میرے والد کی وفات کے بعد میں نے ایسے دن دیکھے ہیں۔جب مجھے کوئی نوکری نہیں دیتا تھا۔کم عمر' کم تجربہ' کم تعلیم یافتہ لڑکا کیا کرے گا۔اس لیے ضیشمہ یہ نان رول میرے لیے نئے نہیں ہیں۔میرے بچپن کا حصہ ہیں۔"

وہ اُسکی حیران آنکھوں میں دیکھ کر سنجیدہ اُداس نظروں سمیت دھیرے سے مسکرایا۔اور رُخ بدل کر کولا پینے لگا۔

کتنی دیر تک دونوں کے درمیان خاموشی چھائی رہی۔وہ لاپرواہی سے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔اور وہ اُلجھن سے کبھی اُسکو دیکھتی کبھی ارد گرد۔۔۔

"ضیشمہ اتنی حیرت کس بات پر؟۔۔"

"پتا نہیں شائد آپ کے اس طرح اپنا ماضی کا سٹیٹس بتانے پر کیونکہ لوگ تو اپنے سے وابستہ بُرے حالات کی داستان کسی کے سامنے بیان کرنا پسند نہیں کرتے۔آپ نے تو اتنی آسانی سے مجھے بتا دیا۔"

"ہاں اس بات پر میں خود بھی حیران ہوں۔ کیونکہ میں انتہائی مغرور واقع ہوا ہوں۔ خود کو کمزور یا بے بس دیکھانے سے سخت نفرت ہے۔ تمہارے سامنے نہ جانے کیوں خود کو چُھپانے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہا ہوں۔"

"اوہ۔۔۔تم۔۔۔آپ تو آپ سے تم پر ایک ہی جست میں آ گئے۔"

"ہاں یار جب میری تمہاری شادی ہی نہیں ہونی تو اتنا فارمل ہو کر بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے کونسا ایک دوسرے کو ایمپریس کرنا ہے۔ آج کے بعد ہماری کبھی ملاقات بھی نہیں ہونی۔ کیا میرے ساتھ ڈنر پہ چلو گی؟"

"ڈنر؟۔۔"

ضیشمہ نے تعجب سے اُسکو دیکھا جو اُسکی جانب متوجہ بھی نہیں تھا۔

"ہاں ڈنر۔۔۔"

"خازن صاحب میرا نہیں خیال ڈنر کی ضرورت ہے۔ لنچ بھی آپکی جانب سے ہو گیا۔ یہی کافی ہے۔ ویسے بھی ہم اتنا سارا وقت ساتھ گزار کر اپنی فیملیز کی اُمیدیں ہی بڑھائینگے۔۔"

"میرا نہیں خیال ایسا ہو گا۔ کیونکہ کم از کم وہ یہ تو نہیں کہیں گے۔ دو چار گھنٹے ایک دوسرے کے ساتھ بات کرنے سے کسی کے بارے میں کیا پتا چلتا ہے۔ ہمیں دوبارہ ملاقات کے لیے کہا جا سکتا ہے۔ یقین مانو میری روٹین ایسی نہیں ہے۔ جس میں سے ہر دوسرے دن میں اتنا وقت نکال سکوں۔ اس لیے آج کا دن اگر برباد ہوا ہے۔ تو کسی کام تو آئے۔ ہم کہہ دیں گے۔ ایک دن اور شام ایک دوسرے کی سنگت میں گزار کر ہمیں اندازہ ہو گیا ہے۔ ہم ایک دوسے کے لیے بڑے ہی غیر موضوع ہیں۔"

ضیشمہ سوچ میں پڑ گئی۔

"ایک ڈنر کے لیے اتنا کیا سوچنا۔ تم اپنے والد اور بھائی کی رضامندی سے ہی میرے ساتھ آئی ہوں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر ڈنر کے سلسلے میں تو بہت دیر ہو جائے گی۔ میں کبھی اتنی لیٹ باہر نہیں رہی ہوں۔"

"سعد کے ساتھ بھی نہیں؟۔۔"

"سعد کی تو اور بات تھی۔ وہ تو میرا محرم تھا۔"

کافی دیر تک دور اُفق میں دیکھنے کے بعد وہ دھیمی سے آواز میں بس اتنا بولا ۔۔۔

"صحیح۔۔۔۔"

"اگر آپ چاہیں تو ڈنر میرے گھر پہ فیملی کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ابو کو آپ سے مل کر انتہائی خوشی ہوگی۔"

"اگر آج تم باہر میرے ساتھ ڈنر کرلو۔تو اگلا ڈنر تمہاری فیملی کے ساتھ جب تم چاہو۔کم آن ضیشمہ مجھے ایک پراپر ڈیٹ کا موقع تو دو۔رد تو تم مجھے کر چکی ہو۔پھر کیا مسلہ ہے؟"

اگر اس وقت اسکو اُسکی ماں بہن یا اُسکے پی اے میں سے کوئی فرد ایک لڑکی کے ساتھ ڈنر کے لیے یوں دلیلیں دیتے دیکھ لیتے تو ایک دفعہ شادی مرگ کی کیفیت ضرور ہوتی۔

آج تک لڑکیاں اُسکو قائل کرتی رہی تھیں۔آج پہلی دفعہ زندگی میں اُسکو کسی لڑکی کے ساتھ وقت گزارنے کی چاہت محسوس ہوئی تھی۔اپنے احباب کے نزدیک وہ ایک مشین تھا۔ایک اور ایک کو ملا کر گیارہ بنانے والی مشین۔

اس وقت وہ یہ بھی بھول گیا تھا۔وہ جب ضیشمہ سے ملنے کے لیے نکلا تھا۔زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں واپسی کا پروگرام بنا کر نکلا تھا۔اور اب دو گھنٹے گزر جانے کے بعد وہ شام تک اُسکے ساتھ رُکنے کا بندوبست کر رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتا آپ کیوں اتنا اصرار کر رہے ہیں۔مگر مجھے ہاں کرنے سے پہلے گھر پہ بتا کر اجازت لینا ہوگی۔"

"اپنے گھر کا نمبر بتاؤ۔۔"

وہ پینٹ کی جیب سے فون برآمد کرنے کے بعد ڈائلر کھول چُکا تھا۔

ضیشمہ نے لینڈ لائن کا نمبر بتا دیا۔

نمبر ملانے کے بعد اُس نے فون ضیشمہ کے حوالے نہیں کیا۔بلکہ اپنے کان سے لگا کر خود وہاں سے اُٹھ کر ضیشمہ اور اپنے درمیان فاصلے کو مزید بڑھا گیا۔وہ اُسکو بات کرتا دیکھ رہی تھی۔مگر وہ کہہ کیا رہا ہے۔وہ سمجھ نہ آیا۔

پورے چار منٹ تک وہ مسکرا مسکرا کر فون پہ بات کرنے کے بعد اُسکی جانب آیا۔

"تمہارے بھائی سے بات ہوئی ہے۔اب مجھے افسوس ہو رہا ہے۔میں فضول میں تمہارے ساتھ سر کھپا رہا تھا۔سیدھا تمہارے گھر سے ہی اجازت لے لیتا۔خیر تمہارے بھائی نے بڑی خوشی سے ہمیں ساتھ ڈنر کرنے کی اجازت دے دی ہے۔"

"کیا آپ کی یاسر بھائی سے بات ہوئی ہے؟"

"اور کتنے بھائی ہیں؟۔"

"اُنہوں نے کیا کہا؟۔۔"

"کہہ رہے تھے یار تم لوگ پچیس تیس سال کے پیبے سیانے لوگ ہو۔ باہر ڈنر کرنا ہے تو کرلو اس میں علیحدہ سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔"

"آپ نے اُن سے کیا کہا تھا؟۔۔"

"بھائی صاحب اگر آپ بُرا نہ منائیں تو اس خاتون کو ڈنر پہ لے جاؤں۔ اب خوش؟۔۔"

وہ اپنے فون پہ تیزی سے کُچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ جب وہ اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے بولی۔

"معزرت کے ساتھ مگر میں آپ کے ساتھ ڈنر پہ جانے کی بالکل بھی خواہش مند نہیں ہوں۔"

اُس کے چلتے ہوئے ہاتھ ایک لمحے کو رُکے اُس نے سر اُٹھا کر ضیشمہ کو دیکھا۔ سورج اُسکے چہرے پہ چمک رہا تھا۔ ہلکی سی لالی کے ساتھ پسینے کے چند قطرے اُسکے ناک کی نوک پہ بڑے ناز سے منجمند تھے۔

"میں نے ٹیبل بُک کروالیا ہے۔ اب تو جانا ہی پڑے گا۔"

اُس نے اپنے فون کی سکرین ضیشمہ کے سامنے کی جس پہ فائز نامی نمبر سے آئے میسج میں تفصیل درج تھی۔

ضیشمہ کا غُصہ اُبل کر باہر آیا۔

"آپ مجھے گھر تک چھوڑ رہے ہیں؟۔۔ یا میں خود سے چلی جاؤں؟۔۔"

خازن کی نظریں اُسکے چہرے پہ ٹک گئیں۔ اور کتنی دیر وہیں رہیں۔ وہ ماتھے پہ شکن لیے بظاہر اپنے ہاتھ صاف کر رہی تھی۔

خازن نے گہرا سانس خارج کیا۔ آج وہ خود کو بھی حیران کر رہا تھا۔

"غُصہ کس بات پر آرہا ہے؟۔۔"

"آپ کی دھونس اور زبردستی پر۔۔۔"

"میڈم میں نے آپ کے بھائی سے اجازت لی ہے۔۔"

"تو پھر ڈنر بھی میرے بھائی کے ساتھ کیجئے گا۔"

" چلو چلیں ۔۔۔"

ضیشمہ نے چیزیں تیزی سے اُنکی جگہ پہ رکھیں ۔اور اُسکے پیچھے چل پڑی ۔۔

واپسی کا راستہ مختصر اور خاموشی میں کٹا تھا۔البتہ اُسکو گھر کے گیٹ پر اُتارتے وقت خازن نے بڑے تحمل سے اپنے پروگرام سے آگاہ کیا تھا۔

" میں سات بجے تمہیں لینے آؤنگا۔اس اُمید پہ کی تم ڈنر کے لیے تیار ملوگی۔"

اس سے پہلے کہ وہ اُسکے منہ پہ ایک دفعہ پھر سے انکار کرتی وہ گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

ضیشمہ اپنی مُٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

اندر قدم رکھتے ہی جو پہلی بات اُس نے کی وہ سُن کر بھابھی سمیت ابو کے چہرے پہ بھی مُسکراہٹ دوڑ گئی۔ اُس نے اپنی کوفت میں اُنکی مُسکراہٹوں کو نوٹس ہی نہ لیا۔

" عجیب سنکی آدمی ہے۔میں کہہ رہی ہوں ۔بھئی ڈنر پہ نہیں جانا تو نہیں جانا پر سُن ہی نہیں رہا۔یاسر بھائی کو بھی کیا پڑی تھی۔ایویں اُٹھا کر اجازت دےدی۔اب کریں انکار میں تو نہیں جاتی ڈنر ونر پہ۔۔۔"

تین بجے وہ گھر آئی تھی۔ظُہر پڑی تھوڑی دیر آرام کیا۔شام کی چائے بنا رہی تھی۔جب بھابھی کے آواز دینے پر کچن سے نکل کر ہال میں آئی۔

سامنے بھابھی ایک بڑا سا باکس لیے کھڑی تھیں۔

" یہ کیا ہے؟۔"

" خازن کا ڈرائیور دیکر گیا ہے۔"

ضیشمہ نے بے اختیار اپنے گرد موجود افراد کو دیکھا۔

یاسر بھائی ٹی وی میں مگن ہو گئے۔ابو شام کے اخبار میں سر دیئے نظر آئے۔دانیال اپنے ایم پی تھری کے ہیڈ سیٹ لگائے بیٹھا تھا۔صبا خطرناک تاثرات کے ساتھ باکس کو دیکھ رہی تھی۔

ضیشمہ نے باکس کو ایسے دیکھا جیسے کسی بھی لمحے اُس میں سے سانپ نکل آئے گا۔

" جو لیکر آیا ہے۔اُسی کے ہاتھ واپس بجھوا دیں۔"

"کھول کر تو دیکھو۔"

بھابھی کی بات پر اُس نے گردن کو زور زور سے نفی میں ہلایا۔

"نہیں بالکل بھی نہیں یہ آدمی اپنی ماں سے بھی زیادہ چیپکو ثابت ہو رہا ہے۔میری ہی مت ماری تھی۔مجھے نرمی سے پیش نہیں آنا چاہیے تھا۔مجھے ایل ملاقات کے لیے بھی ہاں نہیں کرنا چاہیے تھا۔یاسر بھائی۔۔۔؟۔۔"

مدد کے لیے یاسر کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔۔

"کوئی اجنبی آدمی آپ کی بہن کو گفٹ بھیج رہا ہے۔اُٹھ کر یہ سب اُسکو شُکریہ کے ساتھ واپس کر کے آئیں۔"

"یاسر نے ٹی وی سے نظر ہٹا کر اُسکو دیکھا۔پھر فرحین کے ہاتھ میں پکڑے باکس کو دیکھا۔

"ابو اسکو بتا دیں۔ہم نے اسکا رشتہ خازن کے ساتھ فائنل کرنے کا سوچ رہے ہیں۔اس لحاظ سے اب وہ اجنبی نہیں ہے۔اور اُسکی جانب سے اگر کوئی تحفہ آتا ہے۔تو ضیشمہ پر فرض ہے شُکریہ کے ساتھ وصول کرے نہ کہ بچوں کی طرح بے تُکا شور مچائے۔"

کمرے میں ٹی وی کے شور کے باوجود خاموشی چھا گئی۔

وہ بے یقینی کے ساتھ بھائی کا چہرہ دیکھے گئی۔

خود کو تسلی دی یقیناً میں نے غلط سُنا ہے۔یاسر بھائی مجھے تنگ کرنے کو ایسا کہہ گئے ہیں۔

ابو نے یاسر بھائی کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں۔

"بہت اچھے سب سے مُشکل کام میرے زمہ لگا دو۔"

"ضیشمہ ادھر آؤ۔"

ابو نے اخبار کو تہہ لگا کر ایک طرف رکھا۔چشمہ اُتار کر اوپری جیب میں رکھا۔اور اپنی ساری توجہ بیٹی کی جانب کی۔۔۔

جو کسی ربورٹ کی طرح اُنکے پاس آ کر گرنے کے انداز میں صوفے پہ بیٹھی۔

"بیٹا اگر میں نے تمہاری شادی نہ کرنی ہوتی تو میں ان رشتے دیکھنے دکھانے کے چکر میں بالکل بھی نہ پڑتا۔"

"پر ابو۔۔۔"

اُس نے جو بھی دلیل دینی چاہی ابو نے درمیان میں ہی ہاتھ اُٹھا کر اُسکو ٹوک دیا۔

"نہ ضیشمہ آج ہم جزباتی بالکل نہیں ہو رہے ہے۔آج صرف ہوش سے کام لینا ہے۔جتنا وقت سوگ میں گُزار لیا ہے۔وہی بہت ہے۔میں ہرگز نہیں چاہونگا تم ایک سائے کے پیچھے اپنی ساری زندگی کو روگ لگا کر بیٹھو۔آج طلبگار آرہے ہیں۔اگر آج ہونے والی دستک کی قدر نہ کی تو ایک وقت وہ آئے گا۔جب تم اور میں یہ چاہیں گے۔کوئی تو ہو جو آکر دستک دیئے۔پر بیٹے کوئی نہیں آئے گا۔خازن سے ملی ہو۔اگر وہ پسند نہیں ہے۔کوئی بات نہیں میں نے تین لڑکے اور پسند کیئے ہیں۔ایک دو رشتے داروں میں سے ہیں۔ایک غیر ہے۔فرحین کو سب کی تصویریں دیئے دی ہیں۔تم وہ دیکھ لو۔فرحین تمہیں اُنکے بارے میں ساری تفصیل سے آگاہ کر دیئے گی۔چاروں رشتوں میں سے تمہیں جو بھی پسند ہو اچھے سے سوچ کر کل اس وقت مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ کر دینا۔شادی ہونا ضروری ہے۔میرا فرض ہے۔میں اپنا فرض پورا کرنا چاہتا ہوں ضیشمہ مجھے اپنے آنسوؤں سے کمزور مت کرنا۔سعد کے نام پر بیٹھنا بیوقوفی ہے۔تمہیں سنبھلنے کے لیے وقت چاہیے تھا۔میں نے تمہیں پورا وقت دیا ہے۔بیٹی وقت بھی سدا ہمارا نہیں رہتا۔کاش وہ اتنی تھوڑی زندگی لکھوا کر نہ لایا ہوتا۔تو آج تم اپنے گھر میں خوش و مگن ہوتیں۔مجھے خازن پسند آیا ہے۔بااعتماد اور محنتی انسان ہے۔اخلاق کا بھی اچھا ہے۔اور سب سے بڑا پوائنٹ یہ ہے۔اُسکی والدہ تمہیں دل و جان سے اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں۔خازن نے ماں کو رشتے کے لیے ہاں کہہ دی ہے۔صبح تمہارے واپس آنے سے پہلے ہی خازن کی امی کا فون آگیا تھا۔خازن نے تمہارے حق میں اپنی ماں کے فیصلے کو قبول کیا ہے۔شادی سے فرار نہیں دیئے سکتا ہوں۔مگر یہ ضرور کہوں گا۔تمہاری شادی اُسی سے کرونگا جس کے لیے تم ہاں کرو گی۔"

پھر وہ فرحین کی جانب پلٹے۔۔

"فرحین بہن کو وہ تصویریں دیکھا دو۔"

فرحین نے "جی اچھا کہہ کر سر اثبات میں ہلایا۔اس سے پہلے ہی ضیشمہ وہاں سے ہٹ گئی۔

☆......☆......☆

ڈنر کا وقت گُزرے بھی اب تو کئی گھنٹے ہو چکے تھے۔

آج سب سے عجیب بات یہ ہوئی وہ روئی نہیں ۔ابو کے کہے گئے ہر لفظ نے روح پر جتنا بھی ظلم کیا ہو آج آنکھ سے ایک قطرہ بھی نہ ٹپکا تھا۔

پانچ منٹ پہلے تک فرحین بھابھی اُسکے پاس ہی موجود تھیں۔

سارا کُچھ بتانے کے بعد اُس کی پیشانی پہ پیار دیکر چلی گئی تھیں۔

خازن کا بھیجا گیا باکس اُسکے سامنے بیڈ پہ پڑا ہوا تھا۔ابھی تک ہاتھ بڑھا ہر اُسکو کھولا تک نہیں تھا۔

نہ جانے جب تک اپنی سوچوں میں گم رہتی ۔موبائل کی بیپ نے چونکایا۔

انجان نمبر سے میسج تھا۔

" میں چاہتا ہوں ۔تمہارا فیصلہ میرے حق میں ہو۔"

ضیشمہ کے ماتھے پہ تیوری آئی ۔۔۔غُصے سے جواب لکھ کر بھیج دیا۔

" ایک جھوٹا۔۔۔بے اعتبار آدمی ۔۔"

فوراََ ہی جواب آگیا۔

" مجھے اتنے اچھے سے جان گئی ہو ۔تو یہ بھی جان لو ۔میں ارادے کا پکا ہوں۔"

" میں تمہیں انکار کر رہی ہوں۔"

" فائنلی مجھے ادب کے دائرے سے تو نکالا ۔۔۔"

" کیونکہ تم عزت کے لائق نہیں ہو۔"

"شُکر ہے یہ نہیں کہہ دیا کہ خازن ایاز محبت کے لائق نہیں ہے ۔کیونکہ میں چاہتا ہوں ۔میری بیوی میری عزت چاہے نہ کرے مگر مجھ سے محبت ضرور کرے۔"

"گو ٹو ہیل خازن ایاز ۔۔۔!!۔۔"

" میرا گفٹ پسند آیا؟۔۔"

" میں نے دیکھے بغیر پھینک دیا تھا۔"

" اگر یہی چلن رہے تو اسی ہفتے نکاح ہو گا۔"

ضیشمہ کے لب بھینچ گئے۔غُصے سے جسم کانپنے لگا۔
جی چاہا ایک سو ایک گالیاں لکھ کر بھیجے۔
" میں مر کر بھی تم سے شادی نہ کروں۔میں نے کسی اور کے حق میں ہاں کہہ دی ہے۔"
" میں نہیں مانتا۔"
" نہ مانو میری بلا سے۔۔۔"
اُس نے بیڈ پر پڑی تصویروں کو اُٹھا کر باری باری دیکھا۔
بے دلی سے دیکھے جا رہی تھی۔دماغ کہیں اور تھا۔دل کہیں اور نگاہ کہیں اور ایک بات پکی ہے۔شادی خازن سے نہیں کرنی اُس کے علاوہ کوئی بھی ہو چلے گا۔
بہت سوچ بچار کرنے کے بعد داڑھی والی تصویر اُٹھا کر نہ صرف ایک طرف رکھی بلکہ فون پہ تصویر لیکر دوسری جانب بھی بھیج دی۔
" اسکے ساتھ شادی کر رہی ہوں۔کارڈ بھیجوں گی چاول کھانے ضرور آنا۔"
"تم میرے مقابلے میں اسکو چُن رہی ہو؟۔"
" اپنے الفاظ درست کرلو۔چُن رہی نہیں ہوں۔چُن چکی ہوں۔"
" ایک بات بولوں اگر بُرا نہ مناؤ۔کس قدر گھسی پٹی پسند ہے۔یہ کرتا کیا ہے؟۔"
" ڈاکٹر ہے۔"
" جانوروں کا؟۔"
"نہیں پاگلوں کا تم اپنا علاج کروانے ضرور آنا۔میری سفارش پہ تمہیں فری ٹریٹمنٹ ملے گی۔"
" سعد کی محبت کہاں گئی؟۔"
" دل میں ہی ہے۔"
" وہ سارے دعوے کہاں گئے جو تم نے آج دن میں کئے تھے؟۔"
" آئی ہیٹ یو خازن ایاز۔۔۔"

"مجھے اس ایک فقرے نے بہت سی اُمید دی ہے۔شُکریہ۔۔"

ضیشمہ نے فون ایک طرف پھینکا اور اپنی دُکھتی ہوئی آنکھوں کو ہاتھوں سے ڈھانپ کر بیڈ پہ چت لیٹ گئی۔

اپنے احساسات اپنی ہی سمجھ سے باہر تھے۔خازن پہ غُصہ آئے جا رہا تھا۔کیا تھا جو اپنی ماں کو انکار کر دیتا۔کسی خیال کے آتے ہی فوراً اُٹھ کے بیٹھی فون اُٹھا اور جلدی جلدی لکھا۔

"کیا تمہیں لڑکیوں کی اتنی کمی ہے۔جو ایک بیوہ سے شادی کرنے کو تیار ہو۔جو ابھی تک اپنے مرحوم شوہر سے محبت کرتی ہے۔اگر میں نے تم سے شادی کی بھی تو کبھی محبت نہیں کرونگی۔"

"ضیشمہ کیا تمہیں بچے پسند ہیں؟۔"

ضیشمہ کا منہ حیرت سے کُھلا رہ گیا۔

وہ کیا کہہ رہی تھی۔اور جواب میں وہ کیا پوچھ رہا تھا۔

"میں تم سے شادی نہیں کر رہی ہوں۔"

"خود کو بتا رہی ہو یا مجھے؟۔"

"جو مرضی سمجھ لو مگر میں تم سے شادی نہیں کرونگی۔"

"محبت کرو گی؟۔"

"مجھے تم سے نفرت ضرور ہو گی محبت نہیں۔"

"خود سے لڑنا بند کرو اور اپنی بالکونی میں آؤ۔"

چند پل سکرین کو دیکھتے رہنے کے بعد وہ بیڈ سے اُٹھی تو فون ہاتھ میں ہی تھا۔بالکونی کا دروازہ کھول کر دھیمے دھیمے قدم اُٹھاتی باہر آئی۔گیارہ پینتالیس ہو رہے تھے۔ساری گلی سُنسان پڑی تھی۔اور وہاں اپنی گاڑی کے بونٹ پہ وہ بیٹھا ہوا تھا۔ضیشمہ کو دیکھتے ہی دور سے ہاتھ ہلایا۔وہ حیرت کی انتہا پر کھڑی پلکیں جھپکے بغیر اُسکو دیکھ رہی تھی۔

وہ جمپ مار کر گاڑی کے بونٹ سے اُترا بڑی ادا سے اُسکو سلامی پیش کرنے کو اپنا سیدھا ہاتھ دل پہ رکھ کر آگے کو جُھکا۔سیدھا ہوا اور اونچی آواز میں بولا۔۔۔

"مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنے کا بہت شُکریہ۔۔"

ضیشمہ شاک سے نکلنے کے بعد فون کی مدد سے پوچھنے لگی۔۔

"یہاں کیا کر رہے ہو؟۔۔"

"جواب بھی فون پہ ہی ملا۔۔۔

"تمہیں ڈنر پہ لیجانے کے لیے آیا تھا۔"

"ڈنر سات بجے تھا۔"

"میں سات بجے کا ہی آیا ہوا ہوں۔"

"تم پاگل ہو۔۔۔"

"تھا نہیں پر ہو گیا ہوں۔"

"تم تیس کے ہو کر کسی پندرہ سالہ لڑکے والی حرکتیں کر رہے ہو بڈھے کھوسٹ کہیں کے۔۔۔"

گلی میں زندگی سے بھرپور مردانہ قہقہہ گونجا تھا۔

"میں اتنا بوڑھا بھی نہیں ہوں۔"

"اپنے گھر جاؤ خازن۔۔۔۔"

"تمہیں لینے کب آؤں؟۔۔"

"جب میرے ابو بلائیں۔"

وہ اپنی گاڑی کی جانب مڑا۔۔۔ڈرائیور سائیڈ کا دروازہ کھول کر اندر جھکا۔ واپس آیا۔۔۔وہ اپنا سانس روکے اُسکی اگلی کاروائی دیکھ رہی تھی۔ پورے ایک منٹ پندرہ سیکنڈ بعد وہ اُسکے برابر بالکونی پہ کھڑا تھا۔

"ہیلو۔۔۔"

"ہ۔۔۔ی۔۔۔ہیلو۔۔۔۔"

ضیشمہ کو لگا نہ صرف بالکونی کی جگہ سکڑ گئی ہے۔ بلکہ وہاں پہ آکسیجن کی کمی بھی ہو گئی ہے۔

ڈارک گرے سوٹ میں وہ انتہا درجے کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ وہ خود بکھرے بالوں اور سلوٹوں سے بھرپور لباس میں اُسکے سامنے کھڑی تھی۔

"اب جبکہ تم نے ہاں کر دی ہے۔میں بتانا چاہتا ہوں۔تمہیں دی گئی ساری تصویریں میری ہی ہیں۔کالج میں ڈرامے کے گیٹ اپ میں ایک دس سال پُرانی ہے۔ایک یونیورسٹی کی ہے۔"

"تم پورے چیٹر ہو۔۔۔"

"یس میم۔۔۔۔"

کُچھ دیر اُسکو دیکھنے کے بعد گہرا سانس خارج کرتے ہوئے بولا۔

"کاش اس وقت ہم لوگ پیرس میں ہوتے۔آئیفل ٹاور کے نیچے فرنچ کس ہوتی۔خیر یہ بالکونی بھی بُری نہیں ہے۔۔"

ضیشمہ کے گال لال ٹماٹر ہو رہے تھے۔وہ بغیر سوچے نہ جانے کیا کیا بولے جا رہا تھا۔وہ وہاں سے ہٹنے کا سوچ رہی تھی۔جب وہ اُسکو مزید حیران کرتا ہوا۔اُسکے سامنے ایک ٹانگ پہ بیٹھا اور جیب سے بیلو ویلوٹ کا چھوٹا سا باکس نکال کر اُسکے سامنے کھولا۔۔۔۔

"میں جانتا ہوں۔یہ سب پاگل پن کی حد تک عجیب و غریب ہے۔میں یہ بھی جانتا ہوں۔تم سعد سے محبت کرتی ہو۔مجھ سے نفرت کرتی ہو۔پھر بھی میں چاہتا ہوں۔تم میری بیوی بنو۔"

بڑی بڑی گہری سُرمئی آنکھیں استعجاب سے اُس آدمی کو دیکھ رہی تھیں۔

"ضیشمہ انگوٹھی پکڑ لو تمہاری خاطر وہ دیواریں پھلانگ کر یہاں تک پہنچا ہے۔اب کیا دودھ کی نہر نکالے؟"

یاسر بھائی کی آواز پر وہ اپنی جگہ پہ اُچھل پڑی۔۔

خازن بڑی دیدہ دلیری سے مسکرا رہا تھا۔

بھائی کے پیچھے بھابھی کا چہرہ نظر آیا۔بھابھی کے پیچھے دانیال چہرے پہ خازن سے بھی بڑی مُسکراہٹ دیکھا رہا تھا۔

ضیشمہ نے اُن سب کو دیکھا پھر اپنے سامنے بیٹھے خازن کو۔۔آنکھوں میں پانی چمکنے لگا۔

"ضیشمہ اپنا ہاتھ آگے کرو جانی۔۔۔"

بھابھی کی بات پر اُس نے اپنے ہاتھ کو بند کر کے کمر کے پیچھے کر لیا۔

"پھوپھو بندہ جلد باز ضرور ہے۔پر ہے معقول ہی۔۔۔بس کریں۔"

دانیال نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔۔۔

خازن سب کے الفاظ کو انجوائے کر رہا تھا۔آنکھیں مسلسل ضیشمہ پہ ٹکی ہوئی تھیں۔

ضیشمہ نے آخری دفعہ بھائی اور بھابھی کی جانب دیکھا۔بھائی کے چہرے پہ نرم مسکراہٹ تھی۔اور بھابھی کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔

اُس نے تھوک نگلتے ہوئے۔اپنا کانپتا ہوا ہاتھ آگے بڑھایا۔جسے اپنی مضبوط گرفت میں لیتے ہوئے خازن نے قیمتی سفید ڈائیمنڈ اُسکی اُنگلی میں ڈال دیا۔

دانیال نے تالیہ بجا کر ہُرے کا نعرہ لگایا۔

بھابھی انے آکر اُسکو گلے لگا کر بے اختیار اُسکی پیشانی چومی۔۔۔

"بہت بہت مبارک ہو میری جان آج کا دن کتنا خوبصورت دن ہے۔"

بھائی نے خازن کو گلے لگا کر مبارک دی۔پھر اُس کے گرد بازو پھیلا کر اُسکو چھوٹی سی گڑیا کی طرح اپنے سینے میں بھینچ کر سدا خوش رہنے کی دعا دی۔

"پھوپھو میں نے کہا تھا نا ہر خزاں کے خاتمے پر ایک بہار آتی ہے۔آج آپ پر بہار کی شروعات ہوگئی ہے۔"

ضیشمہ جواب میں کُچھ بھی کہنے سے قاصر تھی۔دماغ مختلف خیالات کی آماجگاہ بن کر رہ گیا۔

سب کُچھ بہت غلط لگ رہا تھا۔یوں جیسے خازن کے نام کی انگوٹھی پہن کر کوئی گناہ کرلیا ہو۔سعد زندہ نہیں تھا۔تو کیا؟وہ ابھی تک اُسی کی بیوہ تھی۔مگر اب کے بعد حوالے بدلنے والے تھے۔نیا تعارف بننے جا رہا تھا۔

خازن مزید کُچھ کہے بغیر یاسر بھائی کی ہمراہی میں کمرے سے نکل گیا۔

یاسر بھائی نے بھابھی سے کُچھ میٹھا کھلانے کی فرمائش کی تھی۔

"آپ نیچے چل کر ابو کو یہ خوشخبری سُنائیں میں آپکا منہ میٹھا کرنے کا انتظام کرتی ہوں۔اور دانیال بیٹا آپ خازن انکل کے گھر فون کر کے انکی امی کو بُلا دو۔"

بھابھی خوشی خوشی ہدایتیں دیتی بھائی کے پیچھے ہی نکل گئیں۔۔۔

دانیال بھی جی اچھا کہتا یقیناً فون کرنے چلا گیا تھا۔

وہ کتنی دیر اکیلی ہی بالکونی میں کھڑی رہی۔نظریں ہاتھ پہ سجے نگ پہ تھیں۔جو بالکل پورا آیا تھا۔جیسے خاص اُسی کے لیے بنایا گیا ہو۔

اُس نے سر اُٹھا کر ایک نظر تاروں سے چمکتے آسمان کو دیکھا۔کیا آج سے آسمان بھی بدل جائے گا؟۔۔

دھیمے قدموں سے آ کر بیڈ پہ سرہانے کی جانب بیٹھ گئی۔

نیچے سے قہقہوں اور باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔آج کا سورج جب طلوع ہوا تھا۔تو کس نے سوچا تھا۔اگلی صبح کے نکلنے سے پہلے اس نئے تعلق کی بنیاد رکھی جا چکی ہو گی۔سچ یہی ہے انسان کے بس میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اُس کے کمرے کا دروازہ کھُلا جس پہ وہ اپنی سوچوں سے باہر آئی۔

صبا کا پھولا ہوا چہرہ اُبھرا۔۔

"نیچے مما کہہ رہی ہیں۔آپکی شادی اُن گندے والے انکل کے ساتھ ہو رہی ہے۔کیا یہ سچ ہے؟۔۔"

وہ گہرا سانس خارج کرتے ہوئے پیر بیڈ پہ رکھ کر آرام دہ حالت میں بیٹھی۔

"ادھر آؤ۔۔۔۔"

صبا آنکھوں میں ناراضگی لیے اپنے پیچھے دروازہ بند کرتی اُس کے پاس بیڈ پہ چڑھ آئی۔

ضیشمہ نے اسکو اپنے ساتھ لگا کر اوپر کمبل اوڑھا دیا۔۔

جب کتنی دیر تک ضیشمہ بولی نہیں تو صبا نے ایک دفعہ پھر اُسکی توجہ حاصل کی۔۔۔

"اب بتائیں بھی؟۔۔کیا آپ اُن گندے انکل سے شادی کر رہی ہیں؟۔۔"

"مجبوری ہے۔"

"کوئی مجبوری نہیں ہے۔آپ انکار کر دیں۔"

"میرے انکار کی کوئی حثیت نہیں ہے۔"

"تو ٹھیک ہے۔میں انکار کر دیتی ہوں۔میں ابھ جا کر اُن کو بتا دیتی ہوں۔میری پیاری پھوپھو جانی آپ سے شادی نہیں کریں گی۔"

"کیا وہ بہت گندہ ہے؟۔۔"

"بہت زیادہ۔۔۔"

"مگر بظاہر تو صاف سُتھرا ہی لگتا ہے۔میرا خیال ہے۔سال میں ایک دو دفعہ نہا بھی لیتا ہوگا۔کیا خیال ہے؟"

"آپ کی شادی تو سعد ماموں سے ہونی تھی۔پھر یہ گندے انکل کہاں سے آگئے۔اللہ سے دُعا کرتے ہیں۔ وہ سعد ماموں کو واپس بھیج دیں۔"

"جانی اللہ جن کو ایک دفعہ اپنے پاس بُلا لیتے ہیں۔انکو واپس آنے کی اجازت نہیں دیتے۔"

"پھر ایسا کرتے ہیں۔میں اور آپ بھی سعد ماموں کے پاس چلے جاتے ہیں۔وہاں اُنکے ساتھ ہی رہیں گے۔کبھی واپس نہیں آئینگے۔"

ضیشمہ نے صبا کو زور سے اپنے ساتھ بھینچ لیا۔۔

"میری جان ہم بغیر بلاوے کے وہاں جا بھی نہیں سکتے۔صرف تب ہی جا سکتے ہیں۔جب اللہ پاک اپنے فرشتوں کو ہمیں لینے بھیجتے ہیں۔"

"تو پھر اب کیا ہوگا؟۔۔۔نہ ہم جا سکتے ہیں۔نہ سعد ماموں آسکتے ہیں۔تو کیا آپ ان گندے انکل سے شادی کریں گی؟۔۔۔"

"دادا ابو اور بابا خوش ہیں۔آپکی مما بھی آج مسکرا رہی ہیں۔اتنے عرصے بعد آج رات کے اس پہر گھر کی ساری بتیاں جل رہی ہیں۔پارٹی کا انتظام ہو رہا ہے۔جس پہ میں سوچنے پہ مجبور ہوگئی ہوں۔"

"کیا سوچ رہی ہیں؟۔۔"

"یہی کہ اتنے سب لوگ خوش ہیں۔تو کیوں انکار کر کے ان سب کو اُداس کرنا۔گندے انکل اپنے گھر چلے جائینگے۔پھر دادا کسی اور گندے انکل کو ڈھونڈ کر لے آئینگے' بابا ہر دوسری رشتے کروانے والی مائی کو ہر ہفتے پیسے دیکر درخواست کریں گے۔ہماری ضیشمہ کے لیے رشتہ ڈھونڈیں مما اتنے لوگوں کی مہمان نوازی کریں گی۔میں پھر انکار کر دونگی۔دادا کو دُکھ ہوگا۔بابا بھی ٹینشن میں رہیں گے۔اسلیے بہتر ہیں۔جو ہو رہا ہے۔وہ ہونے دیتے ہیں۔کیا خیال ہے۔"

صبا نے فوراً کوئی جواب نہیں دیا۔بس ضیشمہ کے ساتھ لگی گہری سوچ میں گم رہی۔پھر ایک دم بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔

"تو کیا آپ شادی کر کے اُن گندے انکل کے ساتھ چلی جائینگی؟"

"مجبوری ہے۔جانا تو پڑے گا۔"

باہر گیٹ پہ گاڑی رُکی تھی۔ساتھ ہی ہارن بجایا گیا تھا۔

صبا ایک جست میں بیڈ سے نکل کر بالکونی کی جانب بھاگی۔۔۔

دو منٹ بعد مُڑی۔۔۔

"وہ موٹی والی اماں جی آئی ہیں۔ساتھ میں اُس دن والی لڑکی اور ایک لڑکا ہے۔"

"ایسے نہیں کہتے۔جنکو موٹی والی اماں کہہ رہی ہو۔اُنہوں نے سُن لیا تو کیا سوچیں گی۔صبا کو کوئی تمیز نہیں ہے۔"

اچھا ٹھیک ہے۔نہیں کہتی اُنکو موٹا۔پر اُنکے بیٹے کو گندہ انکل ہی کہوں گی۔"

"اُسکو جو مرضی بول لو۔اُسکی خیر ہے۔بلکہ اُسکے منہ پہ کہنا گندہ انکل۔۔۔"

"کیا آپ بھی انکو گندہ انکل ہی بولا کریں گی۔"

"نہیں صرف گندہ کہہ لیا کرونگی۔کیا خیال ہے؟۔۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔کیونکہ وہ میرے انکل ہیں۔آپکے تو نہیں ہیں۔"

"ہاں صحیح کہہ رہی ہو۔میرے لیے تو وبالِ جان ہے۔"

"وہ کیا ہوتا ہے؟۔۔"

دروازے پہ ہونے والی دستک نے ضیشمہ کو جواب سے بچا لیا۔

آنے والی دونوں اُسکی ہونے والی نندیں تھیں۔ایک کو تو وہ پہلے سے مل چکی تھی۔دوسری سے پہلی ملاقات تھی۔

"اسلام وعلیکم بھابھی جان۔۔۔!!"

چھوٹی والی پوری باہیں کھول کر اُسکی جانب بڑھی تھی۔ضیشمہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو ہی رہی تھی۔جب تک وہ لڑکی اسکو گلے لگا چکی تھی۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔آپ کیسی ہیں؟۔۔۔"

ضیشمہ نے اخلاق سے پوچھا۔جواب میں وہ جوش سے بولی۔۔۔

"میں بہت زیادہ خوش ہوں۔شام کی فلائیٹ سے پہنچی ہوں۔اتنی بڑی خوشی کی خبر ملتے ہی سفر کی ساری تھکاوٹ جاتی رہی ہے۔اُف اللہ آپ کتنی پیاری ہیں۔میں تو سمجھتی تھی۔ممی اپنی نرم فطرت کے پیشِ نظر آپکی اتنی تعریفیں کرتی ہیں۔مگر اب تو مان گئے بھئی ممی کی پسند واقعی لاجواب ہے۔مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آرہا میرا بھائی پہلی گیند پہ ہی بولڈ آؤٹ ہوگیا ہے۔"

"ضُحہ اپنے جذبات پہ بندھ باندھوں ایک دم سے اتنا بول کر ضیشمہ کو پریشان کر رہی ہو۔"

دانیہ نے مسکراتے ہوئے ضحہ کو ٹوکا اور آگے بڑھ کر ضیشمہ کے چہرے کو نرمی سے دونوں ہاتھوں میں بھر کر پیار سے دیکھتے ہوئے بولیں۔۔۔

"فیملی کا حصہ بننے پر تہہ دل سے خوش آمدید۔۔جیسے ہمارا بھائی ہم سب بہنوں اور ممی کی آنکھوں کا تارا ہے۔اُسی طرح آج سے تم بھی ہمیں دل وجان سے عزیز ہو۔"

ضیشمہ صرف مسکرا ہی سکی۔اسکے علاوہ کوئی جواب اُسکے پاس تھا بھی نہیں۔

اس دوران ضحہ دروازے کے پاس پڑے دو بڑے بڑے بیگز جو وہ اپنے ساتھ لائیں تھیں۔فرش سے اُٹھا کر بیڈ پہ رکھ دیئے۔

"خواتین باتیں تو اب کبھی ختم نہیں ہونی ہیں۔ابھی تو زونی آپی اور صحہ نے بھابھی سے بات کرنی ہے۔پر سب سے پہلے ان پہ ممی کا حق ہے۔جو نیچے بڑی بے چینی سے آپ کی منتظر ہیں۔یہ سب اُنہوں نے بہت پہلے سے خرید کر رکھا ہوا تھا۔اگر آپ بُرا نہ منائیں تو یہ لباس پہن لیں۔تاکہ پھر میں آپکو ممی سے ملوانے نیچے لے جاؤ۔پلیز انکار مت کیجئے گا۔کیونکہ آپکی دوسری دونوں نندیں بڑی بے چینی سے ویڈیو کال کے انتظار میں ہیں۔اب آپ اُنکو سلیپنگ سوٹ میں تو ملنا نہیں چاہیں گی۔اسکے لیے یہ لباس آئیڈیل ہے۔"

ضحہ بولنے کے ساتھ ساتھ دونوں بیگز خالی کر چکی تھی۔فیروزی رنگ کی کام والی گاؤن جس پہ شاکنگ پنک ریشم کا کام بھی کیا ہوا تھا۔فیروزی جوتے۔۔چوڑیاں۔۔مہندی۔۔میک اپ کی پوری کٹ۔۔ہر ہر آئٹم موجود تھی۔

ضیشمہ کی نظر جوتے کے سائز پہ پڑی بے اختیار منہ سے سوال نکلا۔۔۔

"آنٹی نے یہ شاپنگ بہت پہلے کی تھی۔ پر اُنکو میرا سائز کیسے معلوم ہوا؟۔۔۔"

دانیہ ہلکے سے ہنسیں۔۔۔

"ممی کے پاس اپنے سورسز ہیں۔ خواتین کی کونسل جو ایسی معلومات اکٹھی کرنے میں ماہر ہوتی ہے۔"

"تو کیا آنٹی کو یقین تھا۔ یہ رشتہ ہو کر رہے گا؟۔۔"

"کم از کم میں تو اس بات کی گواہ ہوں۔ پہلے دن سے ممی کے یقین میں رتی بھر فرق نہیں آیا۔ جس دن اُنہوں نے ہم بہنوں کے آگے تمہارا ذکر کیا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا۔ اُنکا بس نہیں چل رہا ورنہ اُسی پل اپنے بیٹے کی بارات لیکر تمہارے گھر پہنچ جاتیں۔۔"

ضیشمہ کو بے اختیار تہمینہ آنٹی پہ پیار آیا۔ ایسے پُرخلوص لوگ بہت کم ملتے ہیں۔

"ضیشمہ تمہیں تکلیف تو یقیناً ہوگی۔ پر پلیز ممی کی خوشی کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

دانیہ کے کہنے پہ وہ نہ نہیں کرسکی۔ ہینگر تھام کر واش روم میں بند ہوگئی۔

صبا خاموشی سے دونوں بہنوں کو دیکھے جا رہی تھی۔

" صبا بیٹا اتنے غور سے کیا دیکھ رہی ہو؟۔۔"

ضحہ کے سوال پہ صبا بغیر ہچکچائے بولی۔۔۔

" آپ دونوں اور آپکی ممی تو بہت حسین ہیں۔ پھر انکل کیوں اتنے گندے ہیں۔"

پہلے تو دونوں بہنیں منہ کھولے حیرت سے صبا کو دیکھے گئیں۔ پھر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئیں۔

☆......☆......☆

دانیہ اور صنم کی ہمراہی میں جب اُس نے ڈرائینگ روم میں قدم رکھا ایک پل کو تمام آوازیں مرگئیں۔۔۔

خازن ایاز نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کا استقبال کیا تھا۔۔ یہ الگ بات ضیشمہ نے نظر اُٹھا کر اسکو دیکھنا تک نہ گوارا کیا۔

ہلکے فیروزی رنگ کے جوڑے میں اُس کی سفیدی مائل گندمی رنگت کھلی ہوئی تھی۔۔

"ماشاء اللہ۔۔۔اللہ پاک ہر بلا سے محفوظ رکھیں۔۔اللہ میری بیٹی کا نصیب روشن کریں۔۔۔سدا خوشیوں میں کھیلو۔۔۔"

تہمینہ بیگم نے اُسکی پیشانی پہ پیار کرتے ہوئے دعاؤں کی بارش کر دی۔۔۔ساتھ ہی اپنے پرس سے ہرے نیلے نوٹ برآمد کر کے اپنے بیٹے اور ضیشمہ کے سر سے وار کر کام والی کو دیئے۔۔

"آؤ میری جان ادھر میرے پاس بیٹھو۔۔۔"

تہمینہ آنٹی کے کہنے پر ضیشمہ ٹو سیٹر صوفے پہ اُنکے برابر بیٹھ گئی۔۔۔

دانیہ اور فری بھابھی کی شرارتی معنی خیز نظریں خازن پہ تھیں۔۔۔

جو شائد وہاں موجود ہوتے ہوئے بھی موجود نہیں تھا۔۔۔

ضیشمہ کب کی بیٹھ چکی تھی اور وہ ابھی تک ویسے ہی کھڑا نرم نظروں سے اپنی ماں اور اُنکے برابر بیٹھی اُس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔جو آج ہی اُسکی زندگی میں آئی تھی۔۔۔اور دل چاہ رہا تھا اب کبھی بھی یہ نظروں سے دور نہ ہو۔۔۔

دانیہ نے گلا صاف کرتے ہوئے اُسکی توجہ حاصل کی۔۔۔

"بھائی۔۔۔۔!!۔۔۔۔"

چونکا ضرور مگر شرمندہ بالکل نہیں تھا۔۔۔دلکشی سے مسکراتے ہوئے کچھ بڑبڑایا اور واپس اپنی جگہ پہ ٹک گیا۔

کمرے میں قہقہے گونجے تھے۔۔۔

باقی کی ساری محفل میں اُس نے بڑی مشکل سے اپنی نگاہوں کو قابو رکھا تھا۔۔۔جو اُس صبیح چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔۔۔

"میں تو انگوٹھی بھی لائی تھی مگر اب جبکہ میرا بیٹا اپنے ہاتھوں سے یہ رسم کر چکا ہے تو میں اپنی بیٹی کو کنگن پہنا لیتی ہوں۔۔۔"

اُنہوں نے ایک باکس سے سونے کے نفیس سے دو کنگن نکالے اور ضیشمہ کی دونوں کلائیوں میں ایک ایک پہنا دیا۔۔۔

مبارک باد دی گئی مٹھائی کھلائی گئی۔۔۔خوشیوں نے گھر میں زندگی کی گرمی دوڑا دی۔۔۔

صنم نے ڈھیروں ڈھیر تصویریں قید کیں۔۔۔

وہ لوگ تین دو بجے کے بعد واپسی کے لیے نکلے۔۔۔

"یار اتنی لیٹ جانا اچھا نہیں لگتا۔۔۔ویسے بھی گھر جا کر سونا ہی ہے۔۔اور ادھر کونسا بستر نہیں ہیں۔۔ادھر ہی آرام کرو کل ناشتہ وغیرہ کر کے نکل جانا۔۔۔"

"فکر نہ کریں دس پندرہ منٹ کا راہ ہے۔۔۔ویسے بھی سڑکیں سُنسان پڑی ہونی ہیں۔۔دس منٹ سے پہلے ہی پہنچ جائینگے۔۔۔"

"یار تم اکیلے جاتے تو مجھے فکر نہ ہوتی۔۔۔پر اب ساتھ میں امی اور بہنیں بھی ہیں۔۔۔انہیں چھوڑ جاؤ۔۔۔"

"یاسر بھائی آپ مجھے حد سے زیادہ متاثر کر رہیں۔۔اور اب میں اتنا بھی گیا گُزرا نہیں ہوں کہ اماں اور بہنوں کو باحفاظت منزل تک نہ پہنچا سکوں۔۔۔مگر آپکی بات میں بھی دم ہے۔۔۔تو فیصلہ خواتین پہ ہی چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔اگر یہ لوگ رُکنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔"

"یاسر بھائی بچے سو رہے تھے۔۔۔ملازمہ کو انکے پاس چھوڑ کر آئی ہوں۔۔۔ورنہ میں ضرور رُکتی۔۔۔"

دانیہ نے کہا تو ابو نے مداخلت کی۔۔۔

"اگر یہ بات ہے تو بیٹے نکلو۔۔۔۔مزید دیر مت کرو۔۔۔۔"

خازن نے بھابھی کے سامنے سر جُھکایا۔۔۔

"اجازت؟۔۔۔"

اُسکی اس ادا پہ بھابھی کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی۔۔۔

"اللہ تمہیں ہمیشہ اپنی امان میں رکھیں۔۔۔"

جانے سے پہلے تہمینہ آنٹی سمیت دانیہ اور صنم نے بھی اُسکو گلے لگا کر پیار کیا۔۔۔

وہ اور صبا ہی ڈرائینگ روم میں موجود رہے ابو یاسر بھائی اور دانیال کے ساتھ بھابھی بھی سب کو گیٹ تک چھوڑ کر آئے۔۔۔

ضیشمہ کے کانوں سے یاسر بھائی کی آواز ٹکرائی۔۔۔

"خازن گھر پہنچتے ہی کال کر دینا۔۔۔میں انتظار کرو گا۔۔"

"آپ نے ایک دفعہ اور مجھے اتنی پیار بھری تاکید کی یاسر بھائی تو میں نے یہاں سے جانے سے انکار کر دینا ہے۔"

"میں تو پہلے ہی تمہیں رکنے کی آفر کر چکا ہوں۔۔۔"

"ایسی بات ہے تو میں کل تک اپنی والدہ کے ذریعے یہاں پہ رُکنے کا لائسنس اپلائی کرونگا۔۔۔میری درخواست التوا میں مت ڈالیے گا۔۔۔"

جواب میں یاسر بھائی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔۔۔

"بڑے طریقے سے اپنے مطالبے منوا رہے ہو۔۔۔"

دوسری جانب سے خازن نے قہقہہ مارا تھا۔۔

"میں ایک بزنس مین ہوں۔۔۔جانتا ہوں اپنا کام کیسے نکلوانا ہوتا ہے۔۔"

"چلو سوچتے ہیں تمہارے مطالبے پہ۔۔۔"

"بڑی نوازش۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔"

اسکے ساتھ ہی گاڑی کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔۔۔

گیٹ کھلا۔۔۔اور دو گاڑیاں آگے پیچھے نکل گئیں۔۔۔

ضیشمہ اپنی ہتھیلی پر موجود لکیروں کو کھوج رہی تھی۔۔۔

اندر آتے ہی بھابھی نے نوکرانی اور دانیال کو اپنے ساتھ لگایا اور برتن وغیرہ سمیٹنے لگیں۔۔۔

ابو تھکے ہوئے تھے۔۔۔اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔صبا کو بھی نیند آ رہی تھی۔۔۔وہ بھی دادا کے ہمراہ ہی وہاں سے اُٹھ گئی۔۔۔

یاسر بھائی آ کر اُسکے پاس بیٹھے اور بڑے آرام سے ایک بازو اُسکے گرد ڈال کر اُسکا سر اپنے کندھے پہ ٹکا لیا۔

"اتنی چُپ کیوں بیٹھی ہو۔۔۔"

"تو کیا بھنگڑے ڈالوں۔۔۔"

"خازن جیسے انسان سے منگنی ہونے کی خوشی میں ایک آدھ مسکراہٹ تو بنتی ہی ہے۔"

"آپ کو وہ بہت پسند آیا ہے۔۔۔"

"ہاں۔۔۔سیلف میڈ بندہ ہے۔۔۔اخلاق و کردار کا بھی اچھا ہے۔۔"

"ایک ہی دن میں اُسکے اخلاق و کردار کو کیسے جان لیا۔۔۔"

"شوبز کا بندہ ہے۔۔۔اسکا کردار اگر رنگین ہوتا تو ہر دوسرے میگزین میں سُرخیاں آتیں۔۔"

"ہوسکتا ہے پیسہ دیکر اپنی بُرائیاں چُھپاتا ہو۔"

"جس دن تہمینہ آنٹی پہلے دن ہمارے گھر آئی تھیں۔۔اُس دن سے میں نے انٹرنیٹ چھان مارا ہے۔۔۔ بہت سی تصوریں ہیں۔۔۔لڑکیوں کے ساتھ بھی ہیں۔۔مگر کہیں کوئی سیریس افیر وغیرہ نظر نہیں آیا صرف ایک سابقہ گرل فرینڈ رہی ہے اسکی جو چار پانچ سال بعد علیحدہ ہوگئی تھی۔۔۔"

"یاسر بھائی۔۔۔گرل فرینڈز رکھنے والے آدمی کے بارے میں آپ کہہ رہے ہیں کہ کردار کا اچھا ہے۔۔۔"

"اگر تیس بتیس سال کے مرد کا نام کسی بھی عورت کے ساتھ نہیں آرہا تو حیرت کی بات ہوگی۔۔۔انسان فرشتہ نہیں ہوتا ہے۔۔۔مرد تو خاص کر بے صبرہ ہوتا ہے۔۔۔مگر اسکے بارے میں یہی سُننے کا ملا ہے۔۔اس نے بڑا مشکل وقت دیکھا ہے۔۔۔جسکی وجہ سے اب اسکا ایک ہی جنون ہے۔۔۔دن رات کاروبار کو بڑھانے میں لگا ہوا ہے۔۔۔پروڈکشن ہاؤس کے علاوہ بھی کئی جگہ سر گھسائے ہوئے بیٹھا ہے۔۔۔جس کی وجہ سے اسکے پاس عیاشی کرنے کا بھی وقت نہیں بچتا۔۔۔"

"لگتا ہے آپ پوری ریسرچ کر کے بیٹھے ہیں۔۔"

"میرا فرض تھا۔۔۔"

"باقی سب تو چلیں ٹھیک ہے مگر اتنی جلدی کیوں؟۔۔۔کیا آپکو عجیب نہیں لگا؟۔۔۔پہلے تہمینہ آنٹی کو جلدی تھی آج بیٹا آیا ہے تو وہ اُن سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔"

یاسر بھائی ہلکے سے ہنسے۔۔۔۔

"خازن کا رویہ ثابت کرتا ہے کہ وہ تہمینہ آنٹی کا ہی بیٹا ہے۔۔۔نہ صرف عادت اطوار ماں پہ گئی ہے۔۔۔پسند

بھی اُن جیسی ہی نکلی۔۔۔ورنہ بہت کم بچے سمجھدار عمر میں جا کر ان معاملات میں ماں باپ کے ہم خیال ثابت ہوتے ہیں۔۔۔اور میں نہیں سمجھتا کہ خازن نے سعادت مندی میں ماں کی پسند پہ ہاں کہی ہے۔۔۔میرا پورا یقین ہے اُس نے تمہیں دیکھ کر پسند کرنے کے بعد اپنی پسند کے بل پہ ماں کو ہاں کی ہے۔۔۔منگنی کی انگوٹھی ماں کو بتانے سے پہلے ہی پہنا دی۔۔۔اس سے ثابت ہو گیا نا کہ بندہ دل ہار گیا ہے۔۔۔"

باتوں کے دوران یاسر بھائی کی نظر مسلسل اپنے فون کی بجھی سکرین پہ ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

جسے نوٹ کر کے ضیشمہ نے اپنا سر اُنکے کندھے سے ہٹایا۔۔۔اُنکا ہاتھ تھام کر بوسہ دیا۔۔۔

"آپکو فون کی طرف اتنی توجہ سے دیکھتے ہوئے پا کر مجھے انتہا درجے کی جیلسی ہو رہی ہے۔۔۔میں اوپر جا رہی ہوں۔۔۔کل ملاقات ہو گی۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔"

"اگر خازن کا میسج آئے تو مجھے بتا دینا گھر پہنچا کہ نہیں۔۔۔"

یاسر بھائی کی بات پہ اُسکے قدم تھمے وہ مڑی۔۔۔ماتھے پہ تیوری لیے شکی نظروں سے بھائی کو دیکھا۔۔۔

"تو اسکو میرا نمبر دینے والے بھی آپ ہی ہیں۔۔۔"

"جب تمہارا ہاتھ اُسکے ہاتھ میں دے دیا ہے تو فون نمبر دینے پہ اعتراض کیوں اُٹھاتا۔۔۔وہ کونسا کوئی لا اُبالی لڑکا ہے۔۔۔جو دل لگی کرے گا۔۔۔اگلے مہینے تم دونوں کا نکاح ہے۔۔۔"

"اور بھی کوئی دھماکہ بچا ہے تو میری سماعت پہ گرا دیں۔۔۔کل کہیں آپ سب کو موقع ہی نہ ملے۔۔۔"

"اچھا جاؤ آرام کرو۔۔۔نکاح والی بات میں ابھی بتانا نہیں چاہ رہا تھا۔۔مگر منہ سے نکل گئی۔۔۔"

"بہت بہت شُکریہ۔۔۔"

وہ طنزیہ کہتی آگے بڑھ گئی تبھی یاسر بھائی کے موبائل پہ میسج آیا جسے اُنہوں نے با آوازِ بلند پڑھا۔۔۔

"برادرِ عزیز پرسکون ہو کر سو جائیں۔۔۔شب بخیر۔۔۔"

وہ رُکے بغیر اپنے کمرے میں آ گئی۔۔۔

دروازہ لاک کر کے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔جہاں سے نظر سیدھی ڈریسنگ میز کے آئینے میں اُبھرتے اپنے عکس پر پڑ رہی تھی۔۔۔

سینے سے گہری سانس خارج کرتے ہوئے اُس نے دوپٹے کی پنیں کھول کر آنچل ایک طرف رکھا۔۔

باری باری دونوں کلائیوں سے کنگن اُتار کر وہیں اپنے سامنے بیڈ پہ رکھے

دماغ میں یاسر بھائی کا رویہ گھوم رہا تھا۔۔۔

"یہ تو جیسے تیار بیٹھے تھے کوئی انکے گھر رشتہ بھیجے اور یہ فوراً سے بہن کو چلتا کریں۔۔۔۔"

کنگن اُتار لینے کے بعد نظر بائیں ہاتھ کی چوتھی انگلی پہ جمی انگوٹھی پہ جم گئیں۔۔۔۔

دوسرے ہاتھ سے انگوٹھی کو تھام کر بے خیالی سے گھما رہی تھی۔۔۔

اپنے موبائل کی تلاش میں اُس نے بیڈ کے سرہانے اُٹھا کر ادھر ادھر پھینکے پھر سائیڈ کا دراز کھول کر دیکھا

موبائل ہاتھ میں لیکر واپس بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔

ان باکس کھول کر آخری بار جس نمبر سے میسج آیا تھا۔۔۔اُسکو کھول کر ٹائپ کرنے لگی۔۔۔۔

"میرے بھائی کو شیشے میں کیسے اُتارا؟۔۔۔۔کیا کیا گُر استعمال کئے ہیں؟۔۔۔ایک مہینے بعد شادی کی بات

کس نے کی تھی؟۔۔۔منگنی تمہاری مرضی سے آج کے دن ہوگئی اب شادی تک ہوگی جب میں کہوں گی۔۔۔"

پورا پیراگراف لکھنے کے بعد فوراً سے بھیج بھی دیا کہیں دو پل رُکی تو ذہن بدل لے گی۔۔۔

فون وہیں بیڈ پہ پھینک کر کپڑے بدلنے چلی گئی۔۔۔۔

☆......☆......☆

وہ اپنے کنگ سائز بیڈ کے کی نرمی میں آڑھا ترچھا لیٹا ہوا تھا۔۔۔گھر پہنچتے ہی وہ سیدھا اپنے کمرے میں آگیا

تھا۔۔۔۔

نہ لباس بدلا یہاں تک کہ جوتے بھی ابھی تک پہنے ہوئے تھے۔۔۔

آنکھیں موندھ کر سرہانے کو چہرے پہ رکھا ہوا تھا۔۔۔

آنے والے پیغام کی گھنٹی سُن لینے کے باوجود وہ ایک دم سے متوجہ نہیں ہوا۔۔۔

انٹرکام کی بیل پہ اُٹھا۔۔۔ریسور اُٹھایا۔۔۔

"جی۔۔۔؟۔۔۔"

دوسری طرف دانیہ تھی۔۔

"تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟۔۔۔"

"نہیں۔۔۔۔آپ بھی آرام کریں۔۔۔"

"دودھ کا گلاس بھجوادوں؟۔۔"

"نہ بالکل بھی نہیں۔۔۔"

"تم خوش ہو؟۔۔۔"

"یہ بھی بھلا پوچھنے والی بات ہے؟۔۔"

"ہے تو نہیں۔۔۔۔جس طرح سے تم ضیشمہ کو دیکھ کر سب کی موجودگی کو فراموش کر گئے تھے۔۔۔تمہاری اس بے اختیاری نے تمہارے دل کی حالت ظاہر کردی تھی۔۔۔"

خازن میں نے اپنی گردن پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے دل ہی دل میں خود ہو کو سا۔۔

جبکہ دانیہ کہہ رہی تھی۔۔۔

"مگر واپسی پہ سارا راستہ تمہارے چہرے پہ اس قدر گہری سنجیدگی تھی۔۔۔مجھے تو فکر سی لگ گئی ہے۔۔۔کیا واقعی خوش ہو؟۔۔۔"

"مجھ سے ایک وعدہ کریں۔۔۔"

"کیسا وعدہ؟۔۔۔"

"ایک مہینے کے اندر اندر شادی ہو جائے۔۔۔"

تم جلد باز نہیں ہو رہے۔۔۔۔

"کیا کوئی مسئلہ ہے؟۔۔"

"مسئلہ تو کوئی نہیں ہے۔۔میں نے فری بھابھی سے بات کی تھی اُنکا کہنا تھا تیاری تو ہو ہی جائے گی پر شائد ضیشمہ کو تھوڑا اور وقت چاہیے ہو۔۔"

"دانیہ۔۔۔ایک مہینے سے اوپر ایک دن بھی نہیں۔۔۔"

دانیہ خاموش ہوگئی۔۔۔۔

"مجھے بالکل بھی بھوک محسوس نہیں ہو رہی اب آرام کریں۔۔۔میں بھی سونے لگا ہوں۔۔۔شب بخیر۔۔۔"

ریسیور رکھ کر کپڑے بدلنے کی نیت سے اُٹھ گیا۔۔۔

جیکٹ کی جیب سے فون اور والٹ نکال کر دراز میں ڈالتے ہوئے اُسکو میسیج کا یاد آیا۔۔۔

یونہی کھڑے کھڑے فون کا لاک کھول کر نوٹیفیکیشن دیکھے سب سے اوپر نظر آنے والے نمبر کو دیکھتے ہی حیرت سے ماتھے پہ ہلکی سی تیوری آئی۔۔۔

"ان باکس کھول کر میسیج پڑھا۔۔۔

چہرے پہ پھیلی سنجیدگی میں رتی بھر فرق نہ پڑا۔۔۔

جبکہ انگلیاں ٹائپ کرنے میں مصروف ہو چُکی تھیں۔۔۔

"پہلے مجھے مبارک باد دو۔۔۔باقی باتیں بعد کی ہیں۔۔"

فون بیڈ سائیڈ پہ ڈال کر خود فریش ہونے چلا گیا۔۔۔

جب دس منٹ بعد واپس بیڈ پہ آیا۔۔۔

دوسری جانب سے جواب آچکا تھا۔۔۔

"میں نے جو سوال پوچھے ہیں انکے جواب دو۔۔۔مبارکباد دینے یا لینے والا ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔۔"

"مبارکباد دینے والا تعلق کیا ہوتا ہے؟۔۔۔"

"مجھے نہیں پتہ۔۔۔۔یاسر بھائی کو امپریس کیسے کیا ہے۔۔۔کیونکہ بظاہر تو تم میں کوئی ایسی خوبی نہیں ہے"

"یاسر بھائی کو میں پسند آیا ہوں تو تم جیلس ہو رہی ہو؟۔۔عام طور پہ تو لڑکیاں خوش ہوتی ہیں۔۔"

"ہاں اُس صورت میں خوش ہوتی ہیں جب منگیتر اُنکی پسند کا ہو۔۔۔"

"افسوس کہ تمہاری قسمت میں ایسی خوشی نہیں ہے ضیشمہ۔۔۔تمہیں تو اب اسی ناپسندیدہ شخص کے ساتھ ہی گزارا کرنا پڑے گا"

"یعنی تم میرے حال پہ رحم نہیں کھاؤ گے؟۔۔۔"

"میں پاگل نہیں ہوں۔۔"

"کیا اتنی جلدی شادی کی بات کے پیچھے بھی تمہاری ہی چلی ہے؟۔۔"

"اگر میری مرضی چلتی تو آج کی تاریخ میں تمہاری اور میری منگنی نہ ہوتی بلکہ اس وقت تم میری بیوی کی حیثیت سے میرے گھر پہ موجود ہوتیں۔۔۔"

"اب جبکہ میری نہیں چلی تو تمہاری کیسے چلے گی؟۔۔"

"اگر میں انکار کر دوں تو؟۔۔۔"

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔کیونکہ شادی پھر بھی تم ہی سے ہونی ہے۔۔۔"

"میرے انکار کے بعد کیسے ہوگی۔۔"

"تم نے انکار کرنا ہوتا تو پہلے ہی کر دیتی کس نے تمہاری کنپٹی پہ بندوق رکھی تھی۔۔۔؟۔۔۔"

دوسری جانب سے فوری کوئی جواب نہیں آیا۔۔۔

اُسے اونگ آنے لگی تھی جب دوبارہ ٹون بجی۔۔۔

نیم وا آنکھوں کے سامنے موبائل کی روشن سکرین کی۔۔۔

"خازن ایاز سچ سچ ایک سوال کا جواب دے دو۔۔۔"

اُس نے جلدی سے لکھ بھیجا۔۔۔

"پوچھو۔۔۔"

چند سیکنڈ کے بعد جواب آیا۔۔۔

"میں ہی کیوں؟۔۔۔"

اُس نے جواب دیا۔۔۔

"تم کیوں نہیں؟۔۔۔"

"پہلے سے ایک شخص سے میری شناسائی رہ چکی ہے۔۔۔کیا کرو گے ایسی عورت کا جس کے دل و دماغ پہ کسی اور کا قبضہ ہو؟۔۔۔"

خازن کی نیند بھاگ گئی۔۔۔اُٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔اور لگا لکھنے۔۔۔

"ایک شخص سے نکاح رہ چکا ہے ضیشمہ شناسائی نہیں۔۔۔کم از کم اُس لیول کی نہیں جس انتہا پہ تمہارا اور میرا تعلق جانا ہے۔۔۔اور مجھے اپنی صلاحیت پہ اتنا تو یقین ہے کہ میں تمہارے دماغ کو صاف کر کے صرف اپنے بارے میں سوچنے پہ مجبور کر دوں گا۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا اُنکے ساتھ گر ہے رقیب

پھول کے ساتھ خار ہوتا ہے

اس دفعہ دوسری جانب سے جواب نہیں آیا۔۔۔دس منٹ پندرہ منٹ۔۔۔اسکے بعد خازن نے لکھ بھیجا۔

"عورت اتنامت سوچو۔۔بات اتنی سی ہے کہ۔۔جس طرح تم ایک مردہ شخص کی محبت کا دم بھر رہی ہو۔۔۔میں سوچنے پہ مجبور ہو گیا تھا۔۔۔زندوں کی کتنی پرواہ کرو گی۔۔۔اور جس طرح سے اپنی سبزیوں کا خیال کر رہی ہو۔۔۔اگر ماں بنو گی تو اپنے بچوں کا کتنا خیال کرو گی۔۔۔۔اگر میرے اس جواب سے بھی تسلی نہیں ملتی تو۔۔۔۔۔بتا دینا۔۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔۔"

اُس نے آخری کیل ٹھونکا۔۔اُس کے بعد فون چارجر پہ لگا کر لائٹ بند کی اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

جلد ہی کمرے میں اُسکی متوازی سانس کی سرسراہٹ سُنائی دینے لگی۔۔

اگلے دن آفس سے آتے ہی وہ یاسر بھائی کے سر ہو گئی

"یاسر بھائی میں یہ کیا سُن رہی ہوں؟۔۔آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔وہ آدمی پہلے دن ہمارے گھر آیا۔۔جو جو فرمائشیں اس نے کی آپ نے بسم اللہ کر کے تمام احکام کی بجا آوری کر دی۔۔۔پر میں بتا رہی ہوں۔۔۔یہ جو ہتھیلی پہ سرسوں جمائی جا رہی ہے نا میں ہر گز بھی اسکا حصہ نہیں بننے والی۔۔"

یاسر بھائی اپنے بیڈ پہ بیٹھے آفس کی کسی فائل پہ جھکے ہوئے تھے۔۔جب وہ آندھی طوفان کی طرح کمرے میں وارد ہوئی اور نان سٹاپ بولتی چلی گئی۔۔

یاسر بھائی حیران پریشان تاثرات کے ساتھ اسکی شکل دیکھتے رہ گئے۔۔

"ضیشمہ ایسا کیا ہوا ہے جو تم خلافِ فطرت ایک ہی سانس میں پورا مضمون سُنائے جا رہی ہو۔۔یہ الگ بات

ہے تمہاری تقریر میرے سر کے اوپر سے گُزر گئی ہے۔۔اب ذرا مہربانی کر کے سلیس اردو میں بھی بتادو کہ آخر ہوا کیا ہے۔۔؟"

" بھائی میں مذاق کے موڈ میں ہر گز بھی نہیں ہوں۔۔۔"

" بچے میں کونسا آپکو لطیفے سُنا رہا ہوں۔۔ادھر تشریف رکھو۔۔"

انہوں نے ضیلشمہ کو اپنے برابر بیڈ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

" میں بیٹھنے نہیں آئی ہوں۔۔۔آپ بس مجھے یہ بتائیں آپ نے اس آدمی کی فیملی کے نئے مطالبے پہ ہاں کیوں کی ہے؟۔۔۔"

"کس آدمی کی بات کر رہی ہو؟۔۔۔"

" آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں کس آدمی کی بات کر رہی ہوں۔۔۔"

" خازن؟۔۔۔"

"شُکر ہے آپ نے مجھے اسکا نام لینے پہ مجبور نہیں کیا ہے۔۔"

" اُس بچارے کی شامت کیوں بلا رہی ہو۔۔۔"

" اسکی ماں اور بہن کے مطابق صاحب ذادے کو شادی کی بہت جلدی ہے۔۔۔"

" ہاں تو ہونی بھی چاہیے کیا بڑھاپے میں شادی کرے؟۔۔۔"

" جہاں اتنے سال چھڑا چھانٹ گھومتا رہا ہے دو چار ماہ اور نہیں گھوم سکتا تھا۔۔اور آپ لوگوں کے تو میں صدقے ہی جاؤں کل رات آناً فاناً منگنی ہوئی ہے۔۔اور ابھی اگلا دن ڈوبا بھی نہیں اور نیا بم پھوڑ دیا۔۔۔"

" بھئی اب تمہاری ہونے والی سُسرال شادی کی ڈیٹ چاہتی ہے تو ہم کیا کہہ سکتے تھے۔۔۔خازن کا کہنا ہے اسکو ملک سے باہر جانا ہے۔۔اور جانے سے پہلے وہ شادی کرنا چاہتا ہے تاکہ تمہیں بھی اپنے ساتھ لے جاسکے۔"

" یاسر بھائی شادی رات کے رات ہو سکتی ہے۔۔دوسرے ممالک کے ویزے پلیٹ میں رکھ کر عین وقت پہ نہیں ملتے ہیں۔۔۔میری نئی نئی نوکری ہے۔۔میں چھٹی نہیں لے سکتی اور نہ ہی میں نوکری چھوڑنا چاہتی ہوں۔۔۔اسلیے آپ اپنے اس خازن کو کہہ دیں۔۔شادی کم از کم دو ماہ بعد ہوگی اس سے پہلے نہیں اور اگر اس سے پہلے کرنی

ہے تو باخوشی کوئی اور لڑکی ڈھونڈ لے۔۔۔"

"ضیشی دو ماہ بعد بھی ہو ہونی تو شادی ہی ہے۔۔۔ پھر بچارے کو اتنا کیوں لٹکانا۔"

" آپ میرے بھائی ہیں یا اُس آدمی کے؟۔۔۔"

"تمہارا ہی بھائی ہوں۔۔۔ جب رشتہ اچھا ہے۔۔۔ معقول آدمی ہے۔۔۔ پھر بلاوجہ کے بہانے کیوں ڈھونڈنا۔"

" سیدھی طرح کیوں نہیں کہتے ہیں۔۔۔ بہن کی روٹی بھاری پڑ گئی ہے۔۔۔۔ جلد از جلد جان چھڑوانا چاہتے ہیں۔۔۔ ٹھیک ہے شادی کر دیں۔۔۔ پھر میں بھی ضیشمہ نہیں جو کبھی آپ کے گھر کی دہلیز پار کر گئی۔۔۔"

بھائی کو دھمکی دیکر جیسے جلدی جلدی آئی تھی ویسے ہی کمرے سے نکل گئی۔۔۔

یاسر بھائی نے سر ہاتھوں میں تھام کر گہری سانس خارج کی۔۔۔ ایک طرف وہ خازن کو منانے میں ناکام ہو رہے تھے۔۔۔ اور دوسری طرف ضیشمہ کا غصہ۔۔۔

انہوں نے بیڈ پہ رکھا اپنا موبائل اُٹھا کر خازن کا نمبر ملایا۔۔۔

تیسری بیل پہ دوسری جانب سے جواب موصول ہو گیا۔

" السلام علیکم یاسر بھائی کیسے مزاج ہیں؟۔۔"

" وعلیکم السلام۔۔۔ مزاج کی نہ پوچھو بھائی ابھی میری بہن مجھے تگڑی سی تڑی لگا کر گئی ہے۔۔۔ تڑی سمجھتے ہو۔۔؟۔۔۔ دھمکی۔۔۔ دے کر گئی ہے کہ اگر تمہارے گھر والوں کے مطالبے پہ عمل کرتے ہوئے تم دونوں کی شادی میں نے ایک ماہ کے اندر اندر کر دی تو ضیشمہ عمر بھر میرے گھر میں پاؤں نہیں رکھے گی۔۔۔"

" یاسر بھائی میری ایک سے ذائد بہنیں ہیں۔۔۔ اسلیے آپکو بتا رہا ہوں۔۔۔ ایسی دھمکیاں بس دھمکیاں ہی ہوتی ہیں۔۔۔ آپ نے وہ تو سنا ہی ہوگا۔۔ جو گرجتے ہیں۔۔ وہ برستے نہیں۔۔۔"

" او بھائی اگر برس گئے تو پھر۔۔۔؟۔۔۔"

" پھر کیا؟۔۔۔ میں ہوں نا ہر ہفتے اسکو آپکی طرف لے آیا کرونگا۔"

" یعنی تم نے اپنے موقف سے نہیں ہٹنا۔۔؟۔۔"

"میں نے اپنا پورا پروگرام لکھ لیا ہے۔۔اسلیے معذرت سے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔۔موقف سے ہٹنا ممکن نہیں ہے۔۔"

"ٹھیک ہے بھائی تو اپنے پروگرام فائینل کرا اور ادھر اگر لڑکی شادی سے ہی انکار کرتی ہے تو مجھے نہ کہنا۔۔"

"ایسی بات ہے تو میں خود اس سے مل کر معاملہ سلجھانا چاہوں گا۔۔۔"

"جی ضرور کیوں نہیں۔۔۔ہمارے گھر کا پتہ تو تمہیں یاد ہی ہونا ہے۔۔آنا کسی وقت ملاقات ہو گی۔۔"

"آپ اصل والی دعوت دے رہے ہیں یا طنزیہ کہہ رہے ہیں؟۔۔"

اس وقت تو جھنجھلایا ہوا ہوں۔۔میری ایک ہی بہن ہے خازن۔۔اس کو ناخوش نہیں دیکھ سکتا ہوں۔۔۔"

"یاسر بھائی آپ ایک نرم دل انسان ہیں۔۔بہن ایک ہے اگر ایک سے زیادہ بھی ہوتیں آپ کا رویہ تب بھی ایسا ہی ہونا تھا۔۔۔"

"تم مکھن بڑا لگاتے ہو۔۔۔"

"ہاں جی سچائی کا زمانہ نہیں ہے۔۔۔پہلے آپکی بہن اب آپ۔۔ستالیں جتنا ستانا ہے۔۔ایک دن میرا بھی آئے گا۔۔سارے بدلے لینے والا ہوں۔۔"

"ٹھیک ہے میں اپنی بہن کا ساتھ دیتا ہوں۔۔۔"

دوسری طرف سے خازن کا قہقہہ گونجا۔۔۔

"یاسر بھائی فائنل ورڈک دینے سے پہلے مجھے دو چار دن دیں۔۔اگر جیت نہ ہوئی تو آپ کو فون کر کے بتا دوں گا۔۔پھر جو بھی آپ کہیں وہی ہو گا۔۔۔"

"چلو یار پڑھ دیکھو اپنے منتر۔۔۔۔پر میری بہن پہ جادو ٹونے تھوڑا کم ہی اثر کرتے ہیں۔۔"

"چلیں لگ جائے گا پتا۔۔ہم نے بھی بال دھوپ میں سفید نہیں کئے ہوئے ہیں۔۔"

اب کی بار ہنسنے کی باری یاسر بھائی کی تھی۔۔۔

"تمہارے سفید بال آنے میں ابھی کافی وقت ہے۔۔۔"

"اللہ آپ کی زبان مبارک کرے۔۔۔ورنہ جس چکر میں کود پڑا ہوں۔۔۔بڑھاپا قریب نظر آرہا ہے۔۔۔"

یاسر بھائی ہنستے چلے گئے۔۔۔

"اگر اسکو علم ہو جائے تم اس طرح اسکے بارے میں چٹکلے چھوڑ رہے ہو۔۔ہاں کرنے سے پہلے ہی نہ کر دے گی۔"

"کوئی نہیں جی چلانے دیں انکو جو تیر چلاتے ہیں۔۔۔ہم بھی تو دیکھیں گے کتنا دم ان نازک بانہوں میں ہے۔۔۔"

"شاعری۔۔۔چلو۔۔۔مجھے اب اجازت دو۔۔۔کال کر دینا جب بات کرلو۔۔۔"

"جی ضرور۔۔آپ کے ساتھ بات کرتے ہوئے زبان پھسل جاتی ہے۔۔۔اسلیے میرے کسی مذاق کا بُرا مت منائیے گا۔۔"

"اچھا بورمت کرو۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔"

جس وقت کال بند ہوئی خازن کے لبوں پہ مسکراہٹ تھی

گارڈن چئیر پہ براجمان تہمینہ کی نظر اور سماعت اپنے خوبرو بیٹے پہ ہی جمی ہوئی تھی۔۔

جو فون بند کرتے ہی انکی طرف آیا۔۔۔وہ پوچھے بنا نہ رہ سکیں۔۔

"سب خیریت۔۔۔؟۔۔۔"

"آپ دُعا کر دیں۔۔۔جو کوئی اونچ نیچ ہے نکل جائے گی۔۔۔"

"میری ساری دعائیں میری اولاد کے لیے ہی تو ہیں۔۔۔مگر مجھے بتاؤ تو کوئی فکر والی بات تو نہیں ہے؟"

وہ آگے جھکا اور ماں کی پیشانی کا بوسہ لیا۔۔۔

"جب میری ماں کی دعائیں اور میری کوششیں شامل ہونگی تو ماں فکریں کہاں ٹکیں گی؟۔۔۔"

"اچھا مت بتاؤ۔۔اللہ تمہاری ہر جائز دلی خواہش پوری کریں۔۔۔"

"نہیں دعا کریں۔۔۔جا خازن جو تو چاہتا ہے تجھے وہی ملے۔۔۔"

"انشااللہ میرے بیٹے کو مایوسی نہیں ہوگی۔۔۔"

"اب بتائیں ڈنر گھر پہ کرنا ہے یا کہیں باہر چلیں؟۔۔۔"

"باہر سے کھانا کھا کر اکتاتے نہیں ہو۔۔۔؟۔۔آج کہیں نہیں جا رہے۔۔آرام سے بیٹھو میں اچھا سا ڈنر گھر

پہ ہی کرواتی ہوں۔۔۔"

"جیسے آپکی مرضی۔۔۔آخر آپ باس ہیں۔۔ہماری کیا مجال آپ سے اختلافِ رائے رکھیں۔۔۔"

"اچھا بس زیادہ ڈائیلاگ بازی مت کرو۔۔۔بہن کو فون کر دو وہ بھی ڈنر میں شریک ہو۔۔۔اور اگر اپنے گھر کے کسی معاملے میں مصروف ہو تو اصرار مت کرنا۔۔"

"جی اچھا۔۔۔اور کچھ۔۔"

"اس فون کو کبھی اپنے ہاتھ سے رکھ بھی دیا کرو۔۔جب دیکھو اسی میں مصروف ہوتے ہو۔۔۔"

وہ جو سو سے زیادہ سٹاف کو سنبھالتا تھا۔حکم جاری کرتا تھا۔۔۔اپنے گھر پہ ماں سے چھوٹے چھوٹے حکم یوں وصول کرتا جیسے زندگی کا اصل مقصد ہی یہی ہو۔۔۔

"ابھی کہہ رہی تھیں کہ دانیہ کو کال کروں۔۔۔اب کہہ رہی ہیں فون رکھ دوں۔۔۔آپ سوچ کر بتائیں چاہ کیا رہی ہیں۔۔۔"

تہمینہ نے ہنستے ہوئے جوس کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگا کر ایک سپ بھرا۔۔۔

جبکہ وہ کال ملانے لگا۔۔۔

مگر دانیہ کا نمبر ملانے سے پہلے فائز کے نمبر پہ پیغام بھیجا۔۔

"پتا کرو وہ صبح کس وقت گھر سے آفس جانے کے لیے نکلتی ہے۔۔"

جب تک دانیہ سے بات کی دوسری جانب سے جواب آیا۔۔

"سر آفس کی گاڑی ساڑھے آٹھ بجے انکے گھر کے باہر موجود ہوتی ہے۔۔"

"کس قسم کی سواری ہے؟۔۔"

"سر کیری ڈبہ۔۔"

"کیا اکیلی جاتی ہے یا ساتھ اور بھی لوگ ہوتے ہیں۔۔۔"

"سر اپنی گلی سے وہ اکیلی ہی جاتی ہیں۔۔"

☆......☆......☆

" بھابھی میں نکل رہی ہوں۔۔"

" ایسے خالی پیٹ مت جانا۔۔۔جلدی سے دو چار نوالے کھالو۔۔"

" نہیں کھا سکتی نا پہلے ہی پورے پندرہ منٹ لیٹ ہوئی ہوں۔۔باس پہ میرا کیا امپریشن پڑے گا۔۔۔اور یہ سب اُس شخص کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔"

" لو بھلا خازن بچارے نے کیا کیا ہے۔۔کل سے ہر کام خود خراب کر رہی ہو۔۔اور الزام میرے بھائی پر۔۔۔"

" بیٹھے بٹھائے فری میں ٹینشن پھیلا دی آپ کے بھائی نے اب کیا الزام بھی نہ دوں۔۔۔"

" خوامخواہ تم اتنی ٹینشن لے رہی ہو۔۔"

" ہاں آپ میاں بیوی کو نا بس بہن سے جان چھُڑانی ہے۔۔اور کچھ نہیں۔۔"

" اول فول بولے جاؤ۔۔۔"

" السلام علیکم۔۔۔جا رہی ہو۔۔۔"

بھابھی اسکے پیچھے ہی آ رہی تھیں۔۔مگر وہ قدموں کی رفتار تیز کرتے ہوئے چھپاک سے بیرونی گیٹ پار کر گئی۔۔۔بھابھی گہری سانس خارج کرتی واپس مڑ گئیں۔۔

" نہ جانے اس لڑکی کا کیا بنے گا۔۔یا اللہ اسکا دل نرم کر دیں۔۔۔"

ضیشمہ نے آج پھر ڈرائیور کو گاڑی سے باہر کھڑے دیکھا تو ماتھے پہ بل آ گئے۔۔قریب آتے تیز لہجے میں بولی۔

" بھائی میرے مجھے بتاؤ آخر میں کس سلطنت کی ملکہ ہوں۔۔جو ہر روز میرے لیے یوں دروازہ کھولتے اور بند کرتے ہو۔۔۔؟"

ڈرائیور شرمندہ ہونے کی بجائے نظر جھکا کر بولا۔۔۔

" میم یہ میری جاب کا حصہ ہے۔۔۔"

" اچھا تو جو اگلے سٹاپ سے تین لڑکیاں اٹھاتے ہو انکے لیے دروازہ کیوں نہیں کھولتے۔۔۔؟۔۔"

اسکا پہلے ہی دماغ گھوما ہوا تھا۔۔۔

" میم وہ صرف فارمیلٹی ہیں۔۔۔میری ڈیوٹی صرف آپکے ساتھ ہے۔۔۔"

"آج احمد سر سے بات ہو کر رہے گی۔۔۔پیچھے ہٹو تم میں دروازہ خود بند کرلوں گی۔۔"

ڈرائیور پیچھے ہو گیا۔۔۔

اس لمحے وہ چونکی۔۔۔۔اس ڈرائیور کا ہر انداز بڑا اسلجھا ہوا ہوتا تھا۔۔۔ابھی بھی ہاتھ باندھ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔عام طور پر ڈرائیور ایسے سلجھے نہیں ہوتے۔۔۔

اُس کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔۔۔

راستے میں دوسری لڑکیوں کو پک نہ کیا تو وہ یہی سمجھی شائد لیٹ ہو گئی ہے اسلیے دوسری لڑکیاں یقیناً چلی گئی ہوں گی۔۔"

مگر گاڑی آفس تک گئی ہی نہیں۔۔ایک پارک کے باہر رُک گئی۔۔۔ڈرائیور سے یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑی کہ ادھر کیوں رُکے ہو۔۔کیونکہ کھڑی کہ دوسری جانب ہی تو وہ کھڑا نظر آیا تھا۔۔۔

سفید بے داغ شلوار سوٹ آنکھوں پہ سیاہ چشمہ۔۔۔دونوں ہاتھ کمر پہ باندھے یوں کھڑا تھا جیسے سارا لاہور اسی کی ماتحت ہی تو چلتا ہو۔۔۔

ضیشمہ کے دماغ میں پہلا سوال یہی آیا۔۔کیا اس نے میرے ڈرائیور کو پیسے دیکر ادھر آنے کا بولا ہے؟

ڈرائیور گاڑی سے نکل گیا۔۔۔

ضیشمہ کو اپنی سماعت پہ یقین نہ آیا۔۔ڈرائیور نے خازن کو سر کہہ کر مخاطب کیا تھا۔۔۔

"السلام علیکم سر۔۔۔"

خازن نے سر ہلا کر جواب دیا۔۔اور وہ ڈرائیور ایک طرف کو چل پڑا۔۔۔

ضیشمہ نے سامنے دیکھا۔۔۔جہاں پہ یقیناً خازن کی گاڑی کھڑی تھی۔۔۔مگر اس گاڑی کے ساتھ کھڑے شخص کو دیکھ کر ضیشمہ کو مزید حیرت ہوئی کیونکہ وہ اسکو پہچان گئی تھی۔۔۔جاب کے لیے جب انٹرویو دینے گئی تھی۔۔۔ اس وقت اسی لڑکے نے وہاں موجود دوسرے دو لوگوں کو زیادہ سوال و جواب نہیں کرنے دیئے تھے۔۔

خازن نے دروازہ کھولا۔۔۔

"السلام علیکم۔۔۔۔تمہارے چہرے پہ لکھا ہوا ہے کہ مجھے دیکھ کر تمہیں رتی بھر خوشی نہیں ہوئی۔۔۔"

ضیشمہ نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔اپنے اندر اٹھتے اُبال کو قابو کرنے کے چکر میں دوسری طرف چہرہ موڑ کر آتی جاتی ٹریفک گننے لگی۔۔۔

"کیا سلام کا جواب بھی نہیں دینا؟۔۔"

ضیشمہ کے انداز میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔۔۔

"بات چیت سے شکوے دور ہو جاتے ہیں۔۔۔"

ضیشمہ اپنے دماغ میں چیخی۔۔۔

"بات چیت کے لیے تعلق کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔"

"غصہ چھوڑ کر صلح کر لو۔۔۔ورنہ اگر میں نے تمہاری اس گیم کا حصہ بننے کا فیصلہ کر لیا تو رات تک یہیں بیٹھی رہو گی"

"کیوں۔۔۔؟۔۔۔کیا آج تمہارے بزنس کو تمہاری ضرورت نہیں رہی۔۔۔؟"

وہ پھنکاری اور وہ شُکر کا کلمہ پڑھتے ہوئے مسکرایا

"آخر تم نے چُپ تو توڑی۔۔۔اور رہاں تمہارا سوال تو کس نے کہا میں اپنے بزنس سے غافل ہوں۔۔۔اس وقت بھی اپنے ہی مفاد پر کام کر رہا ہوں۔۔۔"

"انتہائی بُرے شخص ہو۔۔۔"

"نہ نہ ابھی نہیں۔۔۔مجھے پوری طرح جان لو پھر یہی رائے دو گی تو مزا آئے گا۔۔۔"

"سُنا ہی ہو گا۔۔۔فرسٹ ایمپریشن از لاٹ ون۔۔۔"

"مگر تم پہ میرا فرسٹ ایمپریشن تو کافی اچھا تھا۔۔۔"

"کافی نہیں پر ٹھیک ہی تھا۔۔۔اور مبارک ہو تم نے وہ بھی ختم کر دیا ہے۔۔۔"

"مجھے امپریشن بنانے میں کبھی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔۔۔صرف وقت چاہیے۔۔۔جو تم مجھے دینے پہ تیار نظر نہیں آ رہی ہو۔۔۔"

"وہ جو آدمی تمہاری گاڑی کے پاس گھڑا ہے وہ کون ہے؟۔۔۔"

خازن نے گردن موڑ کر ایک نظر فائز پہ ڈالی۔۔۔پھر مسکراہٹ سمیت بولا۔۔۔

"میرا پی اے ہے۔۔۔"
ضیشمہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔
"تمہارا پی اے؟۔۔۔"
"ہاں۔۔۔ پر اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات ہے۔۔۔؟۔۔۔"
"نہیں بھلا حیران ہونے والی کیا بات ہوگی ایسے اتفاق تو میری زندگی میں ہر دوسرے دن ہوتے ہیں
۔۔۔اب براہِ کرم یہ بھی بتادو اس ڈرائیور کو تم پہلے سے نہیں جانتے ہو؟۔۔"
خازن کی مسکراہٹ ذرا اور گہری ہوئی۔۔۔
"وہ سالوں سے میرا ڈرائیور ہے۔۔۔"
"خازن ایاز پہلی اور آخری مرتبہ پوچھ رہی ہوں۔۔۔تم میرے ساتھ کیا گیم کھیلنا چاہ رہے ہو؟۔۔۔"
ضیشمہ کا چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا۔۔۔
"میں تمہارے ساتھ کوئی گیم نہیں کھیل رہا ہوں۔۔۔احمد میرا دوست ہے۔۔۔"
"تو کیا تمہارا پی اے اور ڈرائیور تمہارے دوست کے آفس کے سٹاف کو یونہی اپنی خدمات پیش کرتے ہیں؟"
خازن نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔
"نہیں ایسا پہلی دفعہ ہی ہوا ہے۔۔۔"
"تم بتانا پسند کرو گے ایسا کیوں ہوا ہے۔۔؟۔۔۔"
وہ انتہائی سنجیدہ تھی۔۔۔
"تمہاری وجہ سے۔۔۔"
وہ کچھ بولے بغیر مسلسل گھورے جا رہی تھی۔۔
"جانا چاہ رہی ہو۔۔۔آجاؤ گاڑی میں چلتے ہیں۔۔۔۔راستے میں تمہیں ڈراپ بھی کردوں گا۔۔۔"
"مجھے تمہارے ساتھ مزید کہیں نہیں جانا ہے۔۔۔میرے سوالوں کے جواب دے دو۔۔۔اور اپنا راستہ ناپو"
انگوٹھی والا ہاتھ دوپٹے کے نیچے چھپاتے ہوئے کہہ دیا۔۔۔

"ضیشمہ میرے ساتھ چلو۔۔۔ورنہ مجھے تو کوئی مسلہ نہیں ہے تمہارے ساتھ اسی سواری میں بیٹھ کر گھر تک چلا جاؤ نگا۔۔۔پر اس صورت میں ڈرائیور با آسانی ساری گفتگو سُنے گا۔۔جبکہ اپنی گاڑی میں پرائیوسی ہے۔۔"

وہ طنزیہ بولی

"وہاں تمہارا پی اے ہے۔۔۔کیا وہ نہیں سُنے گا۔۔"

"فائز ڈرائیور کے ساتھ جائے گا۔۔۔اور اگر وہ سن لے تب بھی فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ پہلے سے سب سچ جانتا ہے۔۔"

"کیا تم مجھ پہ اک احسان نہیں کر سکتے؟۔۔۔"

"اگر تو یہ احسان یہ ہے کہ میں جو بات کہنے آیا ہوں وہ کہے بغیر تمہیں تمہارے راستے جانے دوں تو معذرت قبول کرو۔۔۔کیونکہ جو کہنے آیا ہوں وہ کہے بغیر نہیں جاؤ نگا۔۔"

"تم جیسا ڈھیٹ انسان میں نے اپنی ساری عمر میں نہیں دیکھا۔۔ہٹو آگے سے تاکہ میں نیچے اُتر سکوں۔۔"

خازن مسکراتے ہوئے ناصرف پیچھے ہو کر کھڑا ہوا بلکہ ہاتھ بڑھا کر اسکو اترنے میں مدد پیش کی۔۔

جسے وہ مکمل اگنور کرتے ہوئے اُتر آئی۔۔۔ساتھ ہی پوچھا۔۔

"اب۔۔؟۔۔"

"ہاتھ پکڑ لینا تھا۔۔قسم کھا سکتا ہوں کہ مجھے اچھوت بالکل نہیں ہے۔۔"

"استغفراللہ۔۔۔"

"سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔"

"کہنے کو کچھ نہیں بچا جو الٹا سیدھا بول رہے ہو۔۔"

"میرے پاس کہنے کو بہت کچھ ہے مگر اصل مسلہ یہ ہے تم گھر سے ارادہ کر کے نکلی ہو میری کہ ہر بات کو الٹا سیدھا بول کر جان چھڑوا لوگی۔۔"

"ماشاءاللہ آپ تو کافی سمجھدار واقع ہوئے ہیں۔۔"

"جی آپکی ذرہ نوازی ہے۔۔ورنہ خادم کی بھلا کیا اوقات۔۔پلیز تشریف لائیے۔۔"

وہ نظریں گھماتی اسکے پیچھے چل پڑی۔۔۔جیسے ہی وہ دوسری گاڑی کے قریب ہوئے۔۔۔

فائز نے جھٹ سلام مارا۔۔

"السلام علیکم میم۔۔۔"

ضیشمہ نے پہلے اچھی طرح گھورا پھر ہلکے سے سر ہلا کر جواب دیا۔۔۔

خازن مسکراہٹ چھپاتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔۔فائز نے ضیشمہ کے لیے فرنٹ پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا ۔۔۔

ضیشمہ نے سوچا سین کریئٹ کرنے کا کیا فائدہ۔۔۔دوٹوک بات کرنا ضروری تھا۔اسلیے وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔

فائز وہیں سے مڑ گیا۔۔۔خازن نے گاڑی آگے بڑھا دی۔۔۔

کتنی دیر تک خاموشی چھائی رہی مگر جب ضیشمہ کو سمجھ آئی کہ وہ کہاں جا رہا تھا۔۔۔پہلو بدل کر رہ گئی۔۔۔جبکہ وہ بیرونی گیٹ کے باہر گاڑی روکتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

"کل یہاں پہ ہماری اچھی گپ لگی تھی۔۔۔سوچا آج بھی یہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔"

"کیا میں تمہارے دفتر میں کام کرتی ہوں؟۔۔"

اس اچانک بمباری پہ خازن نے اپنی طرف کا دروازہ کھولتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔مگر میں وہاں ففٹی پرسنٹ کا شیئر ہولڈر ضرور ہوں۔۔۔"

"تم ڈرامے۔۔۔کمرشلز وغیرہ بناتے ہو نا؟۔۔۔"

"ہاں۔۔"

"تو تمہارا پبلشنگ ہاؤس میں پارٹنر ہونے کا کیا مطلب ہے۔۔؟۔۔۔"

"مطلب تو کوئی نہیں ہے۔۔۔یہ ایک انویسٹ منٹ ہے۔۔۔اور بس۔۔۔"

"جس دن میرا انٹرویو ہوا۔۔۔اس دن کے بعد تمہارا پی اے دوبارہ کبھی یہاں نظر کیوں نہیں آیا۔۔۔؟۔۔"

"کیونکہ وہ یہاں کام نہیں کرتا ہے۔۔۔"

"تو پھر انٹرویو والے دن یہاں کیوں تھا؟۔۔۔"

"اُس دن وہ میرے ساتھ اُدھر آیا تھا۔۔۔اور پھر تم وہاں نظر آئیں۔۔۔اس بات کا یقین کرنے کے لیے کہ تمہیں وہ نوکری ضرور ملے مجھے فائز کو ادھر چھوڑ کر جانا پڑا۔۔۔"

"ایسا کیوں ہوا۔۔؟۔۔۔"

خازن اس کے دروازے کے بیچ و بیچ کھڑا تھا۔۔۔دونوں کی نظر ملی تو وہ دھیرے سے بولا۔۔

"مے بی لو ایٹ فرسٹ سائیٹ۔۔۔(ہو سکتا ہے۔۔پہلی نظر کی محبت ہو گئی ہو۔۔۔)۔۔"

"مسٹر خازن کیا میرے سینگ نکلے ہوئے ہیں۔؟۔۔۔"

خازن نے پوری ایکٹنگ کرتے ہوئے اسکے سر کے دونوں جانب دیکھا۔۔۔

"نہیں بالکل نہیں نکلے ہیں۔۔۔"

"کیا میری شکل پہ بڑے بڑے لفظوں میں لکھا ہوا ہے کہ میں عقل سے پیدل عورت ہوں؟۔۔۔"

"نہیں چہرے پہ تو اس وقت بس یہی لکھا ہوا ہے کہ حسین عورت شدید غصے میں ہے۔۔۔"

"مجھے سچ جاننا ہے۔۔"

"سچ بہت آسان ہے۔۔۔احمد میرا دوست ہے۔۔جس سے ملنے اس دن اس کے آفس جانا ہوا۔۔۔تمہیں وہاں دیکھا۔۔دل نے کہا یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔۔۔اسکو میرے گھر پہ ہونا چاہیے۔۔۔میں پیچھے رہ گیا میری ممی نمبر لے گئیں۔۔۔کیونکہ انکو بھی بیٹے کے لیے وہی لڑکی پسند آ گئی جو بیٹے کو پہلے ہی پسند ہے۔۔۔"

وہ کتنی دیر تک اپنے اندر کا غصہ دباتی رہی پھر مستحکم لہجے میں بولی۔۔۔۔

"اگر تم مجھے کہتے نا کہ زمین کے چار کونے ہیں۔۔اور ہر کونے پر ایک تاج محل تعمیر ہے۔۔۔تو میں تمہاری بات مان جاتی کہ چلو ہو سکتا ہے سچ بول رہا ہو۔۔۔مگر یہ جو کہانی تم سنا رہے ہو نا۔۔۔یہ بغیر سر پیر کے ہے۔۔"

"تمہیں ایسا لگ رہا ہے کیونکہ تم خود کو اس قابل سمجھتی ہی نہیں ہو کہ کس پہ کوئی آدمی اور اسکی ماں ایک ہی وقت میں فدا ہو جائیں۔۔۔سٹاپ انڈر اسٹیمیٹنگ یور سیلف۔۔۔"

"عجیب آدمی ہو۔۔۔میں مغرب کی بات کر رہی ہوں۔۔تم شمال کو جا رہے ہو۔۔۔"

"تمہیں اعتراض کس بات پہ ہے؟۔۔۔میرا تمہیں پسند کرنے پہ؟۔۔۔ممی کے رشتہ طے کرنے پہ؟۔۔۔میرے

تمہیں منگنی کی انگوٹھی پہنانے پر۔۔۔ یا یوں جلدی میں شادی کی بات کرنے پر۔۔۔؟"

"الیف سے یے۔۔۔تک ساری کہانی پر ہی اعتراض ہے۔۔۔"

"وجہ۔۔۔؟۔۔۔"

"آنٹی کو میں پسند آ گئی ہوں۔۔۔مان لیا۔۔۔کیونکہ ہوتا ہے ایسا مائیں اپنے بیٹوں کے لیے لڑکیاں دیکھتی ہی ہیں۔۔۔ پر اب وہی لڑکی بیٹے کو بھی پسند آئی ہے۔۔۔نوکری دلوائی ہے۔۔۔اپنا ڈرائیور میری خدمت کو پیش کیا ہوا ہے۔۔۔واہ۔۔۔سچ مچ واہ کیا خوب۔۔۔مر ہی نہ جاؤں میں اپنی خوش قسمتی پہ۔۔۔"

"سچ یہی ہے ضیشمہ دیکھنا فقط یہ ہے کہ اب تم اس سچ کو قبول کرنے میں کتنا وقت لیتی ہو۔۔۔"

"پھر بھی ایک مہینے بعد شادی کروانے پہ ہاں نہیں کرونگی۔۔۔"

خازن نے ڈیش بورڈ کا خانہ کھولا اور ایک پیکٹ ضیشمہ کی گود میں ڈال دیا۔۔۔

"یہ کیا ہے؟۔۔۔"

"کھول کر دیکھ لو۔۔"

وہ ابھی تک گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی اور وہ اسکے دروازے میں جم کر کھڑا تھا۔۔۔

ضیشمہ نے اُس فائل کو کھول کر اس میں نظر آنے والے پیپرز کو پڑھا۔۔۔

سب سے اوپر جہاز کے دو ٹکٹ تھے۔۔۔مسٹر اینڈ مسز ضیشمہ خازن کے ناموں سے

ضیشمہ کی نظریں پھیل گئیں۔۔۔

"ابھی شادی ہی نہیں ہوئی پھر میرا نام ایسے کیوں لکھا ہے۔۔۔"

"ٹکٹ کی ڈیٹ پڑھو۔۔۔جو تاریخ طہ ہوئی ہے۔۔۔یہ ٹکٹ اسکے بعد کے لیے بک ہیں۔۔۔"

تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے نیچلے پیپرز نکال کر نظروں کے سامنے کیئے۔۔۔

"پیرس کے ایک ہوٹل کی بکنگ کا کنفرمیشن لیکٹر تھا۔۔اسی طرح دبئی کا۔۔۔"

"تمہیں یہ سب اس لیے عجیب لگ رہا ہے کیونکہ یہ تمہاری روٹین کا حصہ نہیں ہے۔۔۔مگر میرے ایک سال میں کئی ٹرپ ہوتے ہیں۔۔۔اور مجھے اپنے کام آخری لمحات پہ ڈالنے کی عادت نہیں ہے۔۔۔تمہارا پاسپورٹ بننے کو

دیا ہے۔۔جوکل شام تک ملنا ہے۔۔اسکے بعد ویزے کے لیے جمع ہوگا۔۔۔امید یہی ہے کہ ایک ہفتے کے اندر تمہارے تمام پیپر تیار ہونگے۔۔"

"ایسے کیسے ایک ہفتے میں ویزا مل سکتا ہے؟۔۔"

خازن دھیمے سے مسکرایا۔۔۔

"پیسہ۔۔۔نام۔۔۔اعتبار۔۔۔بس یا اور کچھ بتاؤں۔۔؟۔۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔۔۔جانتے ہو میری کولیگ ہے۔۔۔اسکا میاں فارن میں ہے۔۔۔اس لڑکی نے پچھلے ایک سال سے ویزے کے لیے اپلائی کیا ہوا ہے۔۔۔ابھی تک اسکو کوئی جواب نہیں ملا۔۔۔"

"وہ سیٹلمنٹ کا کیس ہے۔۔۔ایسے کیس وقت لیتے ہیں۔۔جبکہ ہم لوگ سیر کے لیے جا رہے ہیں۔۔ہمارا انہوں نے بینک اکاؤنٹ دیکھنا ہوتا ہے۔۔۔ہمارا کاروبار وغیرہ اور بس۔۔۔"

"خازن ایاز صاحب یہ جو وجوہات آپ نے پیش کی ہیں۔۔ان میں اتنا دم نہیں ہے کہ میں فوراً سے آنکھیں میچ کر ہاں کر دوں۔۔اب آپ مجھے میرے گھر چھوڑ رہے ہیں۔۔یا میں آٹو پکڑوں۔۔؟۔۔"

"یعنی اتنی آسانی سے نہیں مانو گی۔۔۔"

"سمجھ ہی گئے۔۔۔"

"جی بہت اچھی طرح۔۔۔"

وہ اُسی پل ضیشمہ کا دروازہ بند کرتا۔۔ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔۔

اگلے کچھ منٹ پھر خاموشی میں کٹے۔۔۔جب وہ رہ نہ پائی تو بول پڑی۔۔۔

"یہ راستہ میرے گھر کو نہیں جاتا ہے۔۔۔"

"تمہیں چونکے گھر جانے کی بہت جلدی ہے۔۔اسلیے شارٹ کٹ راستے سے جا رہا ہوں۔۔۔تا کہ جلد از جلد تمہیں تمہاری منزل تک پہنچا دوں۔۔۔"

پھر وہ کچھ نہیں بولی۔۔۔اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اسکو اپنے گھر لے جائے گا۔۔۔

گیٹ کے سامنے ہارن دیا دوسرے پل گیٹ وا ہو گیا۔۔۔

ضیشمہ کا ہاتھ بے اختیاری میں اسکے سٹیرنگ وہیل تھامے ہاتھ پر رُکا۔۔

" ادھر کدھر لے آئے ہو۔۔؟۔۔۔"

" میں نے سوچا تمہیں تمہاری ساس سے ملواتا چلوں۔۔۔"

" ہائے میں مرجاؤں۔۔۔اتنا بڑا دھوکا۔۔۔خازن ایاز تمہیں ذرا خیال نہ آیا۔۔۔وہ میرے بارے میں کیا سوچیں گی۔۔۔لڑکی خود ہی چل کے گھر آ گئی۔۔۔وہ بھی اتنی صبح وہ بھی تمہاری ہمراہی میں۔۔۔ہائے انکا سامنا کرنے سے پہلے مجھے بس موت ہی آجائے۔۔۔نکمے انسان تم ایک کام نہ سیدھا کر پائے۔۔۔میں ہرگز اندر نہیں جاؤنگی۔۔۔"

وہ اسکے فق پڑتے چہرے کو دیکھ کر دھیرے سے مسکرایا۔۔۔

" کوئی بات نہیں ممی ادھر آ کر مل لیں گی۔۔۔"

" میرا جی چاہ رہا ہے میں تمہیں موٹی موٹی گالیاں دوں۔۔۔تمہیں مار مار کر تمہارا حلیہ بگاڑ دوں۔۔۔"

ضیشمہ کی دھمکیوں کے جواب میں خازن کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

" چلو آؤ۔۔اندر چلیں۔۔۔"

ضیشمہ نے دونوں آنکھیں میچ کر بچوں کی طرح زور زور سے نفی میں گردن ہلائی۔۔۔

خازن کے دل نے بیٹ مس کی۔۔۔

" یااللہ یہ آدمی میری کس غلطی کی سزا ہے۔۔"

خازن نے اس دفعہ بڑی مشکل سے قہقہے کا گلا دبایا۔۔۔

"کسی نیکی کا انعام بھی تو ہوسکتا ہوں۔۔۔"

" صدقے جاؤں۔۔انعام کب سے ایسے ہونے لگے۔۔۔"

خازن ہنسی روک نہ پایا۔۔۔

" ایسے سے کیا مطلب ہے؟۔۔۔کیا میری دو آنکھیں نہیں ہیں۔۔؟۔۔دو عدد کان نہیں ہیں؟۔۔ناک نہیں ہے۔۔۔؟۔۔"

"اوہ تو یوں بولو نا کہ اپنے نین نقش کی تعریف سُننا چاہ رہے ہو۔۔"
"تم گاڑی سے نکل رہی ہو یا کہ اٹھا کر نکالنا پڑے گا۔۔"
"ایک ڈیل کر لیتے ہیں۔۔۔"
"کیسی ڈیل۔۔۔؟۔۔۔"
"تم مجھے اندر جانے کا مت بولو۔۔۔واپس گھر چھوڑ آؤ۔۔جواب میں تمہاری بات مان لونگی۔۔۔"
خازن نے بھنویں اچکائے۔۔۔
"اتنی جلدی ہار مان رہی ہو۔۔۔"
"اسکو مصلحت کہتے ہیں۔۔مصلحت۔۔۔آنٹی نے مجھے یہاں دیکھ لیا تو کیا سوچیں گی۔۔۔اس شرمندگی سے بچنے کے لیے تمہارا مطالبہ ماننا بہتر ہے۔۔۔"
"ممی کو تمہیں یہاں دیکھ کر بے انتہا قسم کی خوشی ہونی ہے۔۔۔اُنکا سیروں خون بڑھ جانا ہے۔۔۔میرے الفاظ پہ یقین نہ ہو تو آزما کر دیکھ لو۔۔۔"
ساتھ ہی گردن موڑ کر تھوڑی دور کھڑے ملازم سے مخاطب ہوا۔۔۔
"اندر ممی کو بتاؤ۔۔۔خاص مہمان آئی ہیں۔۔۔"
"خازن پلیز ایسا نہ کرو۔۔۔"
"ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ہم آدم خور لوگ نہیں ہیں۔۔۔"
"اگر آنٹی کو برا لگا تو میں کہہ دونگی۔۔۔میں خود سے نہیں آئی ہوں۔۔۔یہ آدمی مجھے زبردستی لیکر آیا ہے۔۔۔"
خازن نے مسکراتے ہوئے اپنا سیدھا ہاتھ آگے کیا۔۔۔
اس دفعہ اس نے اسکا ہاتھ اگنور نہیں کیا۔۔۔تھام کر گاڑی سے اُتر آئی۔۔۔
جس پہ خازن نے ہلکی سی سرگوشی کی۔۔۔
"تھینک یو۔۔۔"
ضیشمہ نے ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔اور اپنے کپڑوں سے نہ نظر آنے والی سلوٹیں ٹھیک کرنے لگی۔۔۔دوپٹہ درست

کیا۔۔۔انتہا سے زیادہ نروس ہو رہی تھی۔۔۔کہ یہ بھی بھول گئی خازن کے ساتھ ابھی اتنی صلح نہیں ہے۔۔۔اور پوچھنے لگی۔۔

"کیا میں ٹھیک لگ رہی ہوں۔۔۔"

وہ چونکا۔۔رُکا۔۔مسکرایا۔۔۔اور اسکو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"ایک دم پرفیکٹ۔۔۔۔"

"جھوٹ بول رہے ہو۔"

"اب یہ تو نہیں کہہ سکتا ہوں۔۔میری آنکھوں میں دیکھ کر جان لو سچ بول رہا ہوں۔۔۔"

اس پہ ضیشمہ کے لب مسکرا اُٹھے۔۔۔

"ہاں یہ تو ہے۔۔۔"

ابھی وہ لاؤنج کے دروازے تک پہنچے تھے۔۔جب دروازہ ایک دم وا ہوا۔۔۔

"میں صدقے میں واری۔۔۔۔میری آنکھیں کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہی ہیں۔۔۔؟۔۔۔"

"دیکھ لیں آپکی بہو کو آخر پکڑ لایا ہوں۔۔۔۔اب جانے مت دیجئیے گا۔۔۔"

تہمینہ آنٹی نے اسکو کتنی دیر تک اپنے ساتھ لگائے رکھا۔۔پھر پیشانی چومی۔۔۔

وہ لوگ آگے بڑھنے لگے تو وہیں دروازے میں روک دیا۔۔۔

"نہ ایسے نہیں ادھر ہی رکو۔۔۔۔جب تک میں نہ کہوں۔۔۔دہلیز پار مت کرنا۔۔۔"

وہیں کھڑے ہو کر ملازمہ کو مختلف ہدایتیں دینے لگیں۔۔۔

ملازمہ نے انکی مطلوبہ چیزیں مہیا کیں

پہلے دونوں پر سے پیسے وارے پھر دہلیز پہ دونوں جانب چند قطرے تیل گرایا۔۔۔پھر اندر آنے دیا۔۔۔

خازن صرف ماں کے چہرے کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔جہاں خوشی روشنی بن کر بکھری ہوئی تھی۔۔۔

"ادھر بیٹھو بیٹی۔۔۔مجھے بتاؤ کیسے آج تمہیں خیال آیا کہ ماں کو مل آؤ۔۔۔مجھے تو ابھی تک یقین ہی نہیں آرہا تم سچ مچ آئی ہو۔۔۔کیا کھاؤ گی؟۔۔۔"

ضیشمہ نے شکر کیا کہ سوال کا جواب مانگنے کی بجائے وہ بات آگے بڑھا گئی تھیں۔۔۔

"ممی ہماری طرح اس نے بھی ابھی ناشتہ نہیں کیا ہے۔۔۔"

"زبردست پھر آج ہم لوگ مل کر ناشتہ کرتے ہیں۔۔"

انہوں نے ملازمہ کو اشارہ کیا۔۔۔

"پہلے مسمی کا تازہ جوس لیکر آؤ۔۔۔اسکے بعد عمدہ قسم کا ناشتہ تیار کرو۔۔۔"

"جی بہتر بیگم صاحبہ۔۔۔"

اتنا پوش قسم کا گھر کا ڈیکور پر اس میں بسنے والی یہ عورت اتنی ملنسار اور جھک کر ملنے والی۔۔۔

ضیشمہ اپنی جگہ سمٹی سی بیٹھی تھی۔۔۔

"دانیہ آپی اپنے گھر ہیں؟۔۔"

"ہاں کل رات آئی تھی۔۔۔ڈنر کے فوراً بعد چلی گئی۔۔ذاہد اسکا میاں اسکی طبعیت کچھ ناساز تھی۔۔۔ایک دو مزید ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد تہمینہ بیگم خازن سے مخاطب ہوئیں۔۔۔

"میرے گھٹنے اجازت نہیں دیں گے ورنہ میں بخوشی ضیشمہ کو گھر دکھاتی۔۔۔خازن اُٹھو تم ضیشمہ کو گھر دکھاؤ۔۔۔تب تک ناشتہ بھی لگ جائے گا۔۔۔"

"نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔۔پھر کبھی صحیح۔۔۔"

"ممی یہ آپ سے شرمارہی ہے ورنہ ابھی گاڑی میں مجھے کہہ رہی تھی اتنے پیارے گھر کا ماسٹر بیڈ روم تو دیکھنے کے قابل ہوگا۔۔۔"

ضیشمہ کا منہ حیرت و شرمندگی کے مارے کھلا رہ گیا۔۔۔

تہمینہ نے خازن کو گھوری سے نوازتے ہوئے سُرخ پڑتی ضیشمہ کو ساتھ لگایا۔۔۔

"خازن میری بیٹی کو تنگ مت کرو۔۔۔"

"اچھا جی اور آپکی بیٹی جو مجھے تنگ کر رہی ہے اُسکا کیا۔۔۔"

ضیشمہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"آنٹی میں شکریہ کے ساتھ اپکی آفر قبول کرتی ہوں۔۔اگر خازن کو اعتراض نہ ہو تو میں گھر دیکھنا چاہوں گی۔"

"لو بھلا اسکو کیوں اعتراض ہونا ہے۔۔جاؤ۔۔خازن ضیشمہ کو گھر کا ٹور دو۔۔۔"

"جی جو حکم۔۔آیئے محترمہ تشریف لائیے۔۔۔"

وہ آگے چل پڑا ضیشمہ جھوٹی مسکراہٹ سجائے اس سے دو قدم پیچھے تھی۔۔۔اور تہمینہ بیگم دل نظروں میں لیے انکو جاتا دیکھ رہی تھیں۔۔۔

جیسے ہی نظروں سے دور ہوئے ضیشمہ نے سارے لحاظ بھلا کر خازن کی خبر لے ڈالی۔۔۔

"افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے۔تم انتہائی لوفر انسان ہو۔۔۔"

"ہائے پہلی دفعہ کسی نے مجھے پہچانا ہے۔۔۔ورنہ اب تک لوگ شریف ہی سمجھتے آئے ہیں۔۔۔تم اندازہ نہیں لگا سکتی ہو کہ یہ بات کس قدر سکون دے رہی ہے کہ تم جان گئی ہو کہ میں لوفر ہوں۔۔۔"

"بات سُنو جب تم پہلی دفعہ میرے گھر آئے تھے۔۔تب تو تمہارے چہرے کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔۔شام تک ایسا کیا ہوا کہ باغ و بہار ہو گئے۔۔۔"

"اوہ۔۔۔اُس وقت میں نروس تھا۔۔اور ڈرا ہوا بھی تھا۔۔۔یو نو اپنے کرش سے روبرو ہو کر ملنا آسان کام نہیں ہے۔۔دوسرا میں حیران بھی تھا۔۔۔حیرت نے اعصاب گنگ کر دیئے تھے۔۔۔"

"کیسی حیرت۔۔۔؟۔۔۔"

"میری ماں کو تم پسند آئی ہو۔۔۔"

"تم ابھی بھی یہ کرش ورش کے بارے میں غلط بیانی کرتے رہنا چاہتے ہو۔۔"

"بالکل۔۔۔کیوں نہیں۔۔۔"

"اسکے باوجود کہ مجھے تمہاری بات کا یقین نہیں ہے۔۔۔"

"ہاں اسکے باوجود کہ تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے۔۔۔آخر میرا جاتا ہی کیا ہے۔۔۔"

وہ بول رہا تھا۔مگر ضیشمہ کی ساری توجہ لان میں کھلے خوش رنگ و بو پھول اپنی جانب کھینچ چکے تھے۔۔۔

وہ ایک ایک پھول کو ایسے دیکھ رہی تھی۔۔۔جیسے وہ پھول نہ ہو۔۔بلکہ اللہ کی قدرت کا منہ بولتا ثبوت ہو۔۔۔

جو آپکو انجانے جہان کے راز بتا رہا ہو۔۔

خازن خاموشی سے آ کر اسکے پیچھے کھڑا ہو گیا۔۔۔

کافی دیر بعد وہ سرگوشی میں بولی۔۔

" خازن ایاز۔۔۔تمہارے گھر کا باغیچہ اس قدر شاندار ہے یہ بات اگر تم مجھے پہلے بتا دیتے تو بہتر تھا۔۔"

وہ بھی اسی طرح بولا ۔۔۔

" خیر دیر تو اب بھی نہیں ہوئی ہے۔۔کیا خیال ہے پھر ٹکٹ کینسل کروانے پڑیں گے؟۔۔"

ضیشمہ نے نفی میں سر ہلایا اور آگے بڑھ گئی۔۔۔

وہ کچھ دیر کے لیے صرف پھولوں کو دیکھتا رہ گیا۔۔مسکراہٹ اپنی جگہ قائم تھی۔۔۔

☆......☆......☆

ہائیفل ٹاور پہ کھڑے ہو کر جب نیچے نظر ڈالی سارا شہر نظروں کے سامنے بکھرا ہوا تھا۔۔

" خازن یہ جگہ کتنی خوبصورت ہے۔۔ایسا محسوس ہو رہا ہے۔۔اگر ہاتھ بڑھاؤں تو آسمان چھو لوں گی۔۔"

وہ منظر میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔اور وہ اس وقت بھی اسی میں کھویا ہوا تھا۔۔

خازن کے سینے پہ ضیشمہ کا سر رکھا تھا۔ضیشمہ کی خازن کی طرف پشت تھی۔۔۔خازن نے اسکے گرد بازوؤں کا ہالا بنایا ہوا تھا۔۔جب سر جھکاتا۔۔منہ اسکے دوپٹے میں چھپاتا۔۔جو ہوا کے پریشر سے سر سے ڈھلک چکا تھا۔

وہ اسکے بالوں سے اٹھنے والی خوشبو سونگھتا۔۔اپنے گال اسے نرم بالوں سے چھوتا۔۔

ایک دم ضیشمہ نے گردن موڑ کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

" تمہارا قد مجھ سے لمبا ہے۔۔تم اپنا ہاتھ ہوا میں اُٹھاؤ۔۔۔"

" آسمان تک نہیں جائے گا۔۔"

" تم ہاتھ تو اُٹھاؤ۔۔۔"

خازن نے ضیشمہ کی کمر کے گرد رکھا ہاتھ ہٹایا اور اوپر ہوا میں بلند کیا۔۔۔

ضیشمہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔منہ پورے کا پورا کھل گیا۔۔کیونکہ خازن کا ہاتھ پوری طرح چُھپ گیا تھا۔

"خازن تمہارا ہاتھ۔۔۔"

خازن نے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔۔۔

"ہاتھ تو تر تھا ہی ساتھ کف بھی سارا بھیگا ہوا تھا۔۔۔

"آسمان تک تو نہیں پر بادل کو چھو آیا ہوں۔۔۔"

ضیشمہ ابھی تک مسمرائز تھی۔۔۔

"تمہارا ہاتھ بالکل چھپ گیا تھا۔۔۔ایک پل کو میں واقعی ڈر گئی تھی۔۔"

خازن ہنستا چلا گیا۔۔۔

وہ لوگ ڈنر کرنے کے بعد یونہی سڑکوں پہ آوارہ گردی کر رہے تھے۔۔۔

تصویریں لیتے۔۔۔گپیں مارتے ساتھ ہی راستے سے ملنے والے سٹریٹ فوڈ ٹرائی کرتے۔۔۔

وہ ایک جنکشن تھا۔۔۔ضیشمہ کا دھیان چوک کے درمیان کھڑے سٹیچو کی جانب چلا گیا۔۔۔خازن کو یہ لگا اسکے ساتھ ہی آرہی ہے۔۔۔وہ سڑک پار کر گیا۔۔۔ضیشمہ اپنے فون کے کیمرے میں دو چار تصویریں قید کرنے کے بعد اپنی دھن میں آگے بڑھی اور یہ بھول گئی کے زیبرا کراسنگ کی بتی لال ہو چکی تھی۔۔۔

نتیجہ جو نکلا۔۔۔ضیشمہ کے گلے سے چیخ برآمد کر گیا۔۔۔

خازن ٹائروں کے چرچرانے پہ متوجہ ہوا تھا۔۔۔پھر نسوانی چیخ سُنتے ہی اپنے پہلو میں نظر ڈالی اور جب وہاں وہ نظر نہ آئی تو اندھا دھند واپس بھاگا۔۔۔

لوگوں کے ہجوم کو کاٹتا وہاں پہنچا تو پہلی نظر سڑک پہ گرے گہرے سُرخ دھبے پر پڑی۔۔۔وہ جیسے سانس لینا بھول گیا۔۔ضیشمہ کا جوتا ایک پاؤں وہ دور گرا تھا۔۔اور ایک کہیں اور وہ اوندھے منہ سڑک پہ گری ہوئی تھی۔۔۔

وہ نہیں جانتا کیسے اس نے اس آدمی کو ایک طرف دھکیل کر آگے آنے کی جگہ بنائی جو لوگوں کو پیچھے پیچھے کر رہا تھا۔

ٹریفک وقتی طور پہ رُک گئی تھی۔۔۔کوئی ایمبولینس کو فون کر رہا تھا۔۔۔بہت بڑا ہجوم صرف سائیڈ پہ کھڑا ہو کر ضیشمہ پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔آیا حرکت کر رہی ہے یا نہیں۔۔۔

خازن نے اسکو گود میں بھر لیا۔۔۔خازن کے چہرے کا رنگ بالکل سفید پڑ رہا تھا۔۔۔

"ضیشی۔۔۔اوہ پلیز۔۔۔یااللہ کرم۔۔۔"

وہ ایک ہاتھ سے اسکو مضبوطی سے تھامے دوسرے ہاتھ سے اسکا چہرہ تھپتھپا رہا تھا۔۔

"یہ بولتی کیوں نہیں ہے۔۔۔۔!!۔۔۔"

وہ اپنے اندر اٹھتے طوفان کو قابو نہ رکھ پا رہا تھا۔۔اس لیے چلا اُٹھا۔۔

"کیا کسی نے ڈاکٹر کو بلایا۔۔؟۔۔۔یہ میری بیوی ہے۔۔۔خدارا کوئی ڈاکٹر کو فون کرو۔۔۔"

ایک لڑکی اسکے قریب آئی۔۔۔اسکے شانے پہ ہاتھ رکھ کر تسلی دیتے ہوئے بولی۔۔۔

"ڈاکٹر کو فون کیا جا چکا ہے۔۔۔مگر تم وکٹم کو بہت زیادہ اپنے ساتھ بھینچ رہے ہو۔۔۔اسکے لیے صحت مند نہیں ہے۔۔۔ہوسکتا ہے اسکی سانس کی نالی میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے سانس لینا دشوار ہوسکتا ہے۔۔۔جب تک ڈاکٹر معائنہ نہ کر کے اسکو زیادہ ہلاؤ مت۔۔۔گاڑی نے کافی قریب سے ہٹ کیا ہے۔۔۔۔"

"میں اس ڈرائیور کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔اندھا تھا کیا۔۔؟۔۔اسکو سامنے سڑک پار کرتی عورے نظر کیوں نہیں آئی۔۔۔"

"قصور ڈرائیور کا نہیں ہے۔۔۔تمہاری بیوی ایک دم سے سامنے آ گئی تھی۔۔۔"

ایمبولینس کا سائرن گھونجنا شروع ہو گیا۔۔۔اگلے دس منٹ میں پیرامیڈک والے ضیشمہ کا آن سین معائنہ کر کے اسکو ہوش دلوانے کے بعد تفصیلی معائینے کے لیے قریبی ہسپتال لے گئے۔۔۔وہ سارا وقت اسکے ساتھ رہا تھا۔۔۔سنجیدہ چہرہ آنکھوں میں ڈر۔۔۔

نیم غنودگی میں بھی وہ اپنے ہاتھ کو پہنچنے والی گرمی سے واقف رہی تھی۔۔۔

اس نے اپنی ہتھیلی میں رکھی ان گرم انگلیوں کو دبا کر اپنی طرف سے تسلی دینے کی کوشش تو کی تھی۔۔۔مگر وہ یقین سے نہیں کہہ سکتی تھی کہ آیا سچ میں یہ عمل کیا ہے۔۔۔یا خواب تھا۔۔۔

نہ جانے کتنی دیر گزر گئی۔۔۔وہ اس نرس سے واقف تھی۔۔۔جو تھوڑے وقت بعد اسکی ڈرپ دیکھ جاتی یا کبھی کوئی انجیکشن ڈرپ میں ڈال جاتی۔۔۔

اب پھر کوئی آیا تھا۔۔۔وہ خازن کی غصے سے بھری آواز سُن سکتی تھی۔۔۔جو بہت دور سے آ رہی تھی۔۔۔وہ

شائد کمرے کے باہر کسی سے مخاطب تھا۔۔۔
”آپ لوگوں کی مطابق اگر اسکے اماغ کے سکین کی رپورٹ بالکل کلیر آئی ہے تو مجھے بتاتے کیوں نہیں ہو کہ یہ مسلسل بے ہوشی میں کیوں پڑی ہوئی ہے۔۔۔دو پہر سے شام ہوگئی ہے مگر ابھی تک مجھے کسی نے کوئی تسلی بخش خواب نہیں دیا ہے۔۔۔“
”مسٹر آپ تسلی رکھیں۔۔۔کیونکہ آپکی مسز بے ہوش ہر گز نہیں ہیں۔۔بلکہ سر کی معمولی چوٹ کی وجہ سے وقتی طور پر بے ہوش ہوئی تھیں۔۔پر دو پہر سے ہم انکو پُرسکون دواؤں کے زیر اثر رکھ رہے ہیں۔۔تاکہ آرام کرنے سے جو وقتی طور پہ انکو شاک پہنچا تھا۔اسکے اثرات کم ہو جائیں۔۔۔“
ضیشمہ آنکھیں کھولنا چاہتی تھی۔۔مگر یوں معلوم ہو رہا تھا۔۔جیسے بند آنکھوں پہ وزن رکھ کر انکو کھلنے سے باز رکھا گیا ہو۔۔۔انہی کوششوں کے دوران دماغ دوبارہ غنودگی میں چلا گیا۔۔۔
اگلی دفعہ جب وہ بیدار ہوئی تو کمرہ سورج کی روشنی سے بھرا ہوا تھا۔۔۔
مگر دماغی طور پہ وہ خود کو تروتازہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔
کمرے کا جائزہ لینے کے دوران دائیں طرف گردن موڑی تو بے اختیار لب وا ہو گئے۔۔۔
وہ کُرسی پہ بیٹھا بیٹھا ہی سویا ہوا تھا۔۔۔اتنا لمبا چوڑا وجود چھوٹی سی کُرسی پہ بمشکل پورا آیا تھا۔۔۔پھر بھی اس نے کرسی کی بیک کے اوپر سرہانہ رکھ کر اس پہ سر رکھا ہوا تھا۔۔۔
ضیشمہ دھیرے سے بغیر کوئی آواز پیدا کئے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔اور ہاتھ بڑھا کر خازن کے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔۔۔وہ ہنوز سوتا رہا۔۔۔ٹانگیں اوپر کو اٹھا کر پیر بیڈ پہ رکھے ہوئے تھے۔۔۔دونوں بازو سینے پہ باندھ رکھے تھے۔۔۔
ضیشمہ جب بیڈ سے اُتری تو سر میں ہلکا سی ٹیس اُٹھی۔۔۔جسے نظر انداز کرتی وہ واش روم تک گئی۔۔۔
دروازے کے بند ہونے کی آواز اسے نیند کی وادی سے کھینچ لائی۔۔۔پہلا خیال یہی آیا ضرور نرس یا ڈاکٹر راؤنڈ پہ آیا ہے۔۔۔
مگر کسی ڈاکٹر یا نرس کا دروازے میں نشان نہ پا کر بیڈ کی جانب دیکھ کر چونکا جو خالی تھا۔۔۔

پہلے بیرونی دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔۔کاریڈور خالی پڑا تھا۔۔۔
پھر خیال آنے پر واش روم کی جانب آیا۔۔۔اور ناک کیا۔۔۔
"کیا تم اندر ہو۔۔۔؟۔۔۔"
"نہیں باہر گلی میں ہوں۔۔۔"
"ٹھیک ہو۔۔۔؟۔۔۔"
"ایک دم۔۔۔"
چہرے پہ ہاتھ پھیر کی جمائی لیتا آ کر بیڈ پہ لیٹ گیا۔۔۔
تھوڑی دیر بعد پیپر ٹاول سے چہرہ صاف کرتی وہ باہر آئی۔۔۔
"السلام علیکم۔۔۔"
"وعلیکم السلام۔۔۔تمہیں زندہ سلامت پیروں پہ کھڑا دیکھ کر انتہائی خوشی محسوس کر رہا ہوں۔۔۔"
"میں بالکل ٹھیک محسوس کر رہی ہوں۔۔بس سر میں ہلکا سا درد ہے۔۔"
"تم میرے ساتھ تھیں۔۔۔چند منٹ بعد کہاں سڑک پہ خون میں لتھڑی مل رہی ہو۔۔۔میرا قصور ہے مجھے تمہارا ہاتھ تھام کر رکھنا چاہیے تھا۔۔۔"
"ہاں چھوٹی سی بچی ہوں نا جو ہاتھ تھام کر چلتی۔۔۔"
ضیشمہ بیڈ کے پاس جھکی اور خازن کے گال پہ پیار کیا۔۔
"پریشان کیوں ہوتے ہو اتنی آسانی سے تمہاری جان نہیں چھوٹنے والی۔۔"
"کم از کم یہی خیال کر لو کہ میں ہنی مون پہ ہوں۔۔کیسی فضول گوئی کر رہی ہو۔۔"
"کھانے کو کچھ ملے گا یا باتوں سے ہی پیٹ بھروں۔۔؟۔۔"
"کیا کھاؤ گی۔۔۔میں نیچے کیفے ٹیریا سے لے آتا ہوں۔۔"
"کیا میں نیچے نہیں جا سکتی؟۔۔۔"
"میرا خیال ہے ابھی کچھ دن ریسٹ کرو تو بہتر ہے۔۔کیفے تین منزل نیچے ہے۔۔۔تم ادھر بیڈ پہ بیٹھو میں

تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔۔۔"
" میں بالکل ٹھیک تمہارے سامنے کھڑی بول رہی ہوں۔۔اور تم جان بوجھ کر مجھے ٹال رہے ہو کہ تمہارے ساتھ نہ آؤں۔۔۔ ہائے میرے اللہ کہیں میرے سونے کے دوران اس نے یہاں کوئی ڈاکٹر تو نہیں پھنسا لی۔۔ پہلے بیوی کے ساتھ پیرس تک آگیا۔۔۔گلیوں بازاروں میں ساتھ لیے گھوما۔۔۔اور اب مجھے سُنا رہا ہے کہ تیسری منزل سے نیچے جانا مشکل ہے۔۔۔ جبکہ یہاں پر یقیناً لفٹ کی سروس موجود ہوتی ہے۔۔۔۔ بتاؤ مجھے کون ہے وہ۔۔جس کی گھنی زلفوں کے اسیر ہوئے ہو۔۔۔؟۔۔۔کون ہے وہ گلابی ہونٹوں والی جس نے بیوی تک بھلا دی۔۔۔؟۔۔کون ہے وہ ہرنی کی چال والی۔۔۔صراحی جیسی گردن والی۔۔۔ہائے فرینچ بیوٹی کا شکار ہوئے ہو میرا کیا بنے گا۔۔۔وہ ساری قسمیں جو تم نے شادی کی رات کھائیں تھیں۔۔۔"
اس سب کے دوران وہ سر کے نیچے دونوں باز ور کھے لیٹا نیم وا آنکھوں سے اسکو پوری دلچپی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔جو سٹار پلس کی ہیروئن بنی چہرے کے پوز مار مار کر بول رہی تھی۔۔۔مگر ضیشمہ کی کہی آخری لائن پہ فٹ بولا۔
" میں نے ایک قسم نہیں کھائی تھی۔۔۔"
" یعنی میرا کہا یہ اگر غلط ہے۔۔۔تو پہلے جو کچھ میں نے کہا وہ سب سچ ہے جو تم نے بغیر احتجاج کے سُن لیا۔۔۔"
" اگر تم مزید اپنا یہ کلام جاری رکھتیں تو میں سوچ چکا تھا۔۔۔"
" کیا سوچ چکے تھے۔۔۔"
" یہی کہ تمہارے ہر ہر اُس سوال کا بھی جواب دے دونگا۔۔جو تم نے پوچھا ہی نہیں۔۔۔کہ جس پہ فدا ہوا ہوں۔۔۔اس کی خوبصورتی نے کس کس انداز میں ڈسا ہے۔۔۔کیا کیا وار کیئے۔۔۔"
" اب تو تمہاری بڑی زبان چلے گی مگر جب میں نے ساتھ جانے کی بات کی زبان کو تالے لگ گئے۔۔۔"
" اُٹھا کر لے جاؤں۔۔۔"
" ہاتھ پکڑ سکتے ہو۔۔۔قسم کھاتی ہوں۔۔۔اب بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔پلیز ساتھ لے چلو۔۔۔اکٹھے بیٹھ کر ناشتہ کریں گے۔۔۔سوچو کتنا مزا آئے گا۔۔۔"
"ٹھیک ہے ہم واپس ہوٹل چلتے ہیں۔۔۔ناشتہ وہیں کریں گے۔۔۔"

"نیت میں ایک نیا فتور آ گیا کیا۔۔۔"

"آیا بھی ہو تب بھی قصور میرا تو نہیں ہے۔۔جب بیوی سامنے کھڑی ہو کر یوں ادائیں دکھائے تو شوہر بچارہ کیا کرے۔۔۔"

"تم جانتے ہو نا میں تمہیں سڈیوز نہیں کر رہی تھی۔۔۔بلکہ اپنے سٹائل میں منا رہی تھی۔۔۔"

"جو بھی کہو۔۔۔کامیاب رہی ہو۔۔۔"

ضیشمہ نے ہنستے ہوئے خازن کے سر کے نیچے سے سرہانہ کھینچ کر چہرے کے اوپر رکھ دیا۔۔۔

"میرے جوتے کہیں نظر نہیں آ رہے۔۔۔تمہیں کچھ خبر ہو۔۔؟۔۔"

"آخری دفعہ سڑک پہ گرے دیکھے تھے۔۔۔"

"تو تم نے اُٹھائے کیوں نہ؟۔۔۔"

"میرے لیے جوتوں سے اہم تم تھیں۔۔۔اسلیے اُنہیں وہیں چھوڑ دیا۔۔۔"

"اُف اب میں کیا پہنوں گی؟۔۔۔"

"یہ تو بہت بڑا مسئلہ ہے۔۔۔نارتھ کوریا اور امریکہ کے درمیان کی سرد جنگ سے بھی اہم۔۔۔"

"مذاق نہ کرو۔۔۔میں ننگے پیر ہوٹل تک جاتی انتہائی بیوقوف لگوں گی۔۔۔لوگ کیا سوچیں گے۔۔۔"

"لوگوں کی پرواہ نہیں کرتے۔۔۔۔میرے پاس تمہاری پریشانی کا حل موجود ہے۔۔۔مگر پہلے ڈاکٹر سے سب اوکے کی چٹ لے لو۔۔۔تب ہی جاؤ گی۔۔۔"

"اسکی کیا ضرورت ہے۔۔۔؟ چلو یونہی بھاگ چلتے ہیں۔۔۔ ہاتھوں میں ہاتھ لیے ہم دونوں آگے بھاگ رہے ہونگے۔۔۔پیچھے ڈاکٹر۔۔۔۔مگر ہم انکو ڈاج دیکر نکل جاتے ہیں۔۔۔پھر وہ ہسپتال سیکورٹی کو کال کریں گے۔۔۔وہ آگے پولیس کو بلائیں گے۔۔۔تمہاری اور میری تصویر کے پوسٹر سارے شہر میں چسپاں کیے جائیں گے۔۔۔میاں بیوی ایک دوسری کو ہسپتال کے بورنگ ماحول سے فرار کرواتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑے گئے۔۔۔"

"تمہارے سر پہ لگنے والی چوٹ کے اثرات صاف نظر آ رہے ہیں۔۔"

"پلیز چلو نا۔۔۔"

وہ اسکو بازو سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولی۔۔۔

وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

"تمہاری ڈریسنگ تبدیل ہونی ہے۔۔۔"

"تم کر دینا۔۔۔"

"میرے ہاتھوں سے درد زیادہ ہوگا۔۔۔"

"کوئی نہیں سہہ لونگی۔۔۔"

دونوں کے چہرے بالکل آمنے سامنے تھے۔۔۔ایک دوسرے کی نظروں میں دیکھ رہے تھے۔۔۔خازن نے انگلی کے پور سے اسکے چہرے پہ گرتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسایا۔۔۔

آنکھیں سکیڑتے ہوئے نرمی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"کوئی خاص وجہ۔۔؟۔۔کیوں یہاں سے جانے کی اتنی جلدی ہے؟۔۔۔"

"مجھے وحشت ہو رہی ہے۔۔۔"

ضیشمہ کی آنکھوں میں پانی کی تہہ اُبھرتی دیکھ کر خازن کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔دماغ نے کچھ حساب کتاب کیا۔۔وہ ضیشمہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہوئے بولا ۔۔۔

"چلو چلتے ہیں۔۔راستے میں کسی میڈیکل سٹور سے ڈریسنگ کا سامان لے لینگے۔۔۔"

ضیشمہ مسکرادی۔۔۔

خازن نے اسکا ہلکا سا بوسہ لیا۔۔اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اپنے جوتے اُتار کر ضیشمہ کے سامنے رکھ دیئے۔۔۔

"یہ پہن لو۔۔۔"

"تو تم کیا پہنو گے؟۔۔۔"

"میں نے موزے پہنے ہوئے ہیں۔۔۔ویسے بھی مجھے گرمی محسوس ہو رہی ہے۔۔۔ٹھنڈے فرش پہ سکون ملے گا۔"

"یعنی میں یہ محسوس نہ کروں کہ میری خاطر یہ کر رہے ہو۔۔؟"

"بالکل بھی نہیں میں اتنا اچھا انسان کبھی نہیں رہا ہوں۔۔"
دو منٹ بعد وہ نرسوں سے چوری ہسپتال کے خارجی دروازے کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔۔ضیشمہ نے خازن کے جوتے پہنے ہوئے تھے۔۔اور وہ خالی موزوں میں چل رہا تھا۔۔
خازن نے اسکو بازو سے تھام رکھا تھا۔۔جس پہ وہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔
"بتا بھی چکی ہوں بیمار نہیں ہوں۔۔پھر بھی میرے کہے پہ یقین نہیں ہے۔۔"
"کل تمہارا اتنا خون بہا ہے۔۔۔مان لیا کہ اس وقت دواؤں کے زیر اثر خود کو فریش محسوس کر رہی ہو۔۔مگر اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ ڈاکٹر پاگل ہیں۔۔۔جنہوں نے رات بھر تمہیں انڈر ابزرویشن رکھا۔۔۔اور میں انتہائی پاگل انسان تمہیں بھگا کر لے جا رہا ہوں۔۔"
"میرے اپنے کہنے پر لے جا رہے ہو۔۔۔ورنہ تم خود مان چکے ہو کہ تم اتنے اچھے نہیں ہو۔۔"
"وہی تو۔۔۔آپ کسی کے لیے تھوڑے سے نرم ہوں۔۔اگلا آپکو بٹر کی طرح ٹوسٹ پہ لگا کر مزے سے کھا جائے گا۔۔۔"
"نہیں نہیں۔۔میں آدم خور تھوڑی ہوں۔۔"
جب تک وہ لوگ فارمیسی سے مطلوبہ چیزیں لیکر ہوٹل پہنچے۔۔ضیشمہ کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔خازن کی کہی سچ ثابت ہو رہی تھی۔۔مگر اس نے خازن کو بتایا نہیں۔۔۔
اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی اعلان کر دیا۔۔۔
"مجھے بس پانی کے گلاس کے ساتھ درد کی دو گولیاں چاہیے ہیں۔۔۔"
"تمہاری طبعیت ٹھیک نہیں ہے نا؟۔۔"
"ویسے ٹھیک ہوں۔۔بس سر درد کر رہا ہے۔۔۔"
"کپڑے بدلنا چاہو۔۔تو منہ ہاتھ دھو کر بدل لو۔۔۔میں تمہارے کھانے کو کچھ منگواتا ہوں۔۔پھر دوا لینا۔۔"
ضیشمہ خازن کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے چینج کر کے فریش ہوگئی۔۔۔تب تک ناشتہ پہنچ گیا۔۔۔
دوا لیکر تھوڑی دیر لیٹی جس سے نیند تو نہیں آئی۔۔پر سر درد ایک دفعہ پھر غائب ہو گیا۔۔۔

وہ صوفے پہ نیم دراز تھی اور خازن دوسرے اینڈ پہ بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ کی سکرین پڑھ رہا تھا۔۔ایک نظر ضیشمہ پہ ڈالتے ہوئے بولا ۔۔جو غیر دلچسپی سے ٹی وی دیکھ رہی تھی۔۔

"ایک گیم کھیلتے ہیں۔۔۔"

"کیسی گیم۔۔"

"سوال و جواب کی۔۔۔میں تم سے سوال پوچھتا ہوں۔۔تم مجھ سے پوچھنا۔۔"

"کس قسم کے سوال۔۔؟۔۔۔"

"کچھ بھی جو ایک دوسرے کو جاننے میں مدد دے۔۔"

"اوہ اچھا۔۔۔"

"پہلا سوال میں پوچھوں یا تم پوچھ رہی ہو؟۔۔۔"

"تم پوچھو۔۔"

خازن نے لیپ ٹاپ سامنے میز پہ رکھا اور ایک ٹانگ دہری کرتا ہوا ضیشمہ کی جانب رُخ موڑ کر بیٹھا۔۔ اسکے پاؤں اپنی گود میں رکھے اور بولا ۔۔۔

"پہلا کرش۔۔؟۔۔۔"

ضیشمہ ہنسی۔۔۔

"یہ کیسا سوال ہے؟۔۔۔"

"جیسا بھی ہے جواب دو۔۔"

"عاقب جاوید۔۔۔"

"عاقب جاوید کرکٹر۔۔؟۔۔"

"بالکل۔۔"

وہ کھل کر ہنسا۔۔۔

ضیشمہ نے یہی سوال اُس پہ الٹا دیا۔۔۔

"اب تم اپنا پہلا کرش بتاؤ۔۔۔"

"میرا پہلا کرش ایک نہیں تھا۔۔۔میں ایک وقت میں دو عورتوں پہ فدا ہوا تھا۔"

ضیشمہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔۔۔

"نام بتاؤ۔۔۔پھر میں سوچوں کہ جیلس ہونا ہے یا نہیں۔۔"

"مرینا خان۔۔اور بابرہ شریف۔۔۔"

"مرینا خان تو تنہائیاں کے بعد پسند آئی ہونگی۔۔؟۔۔"

"نہیں۔۔۔دھوپ کنارے سے۔۔وین شی واز ان لو ود دیٹ ڈاکٹر آئی واز ان لو ود ہر۔۔۔"

ضیشمہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔۔

"ہاؤ کیوٹ۔۔۔اور بابرہ شریف کی کس پرفارمنس نے متاثر کیا؟۔۔"

"بیک ان نائنٹیز۔۔۔ہر ہفتے پی ٹی وی پہ ایک شو آیا کرتا تھا۔۔۔جس میں تمام فلموں کے گانے بجائے جاتے تھے۔۔اور ہر ہفتے میں سکرین کے آگے صرف ایک ہی گانے کے لیے بیٹھتا تھا۔۔۔جس میں بابرہ شریف تھیں۔۔"

"کونسا گانا تھا۔۔۔؟۔۔"

"مُنڈیا دوپٹہ چھڈ میرا۔۔۔"

ضیشمہ ہنستی چلی گئی۔۔۔وہ خود بھی مسکرا رہا تھا۔۔

"میں کبھی کبھی پریشان ہوتا تھا کہ مجھے کبھی اپنی ہم عمر لڑکی پہ کرش کیوں نہیں آیا۔۔۔اب تمہارے کرش کا سن کر مجھے اچھا محسوس ہو رہا ہے۔۔۔کیونکہ جس وقت عاقب جاوید کرکٹ کھیل رہے تھے۔۔تم کہیں پرائمری کی سٹوڈنٹ ہو گی اگلا سوال۔"

"زندگی کا سب سے بڑا خواب۔۔؟۔۔۔"

"میرا ایک ہی خواب ہے۔۔اور تم وہ جانتے ہو۔۔"

"ہاں باغبانی۔۔"

"بالکل ٹھیک جواب۔۔"

"بڑا ہی آسان خواب ہے۔۔۔"

"کہاں آسان ہے۔۔۔ناممکن سا خواب ہے۔۔زیادہ سے زیادہ ممالک کی مقامی پودے میرے باغ کا حصہ ہوں۔۔۔کیسے ہوسکتا ہے۔۔۔ابھی مجھے صرف فرانس کی سوغات ملے گی۔۔۔وہ بھی اگر تم نے وعدے کے مطابق جو پودے پرسوں خریدے تھے۔۔۔انکی شپمنٹ پاکستان کرواؤ گے۔۔۔"

"یس مائی لیڈی۔۔۔ہماری واپسی سے پہلے ہی تمہاری ڈیلوری پہنچ جانی ہے۔۔۔"

"پھر ہم لوگ جلدی واپس چلے جاتے ہیں۔۔میں نہیں چاہتی اتنی دور سے جانے والے پودے میری غیر موجودگی میں مرجائیں۔۔۔"

"مالی ہے تو۔۔۔وہ دیکھ لے گا۔۔۔"

"میں نے پرسوں کی ساری رات جاگ کر گوگل پہ ان پودوں کی بائیوگرافی پڑھی ہے۔۔۔مالی کو کیا سمجھ آئے گی۔"

"مالی ٹرینڈ آدمی ہے۔۔۔اس بارے میں اس وقت مزید کوئی بات نہیں ہو رہی۔۔۔اگلا سوال۔۔۔"

ضیشمہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔۔ابھی اپنا خواب تو بتایا نہیں۔۔۔"

"میری ماں سدا خوش رہیں۔۔۔اور میری خواہش یہی ہے کل جب وہ جنت میں ڈیڈی سے ملیں تو انکو یہ نہ کہیں کہ جس بیٹے کے زمہ تم مجھے وہاں چھوڑ کر آئے تھے۔۔۔تمہارے اُس بیٹے نے اپنی زمہ داری نہ نبھائی۔۔۔اس امتحان کی کامیابی کے لیے میں نے بہت محنت کی ہے۔۔۔اور اپنی آخری سانس تک میرا مشن جاری رہے گا۔۔۔اس لیے اتنی محنت کی ہے تاکہ کبھی ممی یا بہنوں کو مشکل وقت نہ دیکھنا پڑے۔۔"

"تمہارا مشن کامیاب ہے۔۔۔کیونکہ ممی کو تم پہ بڑا فخر ہے۔۔۔"

"جانتا ہوں۔۔۔مگر مالی حالات کو بہتر بنانے کے چکر میں کام اتنا پھیلا لیا ہے کہ اب میرے پاس ماں کے لیے وقت نکالنا مشکل ہوجاتا ہے۔۔۔کیونکہ ایک وقت تھا۔۔۔جب تین وقت کا کھانا بھی مشکل بات معلوم ہوتی تھی۔۔۔پر اب میں نے خود کو اتنا الجھا لیا ہے کہ دن کا ایک وقت کا کھانا بھی مشکل سے فیملی کے ساتھ کھا پاتا ہوں۔۔۔جس وقت آفس کے لیے نکلتا ہوں۔۔ممی اپنا قرآن کا سبق پڑھ رہی ہوتی ہیں۔۔۔ہر رات کہیں نہ کہیں ڈنر پہ انوائیٹ ہوتا ہوں۔۔۔"

"کوشش کر کے روٹین میں تبدیلی کرو۔۔۔اپنی جگہ فائز کو آفس کی زمہ داریاں دے دو۔۔۔"

"فائز پہلے ہی اپنے حصے سے زیادہ معاملات دیکھتا ہے۔۔۔"

"تو کوئی اور آدمی ڈھونڈ لو۔۔۔"

"کوشش کی جا سکتی ہے۔۔"

باتوں باتوں کے دوران ضیشمہ نیند کی وادی میں اُتر گئی۔۔۔

خازن اپنی جگہ پہ بیٹھا کتنی دیر اسکے چہرے کو سنجیدگی سے دیکھتا رہا۔۔۔

اتنے مختصر وقت میں دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب آئے تھے۔۔۔مگر خازن کو اندر ہی اندر وہ سارے جھوٹ تنگ کرتے تھے۔۔۔جو وہ ضیشمہ سے بول چکا تھا۔۔۔سارے جھوٹ اگر سچ ثابت ہو گئے تو پھر؟ یہ بات اسکو انتہا سے زیادہ تنگ کرنے لگی تھی۔۔۔ہر خوبصورت گفتگو کے بعد وہ خود اپنے آپ سے نظر چراتا تھا۔

یہی وجہ تھی ایک دفعہ بھول کر بھی اپنی گفتگو میں پیار محبت کا ذکر نہیں کرتا تھا۔۔۔نہ ہی اُس طرف جانا تھا۔۔۔کم از کم ضیشمہ کے ساتھ تو بالکل بھی نہیں۔۔۔

پھر آگے سوال آتا۔۔۔

"خازن ایاز کیا ساری عمر دوغلی زندگی جیو گے۔۔۔اور بڑھاپے میں خود سے نظر چراؤ گے کہ سچ کہنے کی ہمت نہ کر پائے۔۔۔بزدل بن کر ساری عمر نہیں گزاری جا سکتی۔۔۔

☆......☆......☆

"ضیشمہ آخر کتنی دفعہ ٹیرس کا چکر لگانا ہے۔۔؟۔۔"

ضیشمہ ٹھٹھکی۔۔۔رُکی اور ایک شرمندہ سی نظر بھابھی کی جانب ڈالی جو ہال میں بیٹھی مٹر نکال رہی تھیں۔۔۔

"مجھے خبر نہیں تھی آپ میرا جائزہ لے رہی ہیں۔۔"

"اچھا۔۔۔اب کیا پوچھ سکتی ہوں اتنی بے تابی کس بات کی ہے۔۔۔"

"وہ۔۔فائز کا میسج آیا تھا۔۔۔"

"کیا کہتا ہے؟۔۔"

"کہہ رہا تھا کہ وہ مجھے لینے آ رہا ہے۔"

"ہاں تو آ جائے گا تو چلی جانا اس طرح ٹیرس کے چکر لگانے سے وقت کو پر نہیں لگیں گے۔۔۔"

"نہیں مجھے فائز کا انتظار نہیں ہے۔۔"

"تو پھر۔۔؟۔۔۔"

بھابھی کے برابر بیٹھتے ہوئے اُس نے ٹوکری سے مٹر اُٹھا کر کھاتے ہوئے بتایا۔۔۔

"مجھے شک ہوا ہے کہ مجھے لینے کا فائز کی بجائے خازن خود آ رہا ہے۔"

"پر خازن سے تو کل تمہارے بھائی کی بات ہوئی تھی کہہ رہے تھے ابھی پاکستان آنے میں اُسکو کچھ دن لگیں گے۔۔"

"ہاں پر صبح ممی سے بات ہوئی تھی وہ کہہ رہی تھیں۔۔فائز ائیر پورٹ گیا ہوا ہے۔۔اب بھلا فائز کا ائیر پورٹ کیا کام۔۔یہی ہو سکتا ہے کہ خازن واپس آیا ہے اور مجھے سر پرائز دینے کے چکر میں بتایا نہیں ہے۔۔۔"

بھابھی نے نظر اُٹھا کر ضیشمہ کے سجے سنورے روپ کو دیکھ کر دل ہی دل میں نظر اُتاری شادی کو چار ماہ گزر گئے تھے اور ضیشمہ بالکل نئی والی ضیشمہ بن گئی ہوئی تھی۔۔گالوں پہ لالی ہونٹوں پہ ہمہ وقت رہنے والی مسکراہٹ۔۔۔یہ تبدیلی خازن کی نوازی ہوئی تھی۔۔۔

بھابھی مسکراتے ہوئے بولیں۔۔۔

"شادی کے بعد یہ دوسری دفعہ تم ہماری طرف رُکی ہو اور وہ بھی پچھلی دفعہ صرف ایک رات کے لیے اور اس دفعہ دو راتیں ہوئی ہیں۔۔اس دوران بھی آدھا وقت تم فون پہ اپنی ساس اور نندوں کے ساتھ مصروف رہی ہو۔۔۔یعنی ہماری تو اب کوئی ویلیو ہی نہیں ہے۔۔پہلے فون کر کر کے تمہیں بلایا ہے۔۔۔اب اتنی جلدی واپس جا رہی ہو۔۔۔"

"ایسی تو کوئی بات نہیں بھابھی آپ تو جانتی ہیں۔۔۔میں ادھر آؤں تو ممی گھر پہ اکیلی رہ جاتی ہیں۔۔۔انکو بلڈ پریشر کا مسئلہ ہے اسلیے دل نہیں مانتا اُنکو چھوڑ کر آنے کو۔۔جبکہ خازن بھی ادھر نہیں ہے۔۔۔آپ فکر نہ کریں اب سے جلد چکر لگا لیا کرونگی۔۔۔ہاں رات رُکنے کا وعدہ نہیں کر سکتی۔۔۔"

"میری جان تم اپنے گھر ہنسو بسو ہمیں اور کیا چاہیے۔۔اللہ تمہیں اپنی رحمتوں سے نوازیں۔۔۔سدا سہاگن رہو۔"

ضیشمہ نے دل میں آمین بولا۔۔تبھی گیٹ پہ ہارن بجا تھا۔۔۔بھابھی نے شرارتی نظروں سے اُسکو دیکھا تھا ۔۔اور اُس نے بڑی مشکل سے خود کو بھاگ کر ٹیرس پہ جانے سے روکا تھا۔۔۔

اگلے چند منٹ گھنٹوں جیسے معلوم ہوئے تھے۔۔۔مگر جب دانیال نے آ کر بتایا ڈرائیور لینے کے لیے آیا ہے تو سب کے سامنے وہ بڑی مہارت سے اپنی مایوسی چُھپا کر سب سے ملنے کے بعد الوداع بول کر ڈرائیور کے ساتھ روانہ ہوگئی۔۔۔

"مجھے لینے کے لیے تو فائز آرہا تھا پھر کیا ہوا؟۔۔"

اُس نے ڈرائیور سے پوچھا جس پہ وہ لا علمی کا اظہار کرتے ہوئے بولا ۔۔۔

"بی بی جی میں کچھ کہہ نہیں سکتا مجھے تو بڑی بیگم صاحبہ نے بھیجا ہے۔۔"

"اچھا۔۔۔۔"

"جی۔۔"

"چلو ٹھیک ہے۔۔"

کھڑکی سے باہر کے دوڑتے مناظر کو دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی۔۔

اس آدمی کے بغیر اب تو سارا شہر ویران معلوم ہوتا ہے۔۔نہ جانے کب اپنے بزنس ٹور سے واپس آئے گا ۔۔۔می ٹھیک کہتی ہیں۔۔آئیندہ میں اس کے ساتھ ہی چلی جایا کرونگی۔۔۔اچھی بھلی آفر کر رہا تھا۔۔میں نے خود ہی انکار کر دیا۔۔اور اب بھگت رہی ہوں۔۔کیا اُسکو میری یاد نہیں آتی ہوگی؟؟۔۔۔

مجھے تو ایک پل کو اسکا خیال نہیں بھولتا۔۔۔ ہائے کتنا اچھا ہو نہ جب گھر پہنچوں تو وہ بھی وہیں موجود ہو۔۔۔ اتنے دن ہوگئے اسکا چہرہ ہوئے۔۔"

ڈرائیور نے گھر کے گیٹ پہ ہارن مارا تو وہ خیالوں کی دنیا سے باہر آئی۔۔۔

گیٹ کھل گیا گیراج میں خازن کی گاڑی پارک دیکھ کر دل کی دھڑکن نے سپیڈ پکڑ لی تھی ۔۔۔ جیسے ہی ڈرائیور نے گاڑی پارک کی وہ گاڑی سے نکل کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

ہال کا دروازہ کھولتے ہی نظر سیدھی فائز پہ پڑی تھی جو ہاتھ میں کچھ فائلز لیے می کے بیڈروم کے باہر کھڑا تھا۔۔

وہ متوازن قدموں سے چلتی کمرے تک آئی۔۔۔ابھی فائز کے اشارے سے کئے گئے سلام کا جواب دینے ہی لگی تھی کہ اندر سے آتی خازن کی آواز سُن کر خشگوار حیرت کے تحت خاموش رہ گئی۔۔مگر اسکے الفاظ سمجھنے کے بعد حیرت مزید سوا ہوگئی۔۔۔وہ اپنی ماں سے اُلجھ رہا تھا۔آواز میں دنیا بھر کی بیزاری تھی۔۔۔

"ڈرائیور کو بھیجنے سے پہلے مجھ سے تو پوچھ لیا ہوتا۔"

"کیا پاگلوں جیسی بات کررہے ہو۔۔۔اس میں تم سے اجازت لینے کی کیا ضرورت تھی۔۔تم اتنے دنوں بعد گھر آئے ہو۔۔۔تم نے خود تو اسکو اپنی آمد سے مطلاع نہیں کیا اب الٹا مجھے موڈ دکھا رہے ہو۔۔"

"ممی اگر مجھے اس وقت اسکی ضرورت ہوتی تو میں خود اُس سے رابطہ کرلیتا۔۔۔ایک تو میں پہلے ہی ایک ڈیل کی وجہ سے پریشان ہوں اوپر سے اب مجھے بیوی کے چونچلے دیکھنے پڑیں گے۔۔۔"

"خازن۔۔۔!!۔۔یہ تم کس انداز میں بات کررہے ہو۔۔؟۔۔پہلے ہی میں دیکھ رہی ہوں۔۔۔پورا ایک ماہ باہر رہے ہو اور اس دوران چند ایک بار ہی تم نے ضیشمہ سے رابطہ کیا ہے۔۔۔تمہارے اس لاپرواہ رویے کی وجہ جان سکتی ہوں۔۔"

"میرے پہ کام کا پریشر ہے۔۔اب شادی کرلینے کا یہ مطلب تو نہیں ہے نہ کہ انسان چوبیس گھنٹے بیوی کی شان میں قصیدے پڑھتا رہے یا اسکے گھٹنے سے لگ کر بیٹھ جائے۔۔۔پورے تین ماہ اسکو وقت دیا ہے۔۔ہنی مون کے لیے پیرس لیکر گیا تھا۔۔۔تب پورا ماہ صرف اسی کے ساتھ گزارا نہ کوئی کام کیا نہ آفس کی خبر لی۔۔۔اب ساری زندگی تو ایسے نہیں گزرتی کام نہیں کرونگا تو کھائیں گے کہاں سے۔۔۔"

"خازن چُپ کرجاؤ۔۔۔ورنہ میرے دماغ کی کوئی نس ضرور پھٹ جائے گی۔۔۔مجھے اپنی سماعت پہ یقین نہیں آرہا ہے کہ یہ سب کچھ تم کہہ رہے ہو۔۔۔اپنی اس بیوی کے لیے جسکو تم اپنی مرضی اور چاہت سے بیاہ کرلائے ہو۔۔۔خدا کا نام لو ابھی تم لوگوں کی شادی کو جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے اور یہ عالم ہے۔۔۔اور دوسری طرف تمہاری بیوی ہے جس کے پاس صبح سے شام تک تمہاری ذات کے علاوہ کوئی موضوع نہیں ہوتا۔۔۔خازن یہ خازن وہ۔۔۔اور خازن صاحب یہ رنگ دکھا رہے ہیں۔۔۔یہاں سے چلے جاؤ میں نہیں چاہتی ضیشمہ تمہارا یہ روپ دیکھے۔۔

ضیشمہ نے ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ نظر اُٹھا کر فائز کی جانب دیکھا۔۔۔جس نے شرمندگی سے دھیمے

سے بولتے ہوئے صفائی دینی چاہی۔۔۔

"بھابھی وہ آفس کے ایک معاملے پہ پریشان ہیں۔۔۔"

ضیشمہ نے ہاتھ اُٹھا کرنفی میں سر ہلا کر اُس کو منع کر دیا۔۔۔ایک نظر بیرونی دروازے پہ ڈالی جہاں سے کچھ منٹ پہلے اندر آتے ہوئے وہ خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین اور خوش لڑکی سمجھ رہی تھی۔۔۔پھر ایک نظر اوپر اپنے بیڈ روم کو جانے والی سیڑھیوں پہ ڈالی۔۔۔

کمرے میں قدموں کی چاپ اُبھری۔۔۔دو سیکنڈ بعد دروازہ کھلا اور وہ دروازے کے فریم میں نمودار ہوا۔۔۔

ضیشمہ کی دروازے کی جانب پشت تھی۔۔۔

خازن کے سینے سے گہری سانس خارج ہوئی۔۔۔جس نے ضیشمہ کے جسم کی لوئیں کھڑی کر دیں۔۔۔اُس نے مڑ کر نہیں دیکھا۔۔۔حالانکہ دل کتنا چاہ رہا تھا۔۔۔ایک نظر ہی سہی مگر اسکا چہرہ تو دیکھے۔۔۔مگر دل کی ان سنی کر کے اُس نے قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھا دیئے۔۔۔

خازن نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔۔۔اور سرگوشی کی۔۔۔

"کیا کُچھ سُن کر گئی ہے؟۔۔۔"

فائز نے افسوس سے بتایا۔۔

"سب کُچھ۔۔"

خازن نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔گہری نظروں سے ضیشمہ کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھتا رہا۔۔۔یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی۔۔۔

☆......☆......☆

"جو ہونا تھا وہ تو ہوگیا چلو آفس کے لیئے نکلیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔"

"آپ رُک جائیں میٹنگ میں دیکھ لونگا۔۔۔"

خازن نے گھور کر فائز کو دیکھا اور سرد آواز میں بولا۔۔۔

"فائز صاحب میری بیوی سے ہمدردی پالنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔کیونکہ۔۔جو باتیں اُس نے میری

زبان سے سُنی ہیں ۔۔۔وہ اُس زہر سے ہزار درجے بہتر ہیں جو کسی اور کی زبان سے اُس تک پہنچتا ہے۔۔۔"

"سر اس سب کے بعد مجھے نہیں لگتا بھابھی آج رات والی پارٹی میں آپکے ساتھ جا پائینگی ۔۔۔جبکہ اُنکا جانا ضروری ہے ۔۔۔کم از کم مخالف پارٹی کی بولتی تو بند ہوگی ۔۔۔"

"ضیشمہ مجھے انکار نہیں کرے گی ۔۔۔مگر میں اسکو ساتھ لیکر نہیں جانا چاہتا ہوں ۔۔۔"

گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ آرام دہ حالت میں بیٹھنے کے بعد اُس نے ایک نظر اوپر اپنے بیڈ روم کی جانب ڈالی جہاں لائٹ جل رہی تھی ۔۔۔۔

وہ اس وقت تک کھڑکیوں سے چھن کر آتی روشنی کو دیکھتا رہا جب تک گاڑی گھر سے نکل نہیں گئی ۔۔۔



"کیا وہ مجھ سے اکتا گیا ہے؟ ۔۔۔"

"مگر اُس نے خود بتایا تھا وہ مجھے پسند کرتا ہے ۔۔۔"

"پسند کا کیا ہے ۔۔۔کئی لوگ پسند آتے ہیں پھر پسند ناپسند میں بدل جاتی ہے ۔۔۔"

"مگر اتنی جلدی تو نہیں بدل سکتا؟ ۔۔۔"

"کیا اُس نے کبھی انتہائی قرب کے لمحات میں بھی محبت کا اظہار کیا ہے؟ ۔۔۔"

خود سے کئے گئے اس سوال پہ ضیشمہ کا دل تھمتا محسوس ہوا ۔۔۔۔

"نہیں اُس نے ابھی تک مجھ سے محبت کا اظہار نہیں کیا ہے ۔۔۔"

"تو کیا پسندیدگی ۔۔۔محبت میں بدلنے کی بجائے ۔۔۔نفرت میں بدل گئی؟ ۔۔۔مگر وجہ کیا ہوئی ۔۔۔؟ ۔۔۔ ایسے ایک دم سے کون بدلتا ہے؟ ۔۔۔تو کیا ابھی تک یہ مجھ سے مروت میں تعلق داری نبھاتا رہا ہے؟ ۔۔۔مگر مروت کیوں ۔۔؟ ۔۔۔

سوچ سوچ کر دماغ کی نسیں پھٹی جا رہی تھیں ۔۔۔مگر سوالوں کے جواب مل کر نہیں دے رہے تھے ۔۔۔

دروازے پہ دستک ہوئی ۔۔۔اُس نے جلدی سے آنکھیں صاف کر کے ٹشو ڈسٹ بن میں پھینکا ۔۔۔کتاب ہاتھ میں پکڑ کر بیڈ کی بیک سے ٹیک لگا کر خود کو لاپرواہ ظاہر کیا ۔۔

"کون۔۔؟"

"بی بی جی میں ہوں۔۔۔"

ملازمہ کی آواز پہ اُس نے اجازت دی۔۔

"اندر آجاؤ کیا بات ہے؟۔۔"

ملازمہ اندر آئی اور اُسکو جانچتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"بڑی بیگم صاحبہ نے بھیجا ہے کہہ رہی ہیں آپکو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔۔۔"

"نہیں۔۔۔اس وقت بس نیند آرہی ہے۔۔۔"

"وہ آپکا سر درد اب کیسا ہے؟۔۔"

"ٹھیک ہے میں نے پیناڈول لے لی تھی۔۔۔اب کافی فرق ہے۔۔۔"

"ٹھیک ہے بی بی جی میں چلتی ہوں۔۔کسی بھی چیز کی ضرورت ہوئی تو بزر بجا دیجئے گا۔۔۔اور ہاں فائز بھائی کا فون آیا تھا۔۔۔وہ اور صاحب جی کسی پارٹی میں گئے ہوئے ہیں۔۔۔صاحب جی آج رات کو دیر سے گھر آئینگے۔۔۔"

ضیشمہ کی بے اختیار نظر کلاک پر پڑی جہاں رات کے بارہ بج رہے تھے۔۔۔دل میں سوچا۔۔۔دوسری تاریخ شروع ہوگئی اس سے زیادہ دیر کیا ہوگی۔۔۔

"ممی کو میری طرف سے ایک دفعہ پھر شب بخیر بول دینا۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔"

ملازمہ چلی گئی۔۔۔اُس نے ہاتھ میں پکڑی کتاب ایک طرف ڈالی۔۔۔

ڈنر اُس نے ممی کے ساتھ ہی کیا تھا۔۔۔یہ ظاہر کروائے بغیر کہ دل پر کیا بیتی تھی۔۔۔ممی یہی سمجھی تھیں کہ وہ خازن کے آفس چلے جانے کے بعد ہی پہنچی ہے اسلیے ملاقات نہیں ہو پائی۔۔۔اُس وقت دل زیادہ دُکھا جب وہ اپنے بیٹے کی جانب سے ضیشمہ سے ملنے کے اشتیاق کو جتا رہی تھیں۔۔۔وہ چاہ کر بھی کہہ نہ پائی مت جھوٹ بولیں زخموں پہ نمک کی طرح لگ رہا ہے۔۔۔

شب خوابی کا لباس پہن کر ڈریسنگ روم سے نکلی تھی جب فون کی ٹون نے متوجہ کیا۔۔۔

پہلا خیال یہی آیا۔۔۔میکے سے کسی کا میسج ہے۔۔۔

مگر سامنے خازن کا نام دیکھ کر تجسس ہوا آخر کیا کہنے کو میسج کیا ہے۔۔۔

جلدی سے پڑھنے لگی۔۔۔

"شوہر اگر غصے میں کچھ غلط سلط بول جائے تو اچھی بیوی کو دل پہ نہیں لینا چاہیے۔۔۔"

ضیشمہ کا جی چاہا کاش اس وقت وہ سامنے ہوتا تو وہ یہی فون اُس کے سر پہ دے مارتی۔۔۔۔

اُس نے جواب میں کُچھ نہیں کہا۔۔۔ بس ایپ بند کر کے فون واپس رکھ دیا۔۔۔ جبکہ دوسری جانب وہ ابھی بھی آن لائن تھا۔۔۔۔

پورے ایک منٹ بعد ٹون دوبارہ بجی۔۔۔۔

اُس کے بال برش کرتے ہاتھ تھمے جلدی سے آ کر ایک دفعہ پھر میسج کھول کر پڑھنے لگی۔۔۔۔

"میں بہت زیادہ پریشان تھا۔۔۔"

ایپ بند کی اور بال کنگھی کرنے لگی۔۔۔

ایک منٹ گزرا۔۔۔ ٹون بجی۔۔۔۔

"کیا ہوا جو ہر دو پل بعد تمہیں فون کر کے یہ نہیں بتایا کہ تمہیں بڑا یاد کرتا ہوں۔۔۔ تمہارے بغیر دنیا اداس لگتی ہے۔۔۔"

"اتنی زیادہ صفائیاں آج تک اپنی ماں کو بھی نہیں دی ہیں۔۔۔"

اگلے دس پندرہ منٹ تک یہی عمل جاری رہا وہ میسج پڑھ کر ایپ بند کر دیتی۔۔۔ پورے ایک منٹ بعد دوبارہ بیل ہوتی۔۔۔۔

"میں گاڑی میں بیٹھا ہوا ہوں۔۔۔ جب تک جواب نہیں دو گی۔۔۔ گھر نہیں آؤں گا۔۔۔"

"اگر زندگی پیاری ہے تو گاڑی میں ہی رہو۔۔ گھر آؤ گے تو میرے ہاتھوں زندہ نہیں بچو گے۔۔۔"

"تمہارے ہاتھوں سے ملی موت بھی قبول ہو گی۔۔"

"بکواس کرنے میں تمہارا ثانی کوئی نہیں ہے۔۔۔"

"میں بہت بڑی مصیبت سے بچا ہوں۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔؟۔۔۔"

"میری مخالف پارٹی نے میرے خلاف سازش کی تھی اگر وہ کامیاب ہو جاتے تو کروڑوں کا نقصان تو ہونا ہی تھا۔۔ساتھ ساتھ میری کاروباری ساکھ کی ماں بہن ہو جانی تھی۔۔۔یہ دونوں نقصان پھر بھی قابل قبول ہوتے مگر وہ میری ذاتی زندگی کو بھی نشانے پہ رکھے ہوئے تھے۔۔۔"

"ہر کوئی تو تم سے محبت کرتا ہے پھر یہ دشمن کہاں سے آ گئے۔۔۔"

"یہ دشمن بھی کسی وقت کے اچھے دوست رہے ہیں۔۔۔اسی لیے میرے پلس مائینس پوائینٹس جانتے ہیں۔"

"کیا ابھی بھی پریشان ہو؟۔۔۔"

"نہیں اب نہیں۔۔۔آج ملک کی بزنس کمیونٹی کے اعزاز میں اشاعیہ تھا۔۔۔وہاں پہ میری کمپنی کی تعریف ہوئی ہے۔۔۔مجھے اس سال کے بہترین کاروباری نوجوان کا نام دیا گیا ہے۔۔سب کے منہ بند ہو گئے ہیں۔۔۔"

"مجھے کیوں یہ سب بتا رہے ہو۔۔؟۔۔"

"تمہارا دل نرم کرنے کی کوشش میں۔۔۔"

"تو کیا میں بتاؤں کہ کوشش ناکام ہوئی ہے یا خود سے سمجھ آ گئی؟۔۔۔"

"ضیشمہ۔۔۔"

"ہوں۔۔"

"میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔۔۔"

"تو مجھے بتانے کی کیا ضرورت ہے جو سوچ رہے ہو سوچتے جاؤ۔۔۔۔"

"تم میری اتنی سی غلطی معاف کرنے میں ناکام ہو رہی ہو۔۔۔اگر کل کو میرا کوئی بہت بڑا گناہ تمہارے سامنے آ گیا تو کیا کرو گی؟۔۔۔تم تو ایک پل میں مجھے دھتکار دو گی۔۔۔"

ضیشمہ کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔۔۔

یہ ایسی بات کیوں کر رہا ہے۔۔۔اگلے پل ٹائپ کر رہی تھی۔۔۔

"تم جہاں بھی ہو فوراً گھر آؤ۔۔۔جو بھی بات ہو گی آمنے سامنے ہو گی فون پہ نہیں۔۔۔"

"تمہارے سامنے بیٹھ کر بات کرنا مشکل ہوتا ہے۔۔۔مجھے فون پہ ہی اپنی کہہ لینے دو۔۔۔"
"تم آرہے ہو۔۔۔یا میں تمہیں ڈھونڈنے کو باہر نکلوں۔۔؟۔۔۔بے حس انسان پورا ایک مہینہ ہوگیا ہے مجھے تمہاری سڑی ہوئی شکل دیکھے ہوئے۔۔۔"
"جسکو تم سڑی ہوئی شکل کہہ رہی ہو۔۔۔جانتی ہو کتنی پریوں کے دل اس شکل کو دیکھ کر دھڑکتے ہیں۔۔۔"
وہ ننگے پیر کمرے سے نکل آئی تھی۔۔۔اتنی بڑی حویلی نما گھر میں اس وقت اسکے علاوہ ایک ممی ہی موجود تھیں۔۔۔جو یقیناً سو رہی تھیں۔۔۔باقی رہے نوکر تو وہ اپنے کوارٹروں میں محوِ خواب تھے۔۔۔
فون کو کندھے اور کان کے درمیان دبا کر ہاتھوں سے اپنے سلک کے گاؤن کی ڈوریاں بند کرتی نیم اندھیرے میں سیڑھیاں اتر رہی تھی۔۔۔ساتھ ہی فون ملا دیا۔۔۔چھوٹتے ہی بولی۔۔
"میرے سامنے اپنی فدائیوں کا ذکر مت کرو۔۔۔"
"کیوں۔۔؟۔۔کیا جیلسی ہوتی ہے؟۔۔۔"
ضیشمہ کی دھڑکن تھمی۔۔۔مگر صرف دو سیکنڈ کے لیے اسکے بعد وہ پورے اعتماد سے کہہ رہی تھی۔۔۔
"ہاں۔۔۔جیلسی ہوتی ہے اور بہت زیادہ جیلسی ہوتی ہے۔۔۔"
دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔۔۔پھر دھیمے لہجے میں بولا۔۔۔
"مجھے بھی بہت جیلسی ہوتی ہے۔۔۔"
ضیشمہ نے مسکراتے لبوں سے پوچھا۔۔۔
"کس سے؟۔۔۔میرے لیے کون آہیں بھرتا ہوگا۔۔۔"
"میں۔۔۔"
ضیشمہ کی ہنسی بے اختیار تھی۔۔۔
"خود ہی آہیں بھرتے ہو۔اور خود ہی جیلس ہوتے ہو۔۔۔کیسا مذاق ہے؟۔۔۔"
"میں خود سے نہیں اُس شخص سے رقابت محسوس کرتا ہوں۔۔۔جو تمہاری زندگی میں نہ ہو کر بھی تمہارے دل میں رہتا ہے۔۔۔اور ایک میں ہوں۔۔۔"

ضیشمہ جہاں تھی وہیں رک گئی۔۔

دونوں جانب خاموشی۔۔۔۔

"خازن۔۔۔۔"

جواب میں خاموشی۔۔۔۔

اس دفعہ وہ سخت لہجے میں بولی۔۔۔

"خازن ایاز۔۔۔"

"جی ضیشمہ۔۔۔"

"تمہارا رویہ میری سمجھ سے باہر ہے۔۔۔کیا چاہتے ہو؟۔۔۔مجھ سے اکتا گئے ہو۔۔؟۔۔۔جان چھڑوانا چاہتے ہو تو میرے سامنے آ کر میرے منہ پہ کہو۔۔۔"

جواب میں پھر خاموشی۔۔۔

"کہاں ہو۔۔؟۔۔۔"

"بولتے کیوں نہیں ہو۔۔۔؟۔۔۔"

وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی جانب چل پڑی۔۔۔

"میرا دماغ ٹھکانے پہ نہیں ہے۔۔۔اسلیے بہتر یہی ہے کہ میں خاموش ہی رہوں۔۔۔پھر کوئی الٹی سیدھی بکواس کر دوں گا۔۔۔"

"گھر آؤ۔۔۔"

"نہیں آؤنگا۔۔۔"

"میسج میں کیا کہا تھا تم نے میں کہوں گی تو گھر آؤ گے۔۔۔اب میں کہہ رہی ہوں۔۔۔گھر آؤ۔۔۔"

"میں نے سوچا تھا یہ کھیل بہت آسان ہوگا۔۔۔مگر نہیں یہ آسان نہیں ہے۔۔۔انتہائی مشکل ہے۔۔۔میں ایک ماہ ملک سے باہر رہا ہوں۔۔۔صرف تمہاری وجہ سے۔۔۔۔میرے کاروبار میں جو مسلہ ہوا وہ بھی اسی کا نتیجہ ہے۔۔۔ورنہ میں دیکھتا کس میں جرات ہے جو مجھے بلیک میل کرتا۔۔۔مگر اُس عورت نے کارڈ ہی وہ کھیلا کہ میں

ڈر گیا تھا۔۔۔"

"کس عورت نے۔۔۔؟۔۔۔کیا کارڈ۔۔۔؟۔۔۔مجھے کچھ بتاؤ گے یا پاگل کر کے سکون آئے گا۔۔۔"

"ضیشمہ سو جاؤ۔۔۔"

اتنا کہہ کر اس نے کال بند کر دی۔۔۔

ہال کے کھلے دروازے میں وہ ننگے سر ننگے پیر کھڑی تھی۔۔۔

غصے سے نتھنے پھول رہے تھے۔۔۔جی یہی چاہ رہا تھا ایک دفعہ خازن سامنے آئے تاکہ اسکا منہ توڑ کر اندر کی آگ ٹھنڈی کر سکے۔۔۔

وہ اتنا روئی تھی اب جسم کا شوگر لیول لو لگ رہا تھا۔۔۔

اُس نے سوچے بغیر فائز کا نمبر ملایا۔۔۔

دوسری بیل پہ کال اُٹھا لی گئی۔۔۔

"جی۔۔۔؟۔۔۔"

"خازن کدھر ہے۔۔۔؟۔۔"

"گھر کے باہر۔۔۔"

"میں گیراج کے پاس کھڑی ہوں۔۔۔اور یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔"

"انکی گاڑی گیٹ کے باہر سڑک پہ پارک ہے۔۔۔"

"کیا گاڑی میں اکیلا ہے یا ساتھ کوئی اور بھی ہے۔۔۔"

"اکیلے ہی ہیں۔۔۔بھابھی آپ انکو وہیں رہنے دیں۔۔۔آپ آرام کریں۔۔۔کل تک نارمل ہو جائیں گے۔"

ضیشمہ نے غصے سے کال کاٹ دی۔۔۔

واپس بیڈ روم میں جا کر جوتے اور دوپٹہ لیکر نیچے آئی۔۔۔

چوکیدار نے گیٹ کا تالا کھول دیا۔۔۔

گیٹ سے نکل کر سڑک کے دائیں جانب دیکھا۔۔۔سٹریٹ لیمپ کی روشنی میں ایک دو گاڑیاں کھڑی نظر تو

آئیں۔۔۔مگر ان میں خازن کی گاڑی نہیں تھی۔۔۔

اس نے گردن موڑ کر دوسری جانب دیکھا۔۔۔وہاں صرف ایک ہی کار رُکی ہوئی تھی۔۔۔

گاڑی کافی فاصلے پہ تھی۔۔۔ضیشمہ نے آنکھیں میچ کر غور سے دیکھا تب ڈرائیونگ سیٹ پہ ہیولا سا نظر آیا۔۔۔

دل کو سکون سا آ گیا۔۔۔

چوکیدار سے مخاطب ہوئی۔۔۔

"تم دروازہ بند کرلو۔۔۔میں تمہارے صاحب کے پاس جارہی ہوں۔۔۔"

چوکیدار گاڑی دیکھ چکا تھا۔۔۔اسلیے اثبات میں سر ہلاتے اندر چلا گیا۔۔۔

وہ قدم قدم چلتے گاڑی تک آئی۔۔۔

وہ اپنی جگہ ساکت بیٹھا اسکو آتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہ عورت کتنی پیاری ہے۔۔۔میں فیصلہ نہیں کر پاتا ہوں۔۔۔اسکا دل زیادہ پیارہ ہے یا اسکی صورت زیادہ پیاری ہے۔۔۔

ضیشمہ ایک دم سے اندر نہیں آئی۔۔۔بلکہ گاڑی کے پاس آ کر بالکل سامنے رُکی۔۔۔

اب آنکھوں میں حیرت بھرے یک ٹک اسکو دیکھے جارہی تھی۔۔۔لیمپ کی زرد روشنی میں خازن داڑھی بڑھا چہرہ اسکو بیمار دیکھا رہا تھا۔۔۔

حیرت کی جگہ پریشانی نے لی۔۔۔

اگلے پل وہ ڈرائیور کے برابر والی سیٹ سنبھال چکی تھی۔۔۔

خازن نے اسکی جانب دیکھے بغیر گاڑی اندر سے لاک کر دی۔۔۔

جیسے ہی خازن کی خوشبو ضیشمہ کے نتھنوں سے ٹکرائی۔۔۔اس نے مزید گہری سانس اندر کھینچی۔۔۔

"مجھے بتاؤ تمہیں کیا ہوا ہے؟۔۔۔"

"یہ حالت کیوں بنائی ہوئی ہے۔۔۔"

وہ تمسخر اڑانے والے انداز میں ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

" ظالم محبت ہوگئی ہے۔۔۔"

ضیشمہ اپنی سیٹ میں زرا مڑی اور پوری طرح خازن کی جانب منہ کر کے بیٹھ کر لگی اسکو پڑھنے۔۔۔

"کس سے ہوئی ہے۔۔۔"

وہ ایک دفعہ پھر ہنسا۔۔۔نظریں ابھی بھی گاڑی کے تاریک پڑے سپیڈ ڈائل پہ جمی ہوئی تھیں۔۔ماتھے پہ دو بل نمایا تھے۔۔۔

ایک دم گردن موڑ کر اسکی آنکھوں میں سرخ نظریں گاڑھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا ۔۔۔

"تم سے۔۔۔"

ضیشمہ سانس لینا بھول گئی۔۔۔

خازن نے نظر ہٹائی۔۔۔ضیشمہ کو جیسے غوتا لگا۔۔۔۔

کھانستے ہوئے بولی۔۔۔

"کیا یہ پریشانی والی بات ہے؟۔۔۔"

" ہاں۔۔۔بہت بڑی ہریشانی ہے۔۔۔"

" اسکا حل کیا ہوگا۔۔۔؟"

" میں سوچ سوچ کر زہنی طور پہ مفلوج ہو رہا ہوں۔۔۔مگر کوئی حل نظر نہیں آ رہا ہے۔۔۔ پہلے مجھے یہ تھا تم سے شادی کر لونگا۔۔۔اندر کی بے چینی ختم ہو جائے گی۔۔۔"

"کیسی بے چینی۔۔۔؟۔۔۔"

" مجھ سے وہ سوال مت پوچھو جسکا جواب تمہیں مجھ سے دور کر دے گا۔۔۔"

ضیشمہ نے اپنے لبوں کو زبان سے تر کیا۔۔۔اور بے بسی سے بولی۔۔۔

" خازن مجھے پریشانی ہو رہی ہے ۔۔۔سچ مچ والی پریشانی ۔۔۔آج کا سارا دن تمہارے رویے کی گتھیا سلجھاتے گزر رہا ہے۔۔۔مگر میرے ہاتھ کوئی سرا نہیں آ رہا ہے۔۔۔میری مدد کرو پلیز۔۔۔مجھے آسان اور سیدھے لفظوں میں بتاؤ کیا ہوا ہے؟۔۔۔"

"جانتی ہو تمہارا اور میرا بلڈ گروپ ایک ہے۔۔۔"

"مجھے نہیں یاد میں نے کبھی تمہیں اپنا بلڈ گروپ بتایا ہے۔۔۔"

"تم نے نہیں بتایا۔۔۔مگر ایک دفعہ میں نے تمہیں خون دیا تھا۔۔۔"

ضیشمہ کو لگا خازن یقیناً پاگل ہو گیا ہے۔۔۔پھر ایک اور شک گزرا۔۔۔جسکی تصدیق کے لیے اس نے خازن کی جانب جھک کر اسکو سونگھا۔۔۔

وہ خود ازیتی سے مسکرایا۔۔۔

"میں ڈرگز پہ نہیں ہوں۔۔"

"کیا کچھ الٹا سیدھا کھایا ہے؟۔۔۔

وہ نفی کرتے ہوئے بولا ۔۔۔

"اُس رات کے بعد سے آج تک میں نے کبھی ڈرگز نہیں لیے ہیں۔۔۔"

"کس رات کے بعد سے۔۔؟۔۔۔"

خازن نے تھوک نگلا۔۔۔وقتِ نزاع کی کیفیت کیسی ہوتی ہے؟۔۔۔آج اسکو بولنا تھا۔۔۔اندر کا لاوا نکال کر خود کو آزاد کرنا تھا۔۔۔اسلیے کہہ دیا۔۔۔

"جس رات سعد کی موت ہوئی تھی۔۔۔"

ضیشمہ نے تعجب سے پوچھا۔۔۔

سعد کا یہاں کیا ذکر۔۔۔اور سعد کی موت کا تمہارے ڈرگز لینے سے کیا تعلق۔۔۔

وہ خاموش بیٹھا رہا۔۔۔ضیشمہ اسکو دیکھے گئی۔۔۔

خاموشی بولتی رہی۔۔۔یہاں تک کہ ضیشمہ کے آنکھیں پھیل کر باہر کو نکل آئیں۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔"

ضیشمہ کی سرگوشی کے جواب میں خازن نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔

"خازن میرے ساتھ ایسا بے ہودہ مذاق نہ کرو۔۔۔۔"

"میری سالی زندگی مذاق بن گئی ہے۔۔۔"

خازن نے ہارے ہوئے لہجے میں کہا اور سر جھکا لیا

ضیشمہ کی سمجھ نہ آیا اب یہاں اس مقام پہ کیا کہنا ہے۔۔۔؟۔۔یہ کہنا کیا چاہ رہا ہے؟۔۔۔نہ ایسا نہیں ہوسکتا ۔۔۔اس نے حوصلہ کر کے پوچھا۔۔۔

"کیا ہوا تھا۔۔۔؟۔۔۔"

"ضیشمہ کی آواز کانپ رہی تھی۔۔۔

" بے فکری کی زندگی۔۔۔ پیسے کا خمار۔۔۔آزادی خود مختاری کا نشہ۔۔۔سونے پہ سوہاگا۔۔عورت کی صحبت ۔۔۔۔میں جانور بن گیا تھا۔۔۔اُس وقت مارکیٹ میں کوئی ایسا نشہ نہیں تھا۔۔مہنگے سے مہنگا۔۔جو میں نے خرید کر استعمال نہیں کیا ہو۔۔"

"عورت کی صحبت۔۔۔؟۔۔"

ضیشمہ کی سرگوشی پہ خازن نے پل دو پل آنکھیں بند کر کے خود کو یہاں سے غائب کرنا چاہا۔۔مگر اس کے پاس کوئی منتر نہیں تھا۔۔اسلیے آنکھیں کھول کر بولنے لگا۔۔۔

"مشال۔۔۔۔میری۔۔۔۔۔گرل فرینڈ۔۔۔۔۔تھی۔۔۔۔"

ضیشمہ اسکا چہرہ دیکھے جا رہی تھی۔۔۔جو اس سے نظر بھی نہیں ملا پا رہا تھا۔۔۔۔

"اس دن گاڑی میں وہی میرے ساتھ تھی۔۔۔ہم لوگ ایک پارٹی پہ جا رہے تھے۔۔۔مگر گھر سے نکلنے سے پہلے ہم دونوں نے دو دو گولیاں کھائی تھیں۔۔۔ان دنوں ان گولیوں کی بڑی دھوم تھی۔۔۔چالیس ہزار کی ایک گولی تھی۔۔۔اور ملتی بھی بڑی مشکل سے تھی۔۔۔مگر چونکہ میں ایک نمبر کا حرامی بنا ہوا تھا۔۔۔میری جیب میں ہر اُس بندے کا نمبر تھا۔۔۔جو مجھے ایک کال پہ دنیا کا بہترین نشہ آور مواد مہیا کر سکتا تھا۔۔۔دن عید تھے۔۔۔راتیں شب باراتیں۔۔۔مشال کے بغیر ایک پل نہیں گزرتا تھا۔۔۔اسکا باپ مجھ سے دوگنا امیر تھا۔۔۔مجھے مشال کی دوستی نے ملک کی کریم میں اٹھنے بیٹھنے کا موقع دیا۔۔۔وہ خوبصورت تو تھی ہی مگر اسکو توجہ حاصل کرنا بھی آتا تھا ۔۔۔ہر رات ہم پاگلوں کی طرح پارٹی مناتے نہ جانے کس چیز کی خوشی میں پارٹیاں کرتے تھے۔۔۔میری سمجھ سے

باہر ہے۔۔۔گھر پہ ماں ممی یا بہنوں کو میری آوارہ گردیوں کی خبر نہیں ہوتی تھی۔۔۔میرا اتنا رعب ہی بہت تھا۔۔۔کماتا ہوں۔۔۔سب کو ہر چیز بن کہے مل رہی ہے۔۔۔اس کے بعد میرے پہ کسی کا کوئی حق نہیں بچتا کہ کسی کے پاس وقت گزاروں۔۔۔"

"اُس رات جو ہوا۔۔۔میری روح کو تار تار کر گیا۔۔۔ایک آدمی نے میرے ہاتھوں میں جان دے دی۔۔۔میں نشے میں تھا۔۔۔پھر بھی مجھے وہ رات نہیں بھولتی۔۔۔مشال کو ہلکے زخم آئے تھے۔۔۔مگر میں بالکل محفوظ رہا گاڑی میں چلا رہا تھا۔۔۔۔سعد کی گاڑی بری طرح سے متاثر ہوئی میری گاڑی کو معمولی سے خراشیں آئیں۔۔۔اور تم۔۔۔تماری سانسیں تو چل رہی تھیں۔۔۔مگر سر سے بہنے والے خون نے تمہارا سارا چہرہ تر تھا۔۔۔"

ضیشمہ کا کانپتا ہوا ہاتھ اسکے بازو پہ رکا۔۔۔خازن خاموش ہو گیا۔۔۔

اُس نے اپنے ہاتھوں سے چہرہ رگڑا۔۔۔جیسے اپنے چہرے پہ رقم ہر تحریر مٹانا چاہ رہا ہو۔۔۔

"مشال وہاں رکنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔اس نے مجھے بھی اپنے ساتھ کھینچا۔۔۔منتیں کیں۔۔۔آخر تنگ آ کر گالیاں دیتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔میں نہیں جا سکا۔۔۔سنسان سڑک پہ ایک مردہ لڑکا اور ایک نیم مردہ لڑکی کی موجودگی میرے اندر کے جانور کو کھا گئی۔۔۔یہ سب میری وجہ سے ہوا تھا۔۔۔اور میں کچھ بھی کر لیتا وقت کو نہیں موڑ سکتا تھا۔۔۔ایک وین کو روک کر ہسپتال جانے پہ راضی کیا۔۔۔اس کوشش میں کہ شائد لڑکی کی جان بچ جائے۔"

میں اور فائز اگلے تین دن تک اس ہسپتال میں رہے تھے۔۔۔ہم لوگ سامنے نہیں آئے۔۔۔ہمیں ہمارا پیسہ بچا گیا۔۔۔میرے گناہ کا کوئی چشم دید گواہ نہیں تھا۔۔۔بلکہ مجھے ہیرو سمجھ کر مجھ تک شکریہ کا پیغام بھجوایا گیا۔۔۔کیونکہ نے صرف تمہاری جان بچائی تھی۔۔۔بلکہ خون بھی دیا تھا۔۔۔"

ضیشمہ نے اپنی جانب کا لاک کھولا۔۔۔۔

ہمت جواب دے گئی تھی۔۔۔

ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ دروازہ کھول کر باہر نکلنے لگی تھی۔۔۔جب خازن نے کھینچ کر واپس بیٹھایا۔۔۔اور دروازہ لاک کر دیا۔۔۔

"ضیشمہ بھاگنا نہیں ہے۔۔۔نہ تم نے نہ میں نے۔۔۔کیونکہ میں بھاگ بھاگ کر تھک گیا ہوں۔۔۔"

ضیشمہ نے اسکی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچ کر ہتھیلی کی پشت سے اپنے لڑھک آنے والے آنسو صاف کئے۔۔۔

"شادی کیوں کی۔۔۔؟۔۔۔"

ضیشمہ کی بھرائی ہوئی آواز خازن کے دل کو چیر گئی۔۔۔

"تمہارا مستقبل محفوظ کرنے کے لیے۔۔۔۔"

"کفارہ۔۔۔؟۔۔۔"

"نہیں کفارہ کرنا ممکن نہ تھا۔۔۔میرے ہاتھوں تمہارے شوہر کا قتل ہوا تھا۔۔۔کفارہ کیسے کرتا؟۔۔۔جس دن تم احمد کے آفس میں نظر آئیں۔۔۔میرا احساسِ جرم جینے نہیں دیتا تھا۔۔۔اگر وہ زندہ ہوتا تم نوکریاں نہ ڈھونڈ رہی ہوتیں۔۔۔تمہیں نوکری دلوا کر سوچا شائد اب اندر کی آگ پہ کوئی ٹھنڈک پڑے مگر نہیں۔۔۔ہر روز دل یہ کہتا کہ میں تمہارے سامنے جا کر تمہیں سارے سچ سے واقف کر کے بولوں کہ مجھے سزا دو۔۔۔مگر میں نے فائز کو سختی سے منع کیا ہوا ہے۔۔۔وہ مجھے ایسے کسی سٹنٹ سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔۔۔"

"ممی نے جب فون پہ کہا میرے لیے لڑکی پسند کر چکی ہیں۔۔۔ساتھ بتایا کہ لڑکی بیوہ ہے۔۔۔اس پل میری آنکھوں کے سامنے تمہارا چہرہ آیا تھا۔۔۔اگر بیوہ سے شادی کرنی ہے تو اُس سے کیوں نہ کرلوں۔۔"

"میری ماں کو تم پسند آئیں۔۔۔ضیشمہ۔۔۔۔"

"میں نے دل سے رضامندی ہی نہیں دی بلکہ تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو متاثر کرنے کے لیے ایک بزنس مین کے دماغ سے ساری صورتحال کا سامنا کیا۔۔۔شادی کر کے مجھے یہ تھا۔۔۔تمہیں ایک اچھے مستقبل میں مصروف دیکھ کر میرا احساسِ جرم ختم ہو جائے گا۔۔۔اور میں واپس نارمل زندگی گزارنے لگوں گا۔۔۔پر ادھر بھی مجھے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔مجھے اب دوہرا غم کھاتا ہے۔۔۔ایک تم سے جھوٹ بول کر شادی کی۔۔۔اور دوسرا تم سے محبت کر بیٹھا۔۔۔یقین مانو۔۔۔محبت میرے پلان کا حصہ نہیں تھی۔۔۔"

ضیشمہ بولی تو آواز سنجیدہ اور ہر قسم کے جذبات سے عاری تھی۔۔۔

تم نے کہا تم سے پہلی نظر کی محبت ہو گئی تھی۔۔۔منہ سے انکار کرنے کے باوجود میں پاگل اندر ہی اندر تمہاری بات پہ یقین بھی کر گئی۔۔شکریہ تمہارا تم نے میری آنکھیں کھول دیں۔

اب میری باری ہے کہ کچھ پردے تمہاری آنکھوں سے بھی ہٹادوں۔۔

"سعد کی موت ایکسیڈنٹ سے نہیں ہوئی تھی۔۔۔"

خازن نے پہلی دفعہ گردن موڑ کر پوری توجہ سے اسکو دیکھا۔۔۔اب کی بار وہ بالکل سپاٹ چہرہ لیے سامنے دیکھتے ہوئے تیز تیز بول رہی تھی۔۔۔

"ایکسیڈنٹ کی وجہ ہارٹ اٹیک ہے۔۔۔۔ہم لوگ دوسری لائن میں تھے۔۔۔سعد کے سینے اور بازو میں یک دم درد اٹھا تھا۔۔میری ساری توجہ اسکی طرف چلی گئی سعد کے سٹیرنگ وہیل سے ہاتھ ہٹ گئے۔۔۔اس سے پہلے میں کچھ کرتی۔۔۔گاڑی ایک درخت سے ٹکرانے کے بعد دوسری لائن کی ایک گاڑی سے ٹکرا گئی تھی۔۔۔جس کے بعد میرا دماغ اندھیرے میں چلا گیا تھا۔۔"

"امپاسبل۔۔۔۔"

"یاسر بھائی نے سعد کا پوسٹ مارٹم کروایا تھا۔۔۔جس کی رپورٹ میں سعد کی موت کی اصل وجہ حرکتِ قلب کا بند ہونا ہے۔۔۔تم نے سعد کو نہیں مارا ہے۔۔۔اسلیے آج کے بعد یہ سوچ کر پریشان ہونا چھوڑ دو کہ تم نے کسی کا قتل کیا ہے۔۔۔۔اپنی دنیا میں لوٹ کر عیاشی مارو۔۔۔۔"

وہ پلک جھپکائے بغیر اسکو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

"تمہارا مسئلہ تو حل ہو گیا ہے خازن اب میری مدد کرو۔۔۔۔"

وہ اسکے ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے ہوئے خطرناک سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"کہیں یہ سب مجھے بہلانے کے لیے من گھڑت تو نہیں ہے؟۔۔۔"

"اس وقت مجھے تم سے شدید قسم کی نفرت محسوس ہو رہی ہے خازن اسلیے نہیں۔۔۔مجھے تم کو بہلانے کا کوئی شوق نہیں ہے کہ میں تمہاری خاطر جھوٹ کا سہارا لوں۔۔۔میں یاسر بھائی سے سعد کی رپورٹ لیکر بھیج دونگی غور سے پڑھ لینا۔۔۔"

وہ اپنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔مگر خازن کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔

"اس فقرے کا کیا مطلب لوں۔۔۔؟۔۔یاسر بھائی سے لیکر بھیج دونگی؟۔۔۔یاسر بھائی سے لیکر آؤنگی کیوں

نہیں کہا۔۔؟"

ضیشمہ پوری نفرت سے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پھنکاری۔۔۔۔

"میرا تمہارے ساتھ کوئی مستقبل نہیں ہے۔۔۔۔احساس جرم ختم ہو تو احساسِ جرم کی وجہ سے باندھے گئے بندھن بھی ختم ہونے چاہیں۔۔۔سمپل ایز دیٹ مسٹر بزنس مین۔۔۔۔۔اب ہاتھ چھوڑو میرے۔۔۔"

"تم مجھے چھوڑنے کی بات کر رہی ہو۔۔؟۔۔۔۔"

وہ جیسے شاک میں بول رہا تھا۔

"خازن ہاتھ چھوڑو۔۔۔۔"

خازن نے اسکے ہاتھ چھوڑ دیئے۔۔۔

ضیشمہ کا ہاتھ لاک کی جانب گیا مگر لاک نہیں کھلا۔۔۔۔

"گاڑی کا لاک کھولو۔۔۔"

"کیا تم غصے میں آگئی ہو۔۔۔؟۔۔۔"

"مجھے تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دینا۔۔۔لاک کھولو مجھے ایک پل بھی تمہارے ساتھ اس گاڑی میں نہیں بیٹھنا۔۔۔"

"کیا دوسری کار لاؤں۔۔۔؟۔۔۔"

ضیشمہ نے بری طرح گھورا۔۔۔مگر خازن پہ اسکا الٹا اثر ہوا۔۔

"ایک طرف مجھے ٹینشن فری کر دیا ہے۔۔۔دوسری طرف ناراضگی دکھا کر پھر سے ٹینشن میں مبتلا کر رہی ہو۔۔ غصہ تم پہ بالکل نہیں جچتا۔۔۔"

"اب تمہاری مشال کدھر ہے۔۔۔اگر وہ گرل فرینڈ تھی تو شادی اسکے ساتھ کیوں نہیں کی۔۔۔؟؟۔۔۔"

"آؤچ۔۔۔۔!!۔۔۔تم جلیس ہو رہی ہو۔۔۔"

ضیشمہ نے رکھ کے اسکے کندھے پہ ایک تھپڑ مارا۔۔

"میری جان پہ بن آئی ہے۔۔۔فضول آدمی اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔۔۔"

"قسم لے جو مذاق کیا ہو۔۔۔"

" مجھے تمہاری فضول کی گفتگو سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔۔۔ مجھے بس میرے سوال کا جواب دو ۔۔۔شادی مشال سے کیوں نہیں کی ۔۔۔"

" یہ سوال تمہیں میری ممی سے کرنا چاہیے ۔۔ دیکھو میں تو ایک فرمابردار بیٹا ہوں ۔۔ جدھر میری والدہ نے کہا میں نے چپ چاپ نکاح کرلیا۔۔۔"

وہ روہانسی ہو کر چیخی تھی ۔۔۔

" خازن ۔۔۔!!"

" اتنے پیار سے مت بلاؤ۔۔۔میرے دل کو کچھ ہوتا ہے ۔۔"

" اگر تم نے گاڑی کا لاک نہیں کھولا تو میں ممی کو فون کر کے بتادوں گی کہ میں تمہیں چھوڑ کر جا رہی ہوں ۔۔۔"

خازن نے کچھ دیر سنجیدگی سے سامنے گیٹ کو دیکھا۔۔۔پھر معصومیت سے بولا ۔۔۔۔

"کیا ممی کو بتانا ضروری ہے کہ تم مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو ۔۔؟۔۔۔

" ہاں ۔۔کیونکہ وہ تو میری قصوروار نہیں ہیں ۔۔۔"

" ابھی تم نے خود کہا ہے ۔۔۔میں بھی تمہارا قصوروار نہیں ہوں ۔۔۔پھر مجھے کیوں چھوڑنا چاہ رہی ہو ۔۔۔؟"

ضیشمہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولنا شروع کیا۔۔۔

"کس منہ سے تم یہ کہہ رہے ہو کہ تم میرے قصوروار نہیں ہو ۔۔۔؟ ۔۔۔ یہ بات کہتے تمہیں شرم نہ آئی ۔۔۔؟ ۔۔۔ جس دن ہماری منگنی ہوئی تھی ۔۔۔ یاد ہے اُس دن میں نے تمہیں پوچھا تھا ۔۔۔ میں ہی کیوں؟ ۔۔۔ تب مجھے سچ کیوں نہ بتایا ۔۔۔؟ ۔۔۔ کیوں جھوٹ بولا ۔۔۔؟ ۔۔۔"

خازن کے ذہن سے بوجھ ہٹ گیا تھا ۔۔۔ اور مزاج کی شوخی پورے عروج پہ تھی ۔۔۔

" اُس رات ہماری بات میسج پہ ہوئی تھی ۔۔۔ مجھے نیند آ رہی تھی ۔۔۔"

" ہاں اور نیند میں تم نے جھوٹ مار کر جان چھڑائی ۔۔۔"

" نہ ایسا نہیں ہے ۔۔۔ میں نے جو کچھ بھی کہا حرف حرف سچ کہا ۔۔۔ تم کیوں نہیں؟ ۔۔۔ جو سعد کے لیے ابھی

تک روتی ہے۔۔اسکو مجھ سے محبت ہوگئی تو میرے لیے بھی ایسے ہی روئے گی۔۔۔"

"میں سعد کے لیے نہیں روتی ہوں۔۔۔جس دن سے تمہارے نکاح میں آئی ہوں۔۔۔میں اسکے لیے ایک دفعہ بھی نہیں روئی۔۔۔۔دیکھا خازن ایاز میں تمہارے جیسی دھوکے باز نہیں ہوں۔۔۔"

"میں کیسے دھوکے باز ہوا۔۔؟۔۔۔"

"اپنے طور پہ تم نے یہی سوچ کر شادی کی ہے کہ سعد کی بیوہ کا مستقبل محفوظ کر کے خود کو احساسِ جرم سے نکال لو"

"تمہاری شادی کسی اور سے کروا کر بھی احساسِ جرم سے نکل سکتا تھا۔۔۔کیا ضروری تھا کہ خود ہی شادی کرتا۔"

بغیر سوچے سمجھے ضیشمہ نے اُسکے منہ پہ تھپڑ مار دیا۔۔۔

خازن کی آنکھوں میں مار دو یا مر جاؤ۔۔۔والا جذبہ جاگتا دیکھ کر ضیشمہ نے اپنا ہاتھ مسلا۔۔۔جس میں چیونٹیاں دوڑ رہی تھیں۔۔۔

گردن موڑ کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔گاڑی میں گہری خاموشی چھا گئی۔۔۔

ہگاڑی میں گہری خاموشی چھا گئی۔۔۔جسے توڑتے ہوئے وہ بولا ۔۔۔

"چھوڑنے کا آپشن نہیں ہے۔۔۔"

"شادی کی ہے نبھانے کے لیے۔۔۔بھاگنے کے لیے نہیں۔۔۔"

خازن کی سرگوشیوں پہ وہ دھاڑی۔۔۔

"اسی لیے پچھلے ایک ماہ سے بگھوڑے ہوئے ہو۔۔۔"

"میں ڈر گیا تھا۔۔۔سچ جاننے کے بعد مجھے چھوڑنے کی بات کرو گی۔۔۔اور اگر اپنی دھمکی کے مطابق مشال خود تمہارے پاس آ کر سچ بتا گئی تب تو اپنا کیس لڑنے کے قابل بھی نہیں بچوں گا۔۔۔"

"ہاں اب تو جیسے میں تمہارا یقین کر لونگی۔۔۔"

"تمہیں کیا بُرا لگا؟۔۔مشال؟۔۔"

"ہاں وہ بھی۔۔۔"

"اور کیا؟۔۔"

"مجھ سے شادی ہمدردی میں کی ہے چاہت سے نہیں۔۔اور مجھے ہمدردی میں ملی بھیک نہیں چاہیے۔"

"وہی تو بکواس کر رہا ہوں۔۔۔جو تعلق ہمدردی میں قائم کیا تھا۔۔وہ ہمدردی نہیں رہا جان کا وبال بن گیا ہے۔۔۔کیونکہ اس میں محبت آ گئی ہے۔۔"

"اتنا ہی جان کا وبال ہے تو توڑ دو نا جان سکون میں آجائے گی۔۔۔"

"ایک کام کی بات بتا رہا ہوں۔۔۔پلے سے باندھ رکھنا۔۔۔اگر ساری عمر صرف ہمدردی نبھانی پڑتی تب بھی یہ شادی کامیاب بنانی تھی۔۔۔اب تو ناکامی کا چانس ہی نہیں رہا۔۔۔"

"سارے فیصلے سارے دعوٰے یک طرفہ۔۔۔ہی کئے جاؤ۔۔۔میری چاہت کہاں جائے گی؟۔۔"

خازن نے چیلینج کرتی نظروں سے دیکھتے ہوئے پریقین لہجے میں پوچھا۔۔۔

"تمہاری چاہت اگر میرے سوا کوئی ہے تو بتاؤ۔۔؟"

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو۔۔۔کہ میرا جواب اسکے الٹ نہ ہوگا۔"

"اگر جو میں کہہ رہا ہوں۔۔وہ سچ نہ ہوتا تو تمہارا ردِعمل اتنا سخت نہ ہوتا۔۔۔جہاں جنگاڑی ہو آگ وہیں بھڑکتی ہے۔۔۔"

"مثال کبھی اہم ہوا کرتی تھی۔۔۔اب تو وہ گزرے کل کی ایک غلطی کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔تمہاری سلطنت میں تمہارا کوئی شریک نہیں ہے۔۔۔کل کیسا وقت آتا ہے میں نہیں جانتا ہوں۔۔۔جیسے گزرے ہوئے کل میں یہ سوچنا بھی محال تھا کہ ایک دن آدھی رات تو اپنے گھر کے باہر بیٹھ کر یوں ضیشمہ نامی خاتون کو منا رہا ہوں گا۔۔۔اور وہ اس قدر اہم ہوگی کہ اگر چھوڑ کر جانے کی بات بھی کرے تو دل بے چین ہو جائے۔۔۔زندگی میں آنے والا کل کسی نے نہیں دیکھا۔۔۔آج یہ مثال سچ ثابت ہوگئی ہے۔۔۔"

"اسکا مطلب تو یہی ہوا نا کہ کل کو کوئی اور ضیشمہ مل گئی تو میری جگہ وہ صفائیاں سُن رہی ہوگی۔۔۔"

خازن دھیرے سے ہنسا۔۔۔۔

"آنے والے کل کا نہیں جانتا ہوں۔۔۔پر یہ دعا ہمیشہ کرتا رہونگا کہ اللہ پاک میرے ہر کل میں صرف تمہیں میرا ساتھی بنائیں۔۔۔اگر کسی کو صفائیاں دوں تو صرف تمہیں۔۔۔اب کیا خیال ہے ہم ماضی کو ادھر ہی چھوڑ کر

مستقبل کی کھوج میں گھر چلیں۔۔؟۔۔۔"

"کیا سوچنے کا وقت نہیں مل سکتا؟۔۔۔"

"کیوں نہیں میں گاڑی گیٹ تک لیکر جاتا ہوں تب تک تم سوچ لو۔۔۔۔"

کہتے ساتھ ہی اُس نے چابی گھمائی گاڑی کا انجن مدھر سے سُر کے ساتھ زندہ ہوگیا۔۔۔خازن نے گاڑی کے لاک کھول دیئے۔۔۔

چند سیکنڈ بعد گاڑی گیٹ کے سامنے رُکی ہارن دیا۔۔۔

ادھر چوکیدار نے گیٹ کھولا ۔۔۔اُدھر وہ گاڑی سے نکل کر باہر کھڑی ہوگئی۔۔۔۔

خازن شاک کے عالم میں اسکو دیکھے گیا۔۔۔جو واپسی کی طرف جاتی لمبی سڑک کو دیکھے گئی۔۔۔اور گہری سانس بھرتے ہوئے مڑ کر خازن کی جانب ایک جاندار مسکراہٹ اُچھالتی گیٹ سے اندر چلی گئی۔۔۔

خازن نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر خود کو یقین دلوایا۔۔۔

آنچل میں جلتا دیا۔۔۔ہر خوشی جلانے والا دیا نہیں ثابت ہوا تھا۔۔۔بلکہ ایسا چراغ نکلا جس نے دل و جان روشن کر دیئے تھے۔۔۔

☆......☆......☆

"ہماری کیسی عید میری بچی کی ابھی تک میچنگ چوڑیاں ہی نہیں آئی ہیں۔۔۔"

"دادو اچی۔۔۔بابا ندے۔۔۔مما ندی۔۔۔"

تہمینہ نے ہنستے ہوئے اپنی تین سالہ پوتی کے چہرے کو چوم ڈالا ۔۔۔

"بابا تو چلو گندا ہے۔۔۔بات سمجھ میں آتی ہے۔۔۔پر مما کو کیوں گندا بولا ۔۔۔وہ تو تمہارے کام کرتی ہے ۔۔۔تمہارا باپ اسکو کم تنگ تو نہیں کرتا۔۔۔ایک ٹانگ پہ بھاگ رہی ہوتی ہے۔۔۔پھر بھی تم باپ بیٹی کے شکوے ختم نہیں ہوتے۔۔۔"

"مما ندی اے۔۔۔"

"اچھا ابھی تو جا کر بابا کو اُٹھا کر ساتھ لاؤ۔۔۔بولو پھوپھو کہہ رہی ہیں اُٹھ جاؤ۔۔۔چاند رات ہوگئی ہے کب تک

سوتے رہو گے۔۔۔"

"بوبو چاند رات کا اوتی اے۔۔۔"

"میری جان عید کی رات چاند رات ہوتی ہے۔۔۔نیا چاند نظر آتا ہے۔۔"

"بابا کو لاتی اوں۔۔۔"

"ہاں لاؤ۔۔۔"

نیلے رنگ کے نیٹ کے فراک میں جب وہ تیز بھاگتی کمرے سے نکلی تو کندھے پہ گرے ہلکے کرلی بال ساتھ ساتھ ڈانس کرتے جا رہے تھے۔۔

تہمینہ بولیں۔۔۔

"تین بجے سویا تھا۔۔ابھی اسکی نیند پوری نہیں ہوئی ہونی۔۔۔پر حرمین اسکو ساتھ لیے بغیر نہیں آئے گی۔۔"

دانیہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

"اسی لیے تو حرمین کو بھیجا۔۔آخر لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔۔۔"

تہمینہ بھی مسکرا دیں۔۔۔۔

کیونکہ دانیہ جو کہہ رہی تھی وہ بات تھی تو سچ ہی۔۔۔

دروازہ نیم وا تھا۔۔۔جسے دھکا دیکر چوپٹ کھولتی اندر داخل ہوئی۔۔۔

سوئچ بورڈ کے نیچے پڑی کرسی پہ چڑھتے ہوئے ایک ڈیڑھ منٹ ضائع ہو گیا مگر وہ دھن کی پکی تھی۔۔سانس تب ہی لیا جب کرسی پی چڑھ کر بتی جلا لی۔۔۔

فوراً کرسی سے نیچے اُتری۔۔۔اور باپ کے سرہانے کھڑی ہو کر پورے زور سے چیخی۔۔۔

چادر میں چُھپے وجود کے ہاتھ برآمد ہوئے جنہوں نے ٹٹول کر حرمین کے بازوؤں کا تعین کیا پھر وہیں سے پکڑ کر اُٹھایا اور بیڈ پہ اپنے برابر بٹھا دیا۔۔یہ روٹین کا کام تھا۔۔۔

دو سیکنڈ بعد کمرے میں دوبارہ سے ہلکے ہلکے خراٹے گونجنے لگے۔۔

حرمین کے مزاج پہ وہ خراٹے انتہائی بھاری گزرے جسکا حرجانہ خازن کو بھرنا پڑا۔۔۔

جہاں اسکے چہرے سے چادر ہٹی ہوئی تھی۔۔عین وہیں حرمین نے رکھ کر تھپڑ مارا۔۔۔

"بہ انندے۔۔"

"میری ماں یوں سوتے میں مت مارا کرو۔۔۔کہیں کسی دن تمہیں اُٹھا کر دیوار میں مار دیا تو پھر۔۔۔"

وہ نیند سے بھری سُرخ آنکھیں بیٹی پہ گاڑھے کہہ رہا تھا۔۔اُسکی اتنی تقریر کے جواب میں منہ بناتے ہوئے بولی۔

"بہ انندے۔۔۔"

جس طرح وہ ناک چڑھا کر اسکی گھور رہی تھی۔۔خازن کے لیے مسکراہٹ دبانا مشکل ہوگیا۔۔

"کیوں اُٹھایا ہے۔۔؟۔۔"

"حرمیم کی چونیاں لاؤ۔۔"

"کیا لاؤں۔۔؟۔۔"

"چونیاں۔۔"

"ہیں۔۔وہ کیا ہوتا ہے۔۔؟۔۔چاکلیٹ ہے؟۔۔"

حرمین نے ماتھے پہ ہاتھ مارا۔۔۔

کمرے میں آتی ضیشمہ نے یہ منظر دیکھا۔۔خازن بے چارگی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"یہ کیا کہہ رہی ہے۔۔؟۔۔۔"

"اسکی چوڑیاں آنے والی ہیں۔۔پہلے می کے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔۔اب تمہارے پاس آگئی ہے۔۔"

"آگئی ہے یا بھیجی گئی ہے۔۔۔ایک منٹ۔۔!۔۔تم اتنی تیار کیوں ہوئی ہو۔۔کیا کوئی مہمان آئے ہیں؟۔۔"

ضیشمہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔اور ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔کیونکہ دونوں ہاتھوں میں کپڑوں سے بھرے ہینگر اُٹھا رکھے تھے۔۔

"یہ تمہاری می کدھر جا رہی ہے؟۔۔"

"ماما گھر۔۔۔"

"اوہ ہمارے بغیر جائے گی۔۔۔کیوں؟۔۔۔"

"ممانندی اے۔۔۔ بابانداے۔۔۔"

"شہزادی جی۔۔۔ میں چار بہنوں کا اکلوتا بھائی ہوں۔۔ اور آج تک میری بہنوں نے مجھ سے یوں بازاروں کے چکر نہیں لگوائے جیسے تم مجھ سے کام لیتی ہو۔۔۔ اور رہتا میں تب بھی گندے کا گندا ہوں۔۔۔ تھوڑی سی ترقی ہی دے دو۔۔"

"چلو۔۔۔۔ بابا چونیاں۔۔۔"

"تمہاری کوئی عمر ہے چوڑیاں پہننے کی۔۔۔"

"بباندے۔۔۔"

"حرمین۔۔۔ ببا نہیں کہتے کتنی دفعہ کہا ہے۔۔۔ بابا کہتے ہیں۔۔"

ضیشمہ کے ٹوکنے پہ وہ ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔۔۔

"بابا ناہی۔۔۔ ببا بوتے ہیں۔۔"

"کیسی ببا کی بیٹی ہو۔۔۔ سونے تک نہیں دیتی ہو۔۔ ساری اپنی ماں پہ گئی ہو۔۔۔"

خازن کے کہنے پر ضیشمہ نے ملامتی نظروں سے نوازا۔۔

"ہاں میں تو تم سے گھر کے کام کرواتی ہوں۔۔"

"گھر کے کرواؤ یا اپنے ذاتی کام کرواؤ بات تو ایک ہی ہے۔۔۔"

"شرم تو نہیں آتی بچی کے سامنے یوں فضول گوئی کرتے ہوئے۔۔۔ تبھی وہ تمہیں گندا کہتی ہے۔۔۔"

"اچھا تو تمہیں کیا کہتی ہے۔۔۔؟۔۔"

"اچھی مما۔۔۔ ہے ناں حرمین مما اچھی ہے۔۔"

حرمین نے ہر لحاظ بالائے طاق رکھ کر نفی میں گردن ہلائی۔۔

خازن نے چڑانے والی مسکراہٹ اُچھالی۔۔۔

"اب تو یقین ہو گیا ہوگا؟۔۔ جو میں کہتا ہوں۔۔ ٹھیک کہتا ہوں۔۔"

"تم اپنی چارمنگ مسکراہٹ دکھا کر جو حاصل کرنا چاہ رہے ہو۔۔۔ میں سب سمجھتی ہوں۔۔ پچھلی دفعہ تم نے کہا

تھا۔ تم آئیندہ کبھی رات بھر گھر سے باہر نہیں رہو گے۔۔۔ پر تم کیسے بدل سکتے ہو۔۔۔"

وہ اپنی بات پوری کیئے بغیر باہر کا رُخ کر رہی تھی۔۔۔ جب خازن کے دماغ نے کام کیا اور وہ ایک ہی جست میں بیڈ سے اُتر کر اُس کے برابر پہنچ چکا تھا۔۔

"مجھے تمہاری یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ جب مجھ سے لڑنا ہوتا ہے۔۔۔ اُس وقت ٹپ ٹاپ تیار کیوں ملتی ہو۔۔"

"تا کہ لڑائی کر کے اپنے بھائی کی طرف چلی جاؤں۔۔ مجھے باتوں میں مت لگاؤ۔۔ مجھے تمہاری تصویریں ملی ہیں۔۔ جہاں اس چڑیل کے ساتھ ڈنر کر رہے ہو۔۔"

خازن کے تاثرات ایک دم بدل گئے۔۔۔

ضیشمہ کا بازو چھوڑ دیا۔ مُڑ کر بیڈ پہ بیٹھی حرمین کو گود میں لیا اور کمرے سے نکل گیا۔۔

"حرمینی۔۔۔ دادو کو بولو تیار ہوں۔۔۔ میں بھی تیار ہو کر آتا ہوں۔۔ پھر چوڑیاں لینے چلتے ہیں۔۔"

"یا ہو۔۔۔ بابا چونیاں۔۔"

"جی چوڑیاں۔۔"

"پارے بابا۔۔۔"

حرمین نے اسکی گردن میں بانہیں ڈال کر منہ چوما۔۔ اور اسکی گود سے اُتر کر دادی کی تیاری کروانے بھاگ گئی۔۔۔

خازن بیٹی کو جاتا دیکھتا رہا جب وہ نظروں سے اُجھل ہوگئی پھر کمرے میں مڑا۔۔ دروازہ بند کیا۔ اور ضیشمہ پہ نظروں کا فوکس کیا۔۔ چہرے پہ دنیا بھر کی سنجیدگی تھی۔۔۔

"تصویریں کس نے بھیجیں۔۔۔؟۔۔ فائز کا نام مت لینا۔۔۔ کیونکہ مجھے علم ہے وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔۔۔"

"واٹس ایپ پہ گروپ میں کسی نے بھیجی تھی۔۔۔"

"مجھے اُس کسی کا نام چاہیے۔۔۔"

"کیا کرو گے؟۔۔۔ جا کر لڑو گے کہ میری بیوی تک میری سرگرمیوں کی خبر کیوں پہنچائی گئی ہے۔۔۔ جب وہ آدھی رات تک میرے انتظار میں بیٹھی نیند بھگا رہی تھی۔۔۔ تب میں اپنی سابقہ معشوقہ کے ساتھ مزے کر رہا تھا۔"

"یو بیٹر واچ یور ٹنگ ڈیئر وائیف ۔۔۔ یہ بات اگر تمہاری بجائے کسی اور نے کہی ہوتی میں اسکی زبان کاٹ دیتا ۔۔ اور مجھے اس بات کا بے انتہا دکھ ہوا ہے کہ یہ الزام لگانے والی تم ہو ۔۔ کیا ایک انسان کو جاننے کے لیے چار سال کم ہوتے ہیں ۔۔؟ ۔۔ تم سے بہتر کسی کو علم نہیں ہے کہ اگر کبھی راتوں کو باہر رہتا ہوں ۔۔ تو صرف اور صرف کاروباری نوعیت کی میٹینگز ہوتی ہیں ۔۔۔ یہ جس گھر میں تم سب رہ رہے ہو ۔۔ اور جس قسم کا عالی شان لائف سٹائل انجوائے کر رہے ہو ۔۔۔ یہ سب ممکن ہی تب ہوتا ہے اگر گدھوں کی طرح کام کرتا ہوں تو ۔۔۔ میں جانتا ہوں ۔۔۔ میرا رات بھر باہر رُکنا تمہیں اچھا نہیں لگتا ۔۔۔ میں یہ بھی جانتا ہوں ۔۔ جب تک گھر نہ آجاؤں تمہیں سکون نہیں آتا ۔۔۔ اسلیے میری پوری کوشش یہی ہوتی ہے آٹھ بجے سے پہلے گھر پہ موجود ہوں ۔۔ کبھی کبھار ایسا ممکن نہیں ہو پاتا تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ کسی عورت کے ساتھ کہیں بیٹھ کر جھک مار رہا ہوں ۔۔۔ اب یہ بھولی سی صورت بنا کر میرے سامنے ٹسوئے مت بہانا ورنہ ایک رکھ دونگا ۔۔۔"

"اتنے سیریس کیوں ہو گئے ہو ۔۔۔؟ ۔۔۔ میں تو بس کل رات کا غصہ نکالتے ہوئے تھوڑا اُوور ہو گئی ۔۔۔"

"ہٹو سامنے سے ۔۔۔ مجھے تیار ہونا ہے ۔۔۔"

"ایسے کیسے ہٹوں ۔۔۔ پہلے لڑائی معاف کرو ۔۔۔"

"ضیشمہ ۔۔۔"

خازن کی نظروں میں غصہ ناچ رہا تھا ۔۔۔ وہ جان گئی تھی ۔۔۔ بہت غلط بٹن دبا گئی ہے ۔۔۔ مگر اب جیسے بھی پر اس آدمی کو منا کر ہی سکون آنا تھا ۔۔۔

اپنے اور اسکے درمیان کا فاصلہ ختم کرتے قریب آئی ۔۔

ہاتھ بڑھا کر خازن کا چہرہ چھونا چاہا ۔۔۔

خازن نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا ۔۔۔ اور آگے بڑھنے لگا ۔۔۔ وہ پھر سامنے آگئی ۔۔۔

"تم جانتے تو ہو ۔۔۔ تم میرا بڑا ہی قیمتی خزانہ ہو ۔۔۔ اور وہ عورت ہر اُس گیدرنگ میں جان بوجھ کر شامل ہوتی ہے ۔۔۔ جہاں تمہاری آمد کے امکان ہوں ۔۔۔ جانتے ہو گروپ میں عورتیں کہہ رہی تھیں ۔۔۔ مشال دن رات پچھتاتی ہے کہ اُس نے خازن کو کھو دیا ہے ۔۔۔ مشال کو ضیشمہ سے انتہا کی نفرت ہے ۔۔۔ وہ سرِ عام کہتی ہے

۔۔۔جس وقت ضیشمہ انکی زندگی میں آئی عین اسی پل مشال اور خازن کے راستے جُدا ہوئے ۔۔۔عین اسی وقت اُسی پل اُس نے اپنا عاشق کھو دیا۔۔۔وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے ۔۔۔اسلیے میں ڈرتی ہوں ۔۔۔ایک عورت اگر خود کو پیش کرے تو کوئی مرد کب تک نظر پھیر سکتا ہے ۔۔۔کب تک متوجہ نہ ہوگا۔۔۔کیا ہوگا اگر ایک دن یونہی اچانک تمہارا دل بدل گیا۔۔؟ ۔۔۔پھر میں کیا کرونگی؟ ۔۔۔کہاں تمہیں ڈھونڈو گی؟ ۔۔۔میں تم پہ شک نہیں کرتی ہوں ۔۔۔خازن ایاز پہ بُرے وقت سے ڈرتی ہوں ۔۔۔مجھے ڈر لگتا ہے ۔۔۔ایک مرد تم سے پہلے میری زندگی میں آیا تھا۔۔۔چلا گیا۔۔۔کوئی فرق نہیں پڑا۔۔۔کیونکہ اسکی موجودگی کے اثرات میری زندگی میں گہرے نہیں تھے ۔۔۔صرف ایک نام کا حوالہ تھا۔۔۔تم میری روح ہو۔۔۔میں تم میں جیتی ہوں ۔۔۔تم میری بچی کے باپ ہو ۔۔۔سُن رہے ہو۔۔۔؟ وہ عورت سب کو کہتی ہے کہ ایک دن وہ تمہیں واپس جیت لے گی۔۔۔"

ضیشمہ کی کانپتی انگلیوں کی گرفت میں خازن کا دامن تھا۔۔۔آنکھوں میں آنسو پھیلے ہوئے تھے ۔۔۔نظر ملانے سے کترا رہی تھی ۔۔۔

خازن کا غصہ جھاگ کی طرح وہیں بیٹھ گیا۔۔۔پہلے اسکی کانپتی انگلیوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔ہلکے سے پریشر کے ساتھ اسکے ہاتھ دباتا رہا۔۔۔یہاں تک کہ کپکپاہٹ تقریباً ختم ہوگئی۔۔۔

پھر سیدھے ہاتھ سے ضیشمہ کے گالوں پہ پھیلی نمی سمیٹی۔۔۔

"مجھ تک بھی یہ باتیں پہنچی ہیں۔۔۔میں اب تک صرف اس لیے خاموش تھا کہ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے ۔۔۔کہ ایک اے بی سی ڈی انسان اُٹھ کر میرے لیے جو بھی کہتا پھرے ۔۔۔وہ اپنے باپ کی کمپنی چلا رہی ہے ۔۔۔بزنس اچھا ہے بہت پُرانی فرم ہے ۔۔۔اسلیے ہم نے صرف بزنس کے انٹرسٹ کو دیکھتے ہوئے اُن لوگوں کے ساتھ دو پراجیکٹ فائینل کیئے تھے ۔۔۔ایک پچھلے سال اور ایک اس سال ۔۔۔میرا کاروبار جتنا بھی اچھا چلے اگر میری فیملی کسی طرح سے بھی سفر کر رہی ہو تو میری محنت کا کیا فائدہ ۔۔۔خاص کر جس عورت کو ساری عمر اپنی نظروں کے سامنے خوش باش ہنستا کھیلتا دیکھنا چاہتا ہوں ۔۔۔اگر وہ یوں پریشان رہے گی تو میں کبھی خود کو معاف نہیں کر پاؤنگا۔۔۔ہاں انسان ہوں ۔۔۔فرشتہ نہیں ہوں ۔۔۔انسان کا کیا ہے کبھی بھی بھٹک سکتا ہے ۔۔۔مگر تم میرے لیے دُعا کرتی رہو گی تو مجھے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔اور میری بیٹی تو آج ہی اتنے بھاری تھپڑ مارتی ہے ۔۔۔ادھر میرے گال پہ

ابھی تک جلن ہو رہی ہے۔۔۔"
ضیشمہ کے لب پھیلے۔۔۔سر اُسکے دھڑکتے صحت مند سینے پہ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔
"تمہارا اپنا قصور ہے۔۔۔تمہی نے اسکو اتنا فری کیا ہوا ہے۔۔۔"
خازن مسکرایا۔۔
"اب تو پریشان نہیں ہو۔۔؟۔۔"
ضیشمہ نے جواب نہ دیا بلکہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔
"کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔۔؟۔۔۔"
"مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو؟۔۔۔کیا تم نہیں جانتی ہو؟۔۔"
"نہیں میں نہیں جانتی ہوں۔۔"
"میں نے شادی کے چار ماہ بعد ہی تم سے اظہارِ محبت کیا تھا۔۔اور آج تک عمل کر رہا ہوں۔۔پھر بھی پوچھ رہی ہو؟۔۔۔"
"شادی کو عرصہ ہو گیا۔۔۔مجھے اب دوبارہ سے اظہار چاہیے۔۔۔"
وہ مسکرایا۔۔۔
"ابھی چاہیے؟۔۔۔"
"ہاں ابھی چاہیے۔۔۔اور زبانی اظہار چاہیے۔۔۔"
"اچھا۔۔چلو یونہی سہی۔۔۔ایک فون کال کی اجازت مل سکتی ہے؟۔۔۔"
وہ ضیشمہ کے جواب سے پہلے ہی بیڈ سائیڈ پہ رکھا اپنا موبائل اُٹھا چکا تھا۔۔۔
ڈائرکٹری میں سب سے پہلا نمبر ملایا۔۔۔
چوتھی بیل پہ جواب موصول ہوا۔۔۔
ضیشمہ بیڈ ٹھیک کرنے میں لگ گئی تھی۔۔۔
خازن نے اسکا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔اور فون کا سپیکر آن کیا۔۔

"فائز۔۔۔؟۔۔"

"جی سر۔۔۔"

"میرے وکیل کو بولو۔۔۔وہ مشال غنی کی انٹر پرائزر کو لکھ دے کہ آج کی تاریخ سے میں اُن لوگوں کے ساتھ کئے اپنے تمام کاروباری معاملے ختم کر رہا ہوں۔۔۔معاہدے سے پھرنے کا جو بھی ہرجانہ ہوگا وہ میں دینے کو تیار ہوں۔۔۔"

"سر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔اتنا بڑا فیصلہ اتنی اچانک۔۔۔سر لاکھوں چھوڑ کروڑوں کا نقصان ہے۔۔۔"

"فائدہ زیادہ ہے۔۔۔مجھے ایسے نقصان سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔مگر انکو لکھ دو۔۔۔دوغلی عورت کے ساتھ مزید کوئی ڈیل نہیں ہوگی۔۔۔اب زیادہ سوال وجواب نہ کرو۔۔۔مجھے اپنی حرمین کو چوڑیاں دلوانے جانا ہے۔"

اُس نے فون بند کرتے ہوئے فخریہ نظروں سے ضیشمہ کو دیکھا۔۔۔

جو حیران بیٹھی تھی۔۔۔

"یہ کیا حرکت کی ہے؟۔۔۔اپنا اتنا سرمایہ کیوں ڈبو رہے ہو۔۔۔"

"چیپٹر کلوزڈ۔۔۔نو مور آرگیومنٹ۔۔۔اور جہاں تک اظہارِ محبت ہے۔۔۔میں ہر روز نہ بھی کہوں تو تم یہ یقین لیکر گھوما کرو۔۔۔میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔کتنی کرتا ہوں۔۔۔کیوں کرتا ہوں۔۔۔یہ سب فضول ہے۔۔۔بس اہم ہے تو یہ کہ محبت کرتا ہوں۔۔۔"

دروازے پہ ننھے ہاتھوں کی دستک شروع ہوگئی تھی۔۔۔اور وہ فوراً سے دروازہ کھولنے کو آگے بڑھا آخر دوسری جانب اُسکی بیٹی تھی۔۔۔جسکو عید کی چوڑیاں درکار تھیں۔۔۔اور وہ اسکی ہر ننھی خواہش کو محترم جانتا تھا۔۔۔

ختم شُد

